ریاض ضیا

۱۳۱۹ھ

یعنی

دیوان بلبل رنگین نوا جناب مرزا علی رضا متخلص ضیا مرحوم عظیم آبادی

حسب فرمایش

جناب مرزا وزیر جان صاحب برادر اعظم حضرت مصنف ادام لطفہ

باہتمام

جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب مالک مطبع احسن المطابع ادام مجدہٗ

در مطبع احسن المطابع پٹنہ مطبوع شد

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا
الحمد للہ کہ این گلدستہ با آب و تاب اشعار چمنستان فن کا لاجواب موسوم بہ اسم تاریخی
ریاض شاداب
۱۳۱۹ھ
معروف بہ
دیوان صبا
طبعزاد بلبل رنگین نوا سخنور سخن سنج جناب مرزا علی صاحب متخلص بہ صبا
مطبع المطابع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

نظر آیا جو کثرت مین بھی جلوہ اُسکی وحدت کا
مری آنکھوں مین نقشا پھر گیا نیرنگ قدرت کا

نہ دعوی زہد و تقوی کا نہ غرّا مجکو طاعت کا
بھروسا ہے شفیع روز محشر کی شفاعت کا

لہو کیا گل کھلاتا ہے شہیدان محبت کا
زمین کوچہ قاتل ہے تختہ باغ جنت کا

جوانی آپکی تو ایک عالم ہے قیامت کا
مگر جوبن کوئی دیکھے ہماری شام فرقت کا

قیامت ہے نظر آنا کسیکی بھولی صورت کا
غضب ہے اپنے قابو سے نکل جانا طبیعت کا

وہ بولے مجسے روز حشر سُنکر حال فرقت کا
نکالا آپنے تو آج قصہ ایک مدت کا

ٹہلنے کو وہ آئین تو کسی دن اپنے کوچہ مین
پتا ہر نقش پا بتلائیگا عاشق کی تربت کا

اگر ہوتے ہین لیے سوا ہم تمہاری کیا خطا اسمین
یہ سب ہین خوبیان اِسکی برا ہو اس طبیعت کا

ابھی ہم سے ملوگے تم وہان یا ساری دنیا سے
پتا سب کو بتا دیتے ہو میدان قیامت کا

نہین ہو تم اگر قاتل تو ہو جاؤ گے اِک دن
علاج آخر کروگے کیا مرے شوق شہادت کا

خدا کے سامنے بھی طنز سے یہ بول اُٹھے وہ
ملا ہے آج ہی تو آپ کو موقع شکایت کا

بہت تعریف کرتے ہین او واعظ سے پوچھو تو
کبھی منہ خواب مین دیکھا بھی ہے حوران جنت کا

ہوئی ہے جس طرح مجھسے یونہین تجھسے بھی ہوجائے
تو کیا کہنا ہے پھر اے بیوفا اس تیری نفرت کا

جو پوچھین بھی تو کیونکر دل کی مین کہون حالت
اگر پہلو نکل آیا کہین اُن کی شکایت کا

حسین ہین اور بھی دنیا مین سچ ہے آپکا کہنا
مگر مین کیا کرون آفت ہے آجانا طبیعت کا

اُدھر کہتا ہے اپنا دل کسی صورت نباہینگے
اُدھر دینے کو ہین پیغام وہ ترک محبت کا

کبھی تو بھولے بھٹکے وہ چلے آئینگے مدفن پر
کبھی تو نام روشن ہوگا میری شمع تربت کا

مجھے تو چھوڑ دو اللہ والے رام ہو جاتے
اگر کچھ ڈھنگ آجاتا بتون مین آدمیت کا

صفائی آسمان کے دل مین آسکتی نہین ہرگز
کوئی سمجھا ہے کیا اسکو یہ تو دہ ہے کدورت کا

کٹی جاتی ہے ساری عمر تو صحرا نوردی مین
الٰہی دن پھریگا کب ہماری شام غربت کا

اٹھا دو غیر کو محفل سے کیون آکر وہ بیٹھا ہے
اشارہ ہے یہ مجھپر اُسکی چشم بے مروت کا

ذرا دامن تو اپنا رکھدو میری چشم گریان پر
تماشا دیکھ لو اچھی طرح تم جوش رقت کا

کوئی اتنی تسلی دینے والا بھی نہین ملتا
نہ گھبرا اے ضیا کٹ جائیگا یہ دن مصیبت کا

جو سہے رنج تیری فرقت کا
قدردان بس ہے وہ اذیت کا

شمع یا گل ہو یا حسین کوئی
شیفتہ ہین سب اچھی صورت کا

کہتے ہو تم کو بھی کہین بے چین
منہ تو دیکھو مری اذیت کا

روز اک تازہ فکر دیتا ہے
شکر ہے چرخ کی عنایت کا

وہ ہی نالون پہ آج دیکھ لیا
نام سنتے تھے ہم قیامت کا

وہی انسان اہل دل بھی ہے
جو بھرے دم تری محبت کا

سخت جانی سے اپنے ہم چھوٹیں — نام ہو آپ کی نزاکت کا
اپنا دکھلانا تھا اُنھیں منظور — آج پردہ کھلا قیامت کا
خواب میں بھی کبھی نہ آیا وہ — ایسا پابند ہو نزاکت کا
شعر گوئی کو اور کیا کہیے — چلبلا پن ہے یہ طبیعت کا

اے ضیا ذکر غیر کیا چھیڑا
اُن کو موقع ملا شکایت کا

رُخصت ہوئے وہ گھر مرا سنسان ہو گیا — آنکھوں میں خواب وصل کا سامان ہو گیا
بھولے تھے وہ جہان ہم اپنے خیال میں — یہ خیر بیٹھ ہوئی کہ ترا دھیان ہو گیا
یون ناز اُٹھائے ہیں یہ شب وصل یار کے — صدقے کبھی ہوا کبھی قربان ہو گیا
کہنے لگے وہ ہم کو لٹا کر مزار میں — لو اب تمہارے چین کا سامان ہو گیا
نالان ہے کوئی اور کوئی داد خواہ ہے — کوچہ کسی کا حشر کا میدان ہو گیا
اپنی ادائیں آئنے میں آپ دیکھ کے — پھر پوچھنے لگا کیوں کوئی حیران ہو گیا
اُس بیوفا کی بزم میں پھر بیٹھنے لگے — پھر رنج و غم اُٹھانے کا ارمان ہو گیا
نازان توں کے کرتے ہیں دل کا ہمارے خون — خنجر کوئی ہوا کوئی پیکان ہو گیا
سمجھانے آیا جو کوئی سودائے زلف میں — وہ دیکھتے ہی ہم کو پریشان ہو گیا
کچھ روز اور بھی جو رہا درد دل نہیں — پھر جان لو کہ یہ بھی اک ارمان ہو گیا

[illegible] ۱۲

وہ دن خدا دکھائے کہ احباب یہ کہیں
طیار اب ضیا کا بھی دیوان ہو گیا

تیرے دیوانوں کا کچھ اور ہی سامان ہو گا — دیکھ لینا کہ نہ دامن نہ گریبان ہو گا

وصل کو پوچھتا ہون تم سے کہ ایجان ہو گا
سوچنا اس مین ہے کیا کہد و کہین ہان ہو گا

آج سب کچھ ہے مگر کل نہ یہ سامان ہو گا
باغ ہستی جو ہے اک خانہ ویران ہو گا

حسرت دید ہوئی وصل کا ارمان ہو گا
تجھسے کیا کیا نہ ابھی او دل نادان ہو گا

دل کے چھدنے مین ہے شک دیکھ نہ لے او قاتل
آپ ہی خون مین ڈوبا ہوا پیکان ہو گا

بیکسی میری بتا دے گی تمھین قبر مری
کبھی آنا جو سوئے گور غریبان ہو گا

کیا بگڑتا ہے جو کر دیجئے اقرار وصال
ہاتھون بڑھ جائیگا دل آپکا احسان ہو گا

جلوۂ رخ کہین دکھلا بھی دو پردہ کیا ہے
بس یہی نا کہ طلبگار دل و جان ہو گا

کچھ کہا جاتا نہین حال پریشانی دل
کہئے بیٹھینگے تو دل اور پریشان ہو گا

اسلئے آئے تھے ہم شب کو ترے کوچہ مین
کہ جگا دین گے جو سویا ہوا دربان ہو گا

زخم دل دیکھتے ہی پھیر لیا منہ اپنا
مجھکو امید تھی قاتل نمکافشان ہو گا

کون قیمت کا طلبگار ہے کیون روٹھے ہین
مفت لے لیجئے دل آپکا احسان ہو گا

مین وہ وحشی ہون کہ مرنے کے مرا مشت غبار
دور تک پھیلکے کوسون کا بیابان ہو گا

وہ نہ آئینگے شب ہجر تو موت آئیگی
ہو نہو دو مین کسیکا غرض احسان ہو گا

نکتہ چینون کی خموشی یہی کہتی ہے ضیا
داد دے گا وہ تمہاری جو سخندان ہو گا

فرقت مین تڑپنا مرا کچھ کام نہ آیا
موت آئی مگر وصل کا پیغام نہ آیا

حالت مری کیا کیا ہوئی بیتابی دل سے
جھوٹون بھی کبھی پوچھنے آرام نہ آیا

محروم رکھا حسرت دیدار نے مجھکو
آیا بھی تو وہ شوخ لب بام نہ آیا

احسان وہ کیا جو نہ کیا غیر پہ احسان
الزام وہ کیا تجھپہ جو الزام نہ آیا

تربت میں سلا کر ہمیں کس طنز سے بولے
اب بھی یہی کہئے گا کہ آرام نہ آیا

کیا جانئے نالوں کی مرے کیا ہوئی تاثیر
دل تھامے ہوئے وہ جو لب بام نہ آیا

تربت میں ہمیں جانتے ہیں ہم پہ جو گذری
کہنے کو تھے سب ساتھ کوئی کام نہ آیا

حالت شب غم ایک سی تھی میری مرے دل کی
چین اسکو نہ آیا نہ مجھے آرام نہ آیا

وہ ذکر محبت پہ بہت غیر سے بگڑے
اچھی ہوئی یہ بات مرا نام نہ آیا

غیروں کے پڑھاتے ہوئے فقرے بھی سنائے
مطلب پہ ہمارے بت خود کام نہ آیا

آہیں تو ہیں کیا چیز رہے ضبط سلامت
اُف تک کا مرے لب پہ کبھی نام نہ آیا

قاصد کے گلے مل کے اب امید کو رو دوں
جسکی مجھے حسرت تھی وہ پیغام نہ آیا

شکوہ ہو مقدر سے ضیا وقت پہ ہم کو
امید اسی سے تھی یہی کام نہ آیا

انھیں روز اک ستم ایجاد کرنا
ہمیں روز اک نئی فریاد کرنا

مری تربت ہو کوچہ میں تمہارے
مری مٹی نہ تم برباد کرنا

دہانِ زخم دل سے لاکھ چاہا
نہ آیا شکوۂ جلاد کرنا

نکلنا دم کا رک رک کر شب غم
مرا رہ رہ کے تم کو یاد کرنا

وفا میری جو یاد آئے پس مرگ
مجھے تم فاتحہ سے یاد کرنا

قیامت ہے کسی کا روٹھ جانا
مگر منہ سے نہ کچھ ارشاد کرنا

ستم میں لطف پیدا ہو چلا ہے
نہ غفلت اور ستم ایجاد کرنا

ترے اک درد نے کیا کیا سکھایا
تڑپنا لوٹنا فریاد کرنا

ضیا خاموش ہو سنتے نہیں ہیں

عبث ہے شکوہ بیداد کرنا

دل کا آنا اُس مہوش پر داغ جگر مین پڑتا تھا
رفتہ رفتہ آتشِ اُلفت سینہ مین بھڑکی پھر کیا تھا

جب وہ پری تھا اُس سے مقابل سامنے مین بھی بیٹھا تھا
بگڑا بگڑا سا کچھ اُس دم آئینے کا نقشا تھا

درد کی شدت داغ جگر کا ہمنے کیا کیا باندھا تھا
کچھ بھی نہ سمجھا وہ بتِ نادان شعر کا پہلو اچھا تھا

یا دمژہ نے یہ خامی کی۔ دیکھا نہ بھالا دل مین آکر
چھیڑا بھی تو اُس کو چھیڑا۔ زخم جگر جو کچا تھا

اپنی حالت کہنے کا موقع۔ ہاتھ نہ آیا کیا کہیے
سب تو باتین کرتے تھے اُس سے۔ اور مین چپکا بیٹھا تھا

واقعی راتین ہجر صنم کی طول قیامت ہوتی ہین
آنکھوں سے بھی دیکھ لیا۔ وہ کانون سے جو سنتا تھا

جاتا تھا وہ بانکا ترچھا اُف رے اُس کی کجرفتاری
نکلے جو ہم اُس راہ سے بچکر۔ آج مقدر سیدھا تھا

خوب ہی نکلی صورت حسرت ایک خلش سی رہتی تھی
روح بدن مین اپنے کیا تھی گویا کوئی کانٹا تھا

قدر نہ کی کچھ اُسکے دم تک۔ یارون نے اُسکے شعرون کی
اب یہ ہر اک سے سنتے ہین اکثر خوب ضیاؔ بھی کہتا تھا

موسیٰ پہ وہ عالم جو ہوا بیخبری کا
تھا شعبدہ ادنیٰ سا تری جلوہ گری کا

بلبل کو گلون سے ہے گلہ بیخبری کا
ادنیٰ یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا

خواب آنکھون نے دیکھا ہے عجب بیخبری کا
شاید کہ یہ مژدہ ہو تری جلوہ گری کا

نالے بھی گئے ایسے کہ پھر کر نہین آئے
بس ہو گیا اب خاتمہ پیغامبری کا

آنکھون مین سمائی ہے ادا دختر رز کی
دیوانہ نہین دیکھون جو انداز پری کا

کچھ نالہ بلبل سے بھی ہے درد ٹپکتا
کچھ رنگ اوڑایا ہے مری نوحہ گری کا

مانین گے نہ ہم یہ کہ وہ گلزار کو آیا
چلتا ہوا فقرہ ہے نسیم سحری کا

اللہ کی قدرت نہ کہین کیا کہین تم کو
حورون کی سج دھج ہے تو مکھڑا ہے پری کا

تم یہ نہ سمجھنا کہ ہین سب طالب دیدار
محشر مین تماشا ہے مری بیخبری کا

کہتے ہو شب غم کوئی مر جائیگا کیونکر
بجھنا نہین دیکھا ہے چراغ سحری کا

بس اتنا کہ اُس کوچہ سے ہوتی ہوئی آتی
تھک جاتا نہ کچھ پاؤن نسیم سحری کا

تکلیف بھی دی اسنے تو سو طرح کی تکلیف
تھوڑا نہین احسان ہے درد جگری کا

دکھ درد تو کہنے کا بہانہ تھا سر بزم
دیکھا کئے انداز تری بیخبری کا

کہتے ہو کس انداز سے دل تیرا ایسا ہے
احسان نہ مانوگے مری بیخبری کا

آہین نہین اچھی مرے نالے نہین اچھے
دونون کو برا ہے مرض بیخبری کا

ہم طالب دیدار ہین پھر ہوش مین آکر
عالم وہی اچھا تھا جو تھا بیخبری کا

احباب کو کیونکر مرے مرنے کی خبر ہو
ای یار مین کشتہ ہون تری بیخبری کا

اتنا بھی نہ پوچھا کبھی دیوانہ بنا کر
دیوانہ بنا پھرتا ہے کس رشک پری کا

کچھ حال کہو اپنا یہ کیون کہتے ہو صاحب
کمبخت برا ہو تری آہ سحری کا

ساقی نے جو شب کھینچ لیا ہاتھ سبو سے
عالم تھا یہان غش کے اڑنے مین پری کا

تجھپر کوئی مرتا ہو تجھی کو نہ خبر ہو
کچھ بھی ہے ٹھکانا تری اس بیخبری کا

تم آہ جسے سمجھے وہ پر درد صدا تھی
ٹانکا کوئی ٹوٹا مرے زخم جگری کا

سو طرح کی تجنیسین ہین پاتے ہین لکو
کیا کیا ہے اثر اک تری جادو نظری کا

یہ حکم ہے اُن کا کہ مرے سامنے کوئی
حورون کا کرے ذکر نہ لے نام پری کا

سونا وہ شب وصل کا یاد ہے تجھکو
عالم وہ قیامت تھا تری بیخبری کا

محشر ہی پہ موقوف ہے کیا وعدہ کا ایفا
کیا ایک ہی دن ہے تری جلوہ گری کا

کچھ کہتے نہین منہ سے کھلے پڑتے ہین غنچے
اچھا یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا

قسمت سے ضیا کام کوئی بن نہین آتا
ہاتھون کو ہمارے ہے گلہ بے ہنری کا

تصویر ہون مین غم کی نہ کچھ سننا نہ کچھ کہنا
جانے ہوی اکجا در خاموش پڑے رہنا

اس رسم محبت مین کیا پڑتی ہے مجبوری
ان کو بھی ستم کرنا مجھکو بھی ستم سہنا

کب کہتے ولی حالت جب کہتے تو کہتے ہین
اسوقت نہین سنتے کہتا ہو تو پھر کہنا

آنکھون سے جو برخ آنسو جاری ہین تو حیرت کیا
کچھ بات نہی دیکھی آنکھون سے لہو بہنا

سمجھائے کوئی مجھکو سمجھون مین تو کیا سمجھون
سو باتون کا پہلو ہے اک بات کا چپ رہنا

نبھتی نہ کبھی ان سے جو یہ نہ سمجھتے ہم
ہوتا ہی ہے الفت مین جا اچھی ہی سہنا

قصہ تھا عجب اپنا وہ سنتے تو سنتے
افسوس ابھی کا ہے آیا نہ ہمین کہنا

[illegible] غم کب کوئی [illegible]
[illegible] غشی کو بھی دو جا گھڑی رہنا

تجھو یون بھی اگر کہتے اک [illegible]
ان [illegible] کہتے ہین کہ سچ کہنا

کچھ کھا کے مین سو رہتا سنتا جو نہ یہ اُن سے
آسان ہے مرجانا مشکل ہے کڑی سہنا

کہتے ہو کہ پہلے ہی سمجھایا نہین دل کو
کمبخت سے پوچھو تو مانا بھی مرا کہنا

معشوق کا عاشق پر جو کچھ ہے ستم یہ ہے
دل مین تو جگہ کرنا پہلو سے جدا رہنا

جی بھی نہین گھبراتا او یار وفا دشمن
باز آ بھی کہین۔ کبتک مشغولِ ستم رہنا

حورین بھی بہت اچھی پریان بھی بہت اچھی
انصاف یہ کہتا ہے اُس شوخ کا کیا کہنا

جس دن یہ ہوا روشن جاتے ہو کہین شب کو
اندھیر نہ کردون تو مجھکو نہ **ضیا** کہنا

کبھی جو چاہنے والا مری خوشی کا تھا
وہ دل تھا اور کسیکا کہ آپ ہی کا تھا

شبِ فراق تو تھی پھر مین یہ کہون کیونکر
کوئی شریک نہین میری بیکسی کا تھا

سُناتا شعر مرے حسبِ حال کہکے انھین
یہ کام غیر جو کرتا تو میرے جی کا تھا

ہنسی نہ آئی کبھی تیرے غم نصیبون کو
جو لب پر آ بھی گیا نام وہ ہنسی کا تھا

مرا تمہارا نہین ذکر آج کی ہے بات
کسی زمانہ مین عاشق کوئی کسی کا تھا

بُرا نہین تھا کچھ ایسا مرا عدو مجھسے
جو حوصلہ تمہین دو دن کی دوستی کا تھا

ضیا سے چاہنے والے ہزار ہون لیکن
تمہارے ناز اُٹھانا یہ کام اُسی کا تھا

مرے ضبط نے تو چاہا کہ نہ ڈوبے نام میرا
مگر آنکھون سے یہ ٹپکا کہ ہے گریہ کام میرا

کہان نامہ بر کو بھیجون کوئی نالہ دل سے کھینچون
ترے کانون تک جو پہونچے ہے وہی پیام میرا

تجھے اپنا وعدہ ظالم کہین یاد آ بھی جائے
ارے ہو چلا ہے آخر کوئی دم مین کام میرا

یہ نصیب کی ہین باتین رہون جسکی بندگی مین
نہ وہ سر اُٹھا کے دیکھے نہ وہ لے سلام میرا

کوئی ہو جو کہنے والا تو کہے ہزار ڈھب سے
نہ کبھی سنتا ہو وہ ظالم تو سنے پیام میرا
بہت انقلاب دیکھے تری چشم فتنہ زا کے
مگر آجتک بن آیا نہ بگڑ کے کام میرا

کبھی کو سنا نہ سنتا کبھی گالیاں نہ کھاتا
یہ اُسے بتا دیا کیون کہ **ضیا** ہے نام میرا

دربان کی طرف ہی کیا اشارا
جائے گا کہان یہ غم کا مارا
ہر بات پر اُسکی کہہ چکا ہون
یہ بھی ہی ترے لئے گوارا
دکھ درد کا ہو برا الہی
قصّہ نہ سُنا گیا ہمارا
مرنے ہی دو زہر کھا کے مجھکو
ہو کاش تمہین یہی گوارا
اے ہجر کی شب خدا جو چاہے
گنتی مین نہ چھوٹے ایک تارا
کچھ بڑھگئی حد سے جب خموشی
گھبرا کے اجل کو مین پکارا
رونا ہے مرا کہ دل لگی ہے
پتھر ہے کوئی کہ دل تمہارا
ڈھونڈے نہ ملے گا مجھسا خادم
کچھ سوچ کے کیجئے کنارا
رہ رہ کے شب فراق اکثر
اپنے کو مین آپ ہی پکارا
قاصد کا نہ آنا یون سمجھئے
وہ بھی نہ رہا جو تھا سہارا

در سے نہ اُٹھاؤ تم **ضیا** کو
کمبخت پھرے گا مارا مارا

بہت پاک رہتا تھا دامن کسی کا
چلو مٹ گیا آج مدفن کسیکا
تمہین پچھلی راتون کی بھی کچھ خبر ہے
سُنو ہائے اُس وقت شیون کسی کا
ہم ایسون کی یون بھی تسلی ہے ممکن
کوئی تم سا ہو جائے دشمن کسیکا

کیا فیصلہ خوب قسمت نے میری
نہ وہ دوست میرا نہ دشمن کسی کا

بُرا ہو اثر کا کہ سُنکر وہ بولے
خدا اب نہ سُنوائے شیون کسی کا

نہین ہوتی تاثیر دل پر کسی کے
اسی سے تو اچھا ہے شیون کسی کا

کسی کے تصور مین آنسو روان ہین
کہ آنکھون مین رہتا ہے دامن کسی کا

ہوئی خاک سیری ضیا لکھنؤ کی
لٹا دیکھا سرسبز گلشن کسیکا

درد دل سے لاکھ مین تڑپا کیا
وہ بہت ظالم مگر دیکھا کیا

مین جو بہت ہنکر انھین دیکھا کیا
اس خموشی نے بھی راز افشا کیا

شمع سان مجھکو رلاکر بزم مین
آپ نے غیرون کا دل ٹھنڈا کیا

وائے قسمت کل تو ٹالا آج پر
آج اُس نے وعدۂ فردا کیا

آگیا جب قصۂ حسن و جمال
مین تری تصویر کو دیکھا کیا

آپ سمجھینگے شکایت کیا کہون
درد دل سے رات بھر تڑپا کیا

پاس بیٹھے وہ مگر منہ پھیر کر
سامنے آئے مگر پردا کیا

اک تو دل دیکر اُٹھائین ذلتین
اُس پہ یہ الزام کیون ایسا کیا

صدقے مین اس سادہ لوحی پر تری
میرے ہی منہ پر مرا شکوا کیا

رکھکے قاتل تیغ گردن پر مری
پھر وہ اپنے دل مین کچھ سوچا کیا

پاس اُنکا تھا جب اُنکے پاس تھے
دور جب اُنسے ہوئے نالا کیا

تم نہ آئے تو نہ آیا دل کو چین
رات بھر مین کروٹین بدلا کیا

دیکھنے والون نے آنکھین پھیر لین
تیغ قاتل کو مین یون دیکھا کیا

وہ مرا نالہ وہ میری آہ سے ہے
جس نے اُن کے دل میں گھر اپنا کیا

اُس نے کی غفلت شعاری جسقدر
اور بھی میں خط پہ خط بھیجا کیا

وہ تو وہ اغیار بھی واقف ہوئے
کیسا نالون نے مجھے رسوا کیا

ڈھونڈھکر محشر میں خود مجھسے ملے
اپنا وعدہ آپ نے ایفا کیا

وصل جانان ہو کسی صورت نصیب
اس تمنا نے مجھے رسوا کیا

زہر کھا کر خود ضیا نے جان دی
سچ وہ کہتے ہین کسی نے کیا کیا

ہاتھون سے وہ تھامے ہین دل اپنا جگر اپنا
کس جا نہین نالون نے دکھایا اثر اپنا

سب کر کے تھکے ہم نہ ہوا وہ مگر اپنا
نیچا ہی رہا سامنے غیرون کے سر اپنا

یہ وقت غنیمت ہے کہ وہ پاس نہین ہین
کر لے دل نالان کو بھی درد جگر اپنا

کچھ بھی نہ لگی چوٹ کسی بت کے جگر پر
کیون مفت مری آہ نے کھویا اثر اپنا

یا اور جو نہین ہو تو رکھو سینہ پہ تم ہاتھ
کس طرح دکھائین اجی درد جگر اپنا

نالان رہے ہم بھی نہین نیند آئی نہ اُن کو
کیا کیا نہوا حال اُدھر اُنکا ادھر اپنا

برباد نہو جائے کہین دل مرا او جان
کیون غیر پہ چھوڑے ہوئے بیٹھے ہو گھر اپنا

کس کام کی انسان کو آنکھین ہین الٰہی
جب کچھ بھی نہین سوجھتا عیب و ہنر اپنا

دیکھا ترے تیر نگہ ناز نے قاتل
دل کو نہ دل اپنا نہ جگر کو جگر اپنا

ہر شخص اک امید پہ آیا ہے ترے پاس
ظاہر نہین کرتا کوئی مطلب مگر اپنا

اتنا مری جانب سے تو پوچھے کوئی اُس سے
کچھ وعدہ تجھے یاد ہوا و بے خبر اپنا

ہم دیکھتے ہین دام بلا ہین ترے گیسو
اے بت کہین پھنس جائے نہ مرغ نظر اپنا

سنتے تو ہین کوچہ ترا جنت سے نہین کم
جب جانے کہ ہو جای وہان تک گذر اپنا

دل میرا کہان اور کہان تو بت ظالم
کعبہ ہی خدا کا جسے سمجھا ہی گھر اپنا

ہم مر نہ گئے ہجر کی شب تو نہوا کچھ
سچ پوچھئے تو حال یہ ہی مختصر اپنا

معلوم ہوا کوچہ مین اُس گل کے گئی تھی
انداز یہ رہنے دے نسیم سحر اپنا

کعبہ اُدھر آباد اِدھر دیر ہے آباد
سنسان ہی رکھتا ہی وہ بت کی گھر اپنا

اک بال سر رشتہ دل مین جو پڑا ہی
وہ دیکھین تو سمجھین اُسے تار نظر اپنا

حسرت ہو ضیا کس لئے کچھ داد سخن کی
کچھ کم نہین یہ نام ہوا جس قدر اپنا

کبھی نہین کوئی پرسان حال زار آیا
بہت جو یاد کیا تو خیال یار آیا

جو راہ پر بھی کبھی وہ ستم شعار آیا
تو کس کو وعدۂ فردا کا اعتبار آیا

پیام وصل سے کیا واسطا بھلا مجھے
عتاب نامہ مگر اُن کا لاکھ بار آیا

چراغ داغ جگر اور بھی بھڑک اُٹھے
جو کوئی شمع جلانے سر مزار آیا

ہنوز ہی دل بیتاب کی وہی حالت
جو آپ آئے ہین پہلو مین کچھ قرار آیا

ہماری آنکھون مین کانٹے سے کھٹکے ہین پھول
یہ کون لایا ہی کہئے کہان سے ہار آیا

ہم اور شکوۂ جور و جفا خدا کی شان
تمہین بھی غیر کی باتون پہ اعتبار آیا

خدا نے حسن کو بھی کیسی بخشی ہی تاثیر
کہ ایک مٹی کی مورت پہ ہمکو پیار آیا

ہم اُن کے واسطے وہ غیر کے لئے بیچین
کسی کو بھی شب فرقت نہین قرار آیا

گیا تھا حسن کے بازار مین تماشے کو
مین اپنے ہاتھون سے دل اپنا آج ہار آیا

شراب پینا جسے ہو چلے ضیا کے ساتھ
ہرا بھرا ہی چمن موسم بہار آیا

تم یہ کیون کہتے ہو صاحب کہ ترا دل دیکھا
اپنے تیر نگہ ناز کا بسمل دیکھا

ہائے کس دل سے کہین کیا سر محفل دیکھا
ہمنے ہر ایک ادا کو تری قاتل دیکھا

نہ کبھی سوز جگر کی مرے حالت پوچھی
نہ کبھی تم نے مرا آبلۂ دل دیکھا

بزم مین بیٹھے تھے اغیار بھی ہم بھی لیکن
وہ ملے اُس سے جسے اپنا مقابل دیکھا

یاد کرکے مجھے دل مین رہا پہروں غمگین
اپنے کوچہ مین جب اُسنے کوئی سائل دیکھا

خواب مین سیر جنان کرتے تھے ہم یار کے ساتھ
حضرت شیخ کو بھی حور کے شامل دیکھا

ہم نے پوچھا ستم و ظلم ہین پر صاحب
ہنسکے فرمانے لگے ہم نے ترا دل دیکھا

قیس نے چشم تصور کی بدولت اکثر
تجھکو پردے ہی مین اے صاحب محمل دیکھا

حشر مین بھی نہ ملا او بت کافر ہم سے
دیکھا بس آج ترا وعدۂ باطل دیکھا

کہین وہ پردہ نشین بنکے رہا آنکھون مین
شمع کی طرح کہین رونق محفل دیکھا

میرا سو جانا بھی کچھ کم نہین مرجانے سے
آنکھین جب بند ہوئین کوچۂ قاتل دیکھا

تم نے اس دیدۂ گریان کی بدولت جیسا
قطرۂ اشک جو دیکھا تو مرا دل دیکھا

ہائے افسوس کہ وہ رشک قمر سا تھا نہین
بام پر کیا تجھے تنہا مہ کامل دیکھا

کیا عجب ہے کہ اب آنکھین بھی چرالو ہم سے
دل چراتے تمہین ہم نے سر محفل دیکھا

دیدۂ عاشق مشتاق کی پتلی سمجھے
ہم نے اُس چاند سے ماتھے پہ جو اک تل دیکھا

جان پلٹ آئی لگے تار نظر کے ٹانکے
کہین قاتل نے جو مڑ کر سوئے بسمل دیکھا

کبھی ٹھنڈی نہوئین آنکھین ہماری اے جان
جب تمہین دیکھا تو اغیار کے شامل دیکھا

جب کہا اُسنے تمنائے شہادت ہے کسے
نگہ شوق سے ہم نے سوئے قاتل دیکھا

منع کرتے تھے اسی دن کے لئے ہم تم کو
دل لگانے سے ضیا کیا ہوا حاصل دیکھا

ابھی جو آپ کو مجھ سے ملال تھا کیا تھا
حضور کہیے تو کیسا خیال تھا کیا تھا

تمہاری ہونے کر کا خیال تھا کیا تھا
ہمارے شیشۂ دل میں جو بال تھا کیا تھا

تمہیں جو رنج تھا غم تھا ملال تھا کیا تھا
مرے رقیب کا کل غیر حال تھا کیا تھا

کلیم تم نے تو دیکھا ہے طور پر جلوہ
بتاؤ یار کا کیسا جمال تھا کیا تھا

جواب دیتے ہو کچھ اب نہ دل ہی لیتے ہو
ابھی جو مجھ سے تمہارا سوال تھا کیا تھا

زمانہ سے نہیں جسکے ہو نامہ و پیغام
وہ آج میرا جو پرسان حال تھا کیا تھا

یہ مانا میں نے کسی کا نہیں تھا غم تم کو
جو زلف بکھری تھی رخ پر ملال تھا کیا تھا

مرے سلام پر اب سر اٹھا کے دیکھا ہے
یہ پھر دن آپ کو کسکا خیال تھا کیا تھا

بگڑ کے منہ جو بنایا جواب کے بدلے
بس ایک بوسہ کا تم سے سوال تھا کیا تھا

جو یاد غیر میں بھولے رہے مجھے برسوں
میں آپکے لیے خواب و خیال تھا کیا تھا

ابھی رقیب سے ملنا تمہیں مبارک ہو
بس اتنی بات کا اتنا ملال تھا کیا تھا

اسی میں یہ دل وحشی پھنسا رہا شب غم
خیال زلف تھا یا کوئی جال تھا کیا تھا

تھی بات کل ہی کی تم ایسا آج بھول گئے
کلیم طور پہ کسکا وہ حال تھا کیا تھا

حضور غیر کے وعدے کو کل پہ ٹال سکے
وہ کوئی ماہ تھا یا کوئی سال تھا کیا تھا

ضیا وہ غیر کی محفل میں کل رہے شب بھر
یہ صرف آپ کا وہم و خیال تھا کیا تھا

اُنہیں ہے ضد میں دکھا کر بل ابروئے خمدار کا
وار کس پر کر رہے ہیں آپ یہ تلوار کا

ہاتھ کو میرے ہٹا کر اُن کا کہنا وصل میں
پھول کیا سب توڑ ڈالا [illegible] گلے کے ہار کا

آتش فرقت بھڑک اٹھی یہ دل میں اسطرح
خوف ہے مجھکو نہ جلجائے کہیں گھر یار کا

رشتۂ الفت کو ٹوٹے ایک مدت ہو گئی
سلسلہ جاری ہے اب تک آنسوؤں کے تار کا

لاکھ پردے میں وہ بیٹھیں چھپ کے آنکھوں سے مری
دیکھ لوں گا میں اگر ہے حوصلا دیدار کا

اے نگاہ شوق تو بھی جا ذرا قاصد کے ساتھ
بھول جاوے وہ پتا شاید مکان یار کا

زہر کھلوائیگا مجھکو ایک دن ایجان ضرور
یہ بگڑنا منہ بنانا روٹھنا ہر بار کا

دیکھکر آئینہ کو اسواسطے جلتا ہے دل
میں تو ترسوں یہ کرے نظارہ روی یار کا

گھر سے نکلوں گا میں اپنی جان پر جب کھیل کر
موت بتلادیگی رستہ چل کے کوچے یار کا

جو ستم سہتے ہیں غم کھاتے ہیں کھو بیٹھے ہیں دل
لطف پوچھے کوئی اُن لوگوں سے ان اشعار کا

ساقی کوثر پلائیں اپنے ہاتھوں سے اگر
ایک ہی ساغر میں کیا ہو رنگ مے میخوار کا

اپنے دل میں کچھ تو سوچو واہ کیا انصاف ہے
ہم تو تم پر جان دیں تم دم بھرو اغیار کا

اے ضیا تم مانگنے آئے تو ایسے وقت میں
بند دروازہ ہوا جب خانۂ خمار کا

وہ جو بیٹھے مرے پہلو میں تو کچھ دل ٹھہرا
جب جدا ہو گئے جینا مجھے مشکل ٹھہرا

اُس پہ مرتا ہے جو ہے ظلم و ستم کا بانی
دشمن جان ہی کمبخت مرا دل ٹھہرا

دیکھتے ہی ہوا دل اس کا بھی پانی پانی
آئینہ کیا رخ روشن کے مقابل ٹھہرا

بام پر وہ جو سر شام سنور کر آئے
حسرت دید میں شب بھر مہ کامل ٹھہرا

مجھے غیروں میں کیا اس کی تڑپ نے رسوا
اُن کے جوڑے میں نہ مٹھی میں مرا دل ٹھہرا

امتحان لینے کا یہ بھی ہے طریقہ کوئی
رکھ کے خنجر مری گردن پہ جو قاتل ٹھہرا

اُن کی حسرت مرا دل دیکھ کے یہ بول اُٹھی
اک یہی گھر تو مرے رہنے کے قابل ٹھہرا

اور تڑپاتا ہے مجھکو یہ کسی کا کہنا
کوئی دیکھے تو ذرا جاکے وہ بسمل ٹھہرا

صبح ہوتے ہی گیا اُٹھ کے مرے پہلو سے
دو گھڑی بھی نہ ضیا وہ مہ کامل ٹھہرا

جو کچھ پی لی تھی چھپکر تو نہ یوں سرشار رہنا تھا
ذرا ہشیار اے واعظ دم گفتار رہنا تھا

رقیبوں نے جگہ پکڑ لی پہلو میں اُس گل کے
کھٹکنے کو مری آنکھوں میں مثل خار رہنا تھا

مصیبت ہی کی گننے کے لئے گھڑیاں شب فرقت
مجھے اے چرخ شکل دیدۂ بیدار رہنا تھا

دعائیں دیتے آتے جاتے جتنے رند ہیں واعظ
گلی میں آپ کی بھی خانۂ خمار رہنا تھا

نہ کیونکر صورت آئینہ ہوتا عاشقوں کا دل
کہ اس کو ہر گھڑی ہر دم تو پیش یار رہنا تھا

عدم کے سب مسافر چل بسے ہم رہ گئے تنہا
کمر باندھے کفن سے ہم کو بھی طیار رہنا تھا

دلا بیہودہ ابر دیدہ اشک ناحق دشت وحشت میں
ہمیں نالہ کناں اے دل پس دیوار رہنا تھا

کروں کچھ گردش افلاک کا شکوہ تو بیجا ہے
مقدر میں لکھا جب صورت پرکار رہنا تھا

ضیا لاکھ ڈھونڈھو دل کہاں ملتا ہے پہلو میں
تمہیں دزد نگاہ یار سے ہشیار رہنا تھا

دل زلف کے پھندے سے چھڑایا نہیں جاتا
دیوانہ کو ہشیار بنایا نہیں جاتا

ہم تھک گئے اب اُنکو منایا نہیں جاتا
حرف خط تقدیر مٹایا نہیں جاتا

انصاف کرے یا نہ کرے داور محشر
ظالم انہیں تجھسے تو بتایا نہیں جاتا

مدت پہ جواب آج یہ قاصد کو ملا ہے
کمبخت سے کیا خود یہاں آیا نہیں جاتا

کہہ دیتا ہوں میں کان میں سن لیجئے صاحب
راز دل بیتاب چھپایا نہیں جاتا

قاتل ترے ہاتھوں کی نزاکت کے میں صدقے
اوچھا سا بھی اک وار لگایا نہیں جاتا

کب تیوریاں عاشق پہ چڑھاتا نہیں وہ شوخ
ہر بات پہ کب غصہ دکھایا نہیں جاتا

منہ ڈھانپے ہوئے لاش پہ آئے ہیں حیا سے
اک قطرہ بھی آنسو کا گرایا نہیں جاتا

غش کھا کے گرے ہم تو خفا ہو کے وہ بولے
یہ ناز نیا ہم سے اٹھایا نہیں جاتا

اس درجہ نزاکت نے کیا ہے انہیں مجبور
بیٹھے ہیں مرا پھول اٹھایا نہیں جاتا

محروم ہی پھر جاؤں ترے در سے میں ساقی
اک جام بھی کیا تجھ سے پلایا نہیں جاتا

گردن وہ جھکائے ہوئے محشر میں کھڑے ہیں
سر پیش خدا آج اٹھایا نہیں جاتا

اک روز صفیہ عشق میں ہو جاؤ گے بدنام
یہ راز کس طرح چھپایا نہیں جاتا

کیا پوچھتے ہو چھیڑ کے قصا مرے دل کا
تم دیکھ تو لو پہلے تڑپنا مرے دل کا

رہنا ہو جو چھپ کر تو یہاں تم چلے آؤ
سو پردوں میں بہتر ہے یہ پردا مرے دل کا

رکھتے تو ہو تسکین کے لئے ہاتھ تم اپنا
ہو جائے کہیں درد دوگنا مرے دل کا

سو تیر مژہ کھائے مگر اف بھی نہیں کی
دیکھیں تو ذرا آپ کلیجا مرے دل کا

صد شکر کہ اب حسرت و ارمان کی بدولت
آباد ہوا جاتا ہے صحرا مرے دل کا

بچپن ابھی سے ہو فقط حال ہی سنکر
دیکھا ہے کہاں تم نے تڑپنا مرے دل کا

ابھرے ہوئے جوبن ہیں جوانی کے دن انکو
کچھ اور ہی ہوتا ہے تقاضا مرے دل کا

پھر وصل کا جھگڑا ہے نہ کچھ بوسے کی حجت
تم دل سے اگر مان لو کہنا مرے دل کا

باز آتے ہو کیوں ظلم و ستم کرنے سے اب جان
نقصان جو کچھ ہوگا وہ ہوگا مرے دل کا

اقرار محبت پہ زبان ہار چکا ہوں
جی چاہے تو اب لے لو نوشتہ مرے دل کا

پڑتی ہے نظر جب کہ حسینان جہان پر
کچھ اور ہی ہو جاتا ہے نقشہ مرے دل کا

کچھ کچھ ابھی باقی خلش تیر مژہ ہے
ہوتا نہیں موقوف تڑپنا مرے دل کا

لو آج مین ڈھونڈھ آیا حسینان جہان مین / تم سا نہ ملا چاہنے والا مرے دل کا

بسیار صنم اس مین ہا کرتی ہے یارب / بتخانہ ہوا جاتا ہے کعبا مرے دل کا

عادت ہے بگڑنے کی اسے اُن سے زیادہ / وہ چھیڑ کے دیکھین تماشا مرے دل کا

دل میرا کلیسا ہے مین اُس بت کا ہون بندہ / ناقوس کی آواز ہے نالا مرے دل کا

مدت سے ضیا کوچۂ جانان مین پڑا ہون
ارمان نہ ابتک کوئی نکلا مرے دل کا

قتل کرنے ہو اشارون مین تم ایجان کیسا / کام کر جاتی ہے جنبش مژگان کیسا

چبھ گیا قاتل بے رحم کا پیکان کیسا / خانۂ دل مین رہا آکے یہ مہمان کیسا

نہ تو گلشن کے ہوئے اور نہ صحرا کے ہوئے / تیری زلفون نے کیا ہم کو پریشان کیسا

دیکھکر داغ جگر وصل کی شب وہ بولے / آج روشن ہے چراغ شب ہجران کیسا

اُن سے پوچھے تو کوئی کس کی قضا یاد آئی / خاک اوڑاتا ہے سر گور غریبان کیسا

سخت جانی مری وہ اور یہ دست نازک / کند ہوتا ہی گیا خنجر بران کیسا

غیر کے نام کا خط بھیجکے بلوایا اُسے / دام مین آیا مرے وہ بت نادان کیسا

درد بھی ہوگیا بےچین مرے سینہ مین / آج پہلو مین تپان ہے دل سوزان کیسا

اچھی باتون مین بگڑتے ہو ضیا سے جبتا
تم نے انداز یہ سیکھا ہے مری جان کیسا

تم بات کر رہے تھے تیور مین دیکھتا تھا / کچھ اور بیٹھے ہوتے غیرون کا اس مین کیا تھا

نام وصال لیکر مین جی مین ڈر رہا تھا / بارے ہنسی مین ٹالا غصہ تو آگیا تھا

یہ یاد تم نکرتے مجھسے جو دل لیا تھا / اک چیز تھا وہ پھر بھی اچھا تھا یا برا تھا

کیا جانوں آئینہ بھی پہچانے یا نہیں اب — مدت ہوئی کہ اپنا میں صورت آشنا تھا

مطلب کی بات سمجھواتے ابھی کہاں تو — میرا خموش رہنا اظہار مدعا تھا

صورت تمہاری اچھی قسمت ہماری اچھی — آئی تھی جب طبیعت وہ وقت ہی اچھا تھا

ہیں اور عشق تیرا دل اور درد فرقت — سنتا جو تو تو یہ بھی سننے کا ماجرا تھا

کمبخت نا امیدی پیک اجل ہیں تھی — قاصد کے آتے آتے میں جان سے گیا تھا

شاید کبھی تھے ہم بھی مست مے جوانی — دل میں سرور سا تھا آنکھوں میں نشہ سا تھا

اتنی بھی بدگمانی اتنا بھی وہم باطل — کچھ کہتے کان میں ہم سن لیتے تم تو کیا تھا

جھیلی غضب مصیبت کڑیاں غضب اٹھائیں — محروم وصل رہنا تقدیر میں لکھا تھا

خاموش ہو رہے کیوں مجنوں کا ذکر سنکر — میری طرح اسے بھی کہدو کہ بے وفا تھا

رونے سے بھی گئے ہم اشکوں نے بھی کمی کی — وہ بھی نہیں رہا اب جو ایک مشغلا تھا

کہتے ہیں لوگ شاید فرقت کی شب اسی کو — مجھسے جدا تھا بستر بستر سے میں جدا تھا

اک شخص مر گیا کل مجروح سنگ طفلاں
دیوانہ آپ کا تھا شاید وہی ضیا تھا

کس کام کا جو آہوں میں اپنی دھواں ہوا — پیدا اک اور دشمن جان آسماں ہوا

کیا جانے میری آنکھوں سے کیا کیا عیاں ہوا — کیا جانے مجھپر آپکا کیا کیا گماں ہوا

آمادہ میرے قتل پہ سارا جہاں ہوا — وہ مہرباں ہوا بھی تو یوں مہرباں ہوا

منظور جب کسیکا انہیں امتحاں ہوا — لاکھوں طرح کا غیر کے دل میں گماں ہوا

چشم رقیب ہی کا وہ کاجل بنا سہی — برباد تو نہ آہوں کا اپنی دھواں ہوا

اے دل جہاں میں اور نہ تجھے کوئی دل لگی — سوجھی یہ کیا کہ عاشق حسن بتاں ہوا

مانا کہ قتل کرنے کو تم جھوٹ ہی اُٹھے
آخر کسی طرح تو مرا امتحان ہوا

کب دل میں جلتے دیکھا چراغ امید کو
کب میرے اجڑے گھر کا کوئی میہمان ہوا

کس طرح خاموشی کا تری میں جواب دوں
تو بے دہان ہوا تھا کہ میں بے زبان ہوا

ہم کیا بتائیں دیکھا کے کس نگاہ سے
جس دن کسی کے حال پہ وہ مہربان ہوا

آخر کو روتے روتے گئی جان ہجر میں
سیلِ فنا مرے لئے اشکِ رواں ہوا

کس طرح رازِ عشق چھپائے سے چھپ سکے
جو دل میں تھا وہ شکل سے میری عیاں ہوا

مقتل میں بیکسی تو مری میرے ساتھ تھی
کیا غم ہوا اُسکے ساتھ جو سارا جہان ہوا

دل میں تو رحم آیا مگر کچھ نہ کہہ سکے
جب اُن کے سامنے مرا قصہ بیان ہوا

جب مٹ گئے تو زینتِ چشمِ بتاں ہوئے
ہم خاک ہو گئے تو یہ نام و نشان ہوا

سچ ہی سمجھ کے وصل کی ہوگی خوشی مجھے
تم جھوٹ ہی یہ کہدو کہ منظور ہاں ہوا

زاہد کو اپنے زہد سے کیا کیا امید تھی
اتنا ہوا کہ داخلِ باغِ جناں ہوا

کہنے لگا رقیب بھی اپنے کو جان نثار
قدرت خدا کی وہ بھی مرا ہمزبان ہوا

دل دیکے اور پھیر لیا اُن سے آپنے
افسوس اے ضیا نہ کوئی قدردان ہوا

گر چلو بھی ہدفِ تیرِ نظر کیا ہوگا
کام کیا آئیگا دل ہے جگر کیا ہوگا

ضبطِ گریہ کی بھی تاکید خموشی کا بھی حکم
اب اگر خون ہوگا تو جگر کیا ہوگا

اے مری ہجر نصیبی تجھے اس شب کی قسم
کہدے ہوگی کہ نہیں ہوگی سحر کیا ہوگا

ہجر کی رات کی ایک ایک پہر بھاری ہے
کون جانے ابھی تا وقت سحر کیا ہوگا

کوچۂ عشق میں رکھنے کو رکھا پاؤں ضیا
مگر اس پیچ میں آئیں پہ پھر سر کیا ہوگا

رات اُس محفل میں جو بدنام تھا — یاس کا مارا وہ میں ناکام تھا

حسن جب تیرا پسندِ عام تھا — پارسا جو تھا خیالِ خام تھا

زہر کھا کر سو رہے فرقت کی شب — اپنی قسمت میں یونہیں آرام تھا

کٹ گئی امید ہی امید میں — ہر پہر جس شب کا وقتِ شام تھا

دیکھنے والوں نے دیکھے ہیں وہ دن — جب مری آنکھیں تھیں اُس کا بام تھا

اب مٹاؤ گے کسے دو ہی تو تھے — ایک میں تھا ایک میرا نام تھا

تم نے دیکھا آکے اچھے حال میں — ورنہ کس کمبخت کو آرام تھا

شکوۂ بیداد کا سنیئے جواب — وہ کیا میں نے جو میرا کام تھا

اب کوئی پوچھے تو کہدوں ہاں کبھی — اُن سے ہم سے نامہ و پیغام تھا

حشر کو سمجھے تھے ہم اک بزمِ خاص — جاکے پھر آئے ہجومِ عام تھا

شہر کیوں چھوڑا ضیا نے کیا کہوں
آپکے باعث بہت بدنام تھا

اب دردِ دل کہاں ہے اسکا بھی تھا زمانا — اک داغ رہگیا ہے وہ بھی بہت پرانا

لب آشنائے شکوہ اب تک نہیں ہوئے ہیں — ظالم ستانا جب تک اچھی طرح ستانا

مجنوں کی موت مجھکو اک داغ دیگئی ہے — سیکھا ہی چاہتا تھا کمبخت دل لگانا

اے عشق تیرے ہاتھوں ہم خاک ہو چلے ہیں — اب تو ہمارے بدلے جنگل میں خاک اڑانا

دیوانگی میں اکثر اک لطف دیگیا ہے — پہروں خموش رہکر زانو پہ سر جھکانا

دنیا کسی کو ہوگی بزمِ نشاط شاید — ہم ایسوں کے لئے ہے مر رہنے کا ٹھکانا

بادِ خزاں نے کیسا لوٹا ضیا چمن کو — بلبل رہی نہ باقی بلبل کا آشیانا

لب کھولنا بھی عشق مین دشوار ہو گیا / بولا جہان کسی سے گنہگار ہو گیا
دل محو یاد گیسوے خمدار ہو گیا / کمبخت کس بلا مین گرفتار ہو گیا
ہر طرح دل لگا کے مین ناچار ہو گیا / آسان بھی جو کام تھا دشوار ہو گیا
سنکر سوال وصل وہ بولے ترا نصیب / کچھ دیر پہلے غیر سے اقرار ہو گیا
رحم آئے کس کو کس سے کہین صدمۂ فراق / تیرا خیال بھی تو دل آزار ہو گیا
آیا تھا ذکر حسن بگڑنے کی تھی نہ بات / مین نام حور لیکے گنہگار ہو گیا
اللہ رے میرے قتل پہ آمادگی تری / آیا جو بل بھوون پہ وہ تلوار ہو گیا
ہم کو سوال وصل کے پہلے یہ سوچ ہو / پھر کیا کرینگے اسکو جو انکار ہو گیا
دشمن کی بزم مین ہین اگر وہ وہین چلو / ضد سے جناب دل کی مین ناچار ہو گیا
معشوق آن ملے یہ عاشق ہو کوئی / انکار ہو گیا تو پھر انکار ہو گیا
دیکھون تو اے رقیب اٹھاتی ہین کس طرح / مین نقش پائے کوچۂ دلدار ہو گیا
قیمت ملیگی آئینہ دل کی حسب خواہ / کوئی حسینون مین جو خریدار ہو گیا
اس ہاتھ مین ہے دل کبھی اس ہاتھ مین عشوہ / اللہ ایک پھول بڑا بار ہو گیا
شاید یہی ہو وصل کی صورت وہ کہتے ہین / کمبخت مر ہی جا جو بیمار ہو گیا
پوچھینگے آئینہ سے تمہارا تمہاری شکل / سمجھینگے اپنے دل مین کہ دیدار ہو گیا
دیوانہ ہین کے لوگون کو لاتا ہون راہ پر / آیا جو میرے پاس وہ ہشیار ہو گیا
کیسا خدا کے سامنے جانا کہان کی داد / جب حشر مین دوچار وہ دلدار ہو گیا
جیتا رہا چارہ گر نے کہ نشتر لون خبر / ہر زخم دل بگڑنے پہ طیار ہو گیا
ٹوٹا ہی جا بجا کسی کس کے ہاتھ سے / اب دل نہین ہے کام کا بیکار ہو گیا

محشر میں بھی نہ بات کا موقع ملا مجھے
جس جا ہوئے وہ مجمع اغیار ہو گیا

آیا نہ راس دل کا لگانا کبھی مجھے
معشوق جو ہوا وہ ستمگار ہو گیا

کیا دل میں ولولے ہیں دھوکے ہیں آپ کے
ہر اک سے وصل کا میں طلبگار ہو گیا

اٹھنے دیا نہ کوچۂ جاناں سے ضعف نے
گر کر زمیں پہ سایۂ دیوار ہو گیا

تشبیہ دی گئی تو اکڑتا ہے باغ میں
شمشاد اس سے کیا قد دلدار ہو گیا

کیا جانیں کیا ضیا کو یہ سوجھی ہے یک بیک
اپنے پرائے لوگوں سے بیزار ہو گیا

ہائے کس رشک مسیحا کا وہ نظارا تھا
جس نے کچھ دیر کو بے موت مجھے مارا تھا

باغ میں ہر گل تر کیا ہی دکھاتا تھا بہار
نہ چھوا ہاتھ سے میرے لیے انگارا تھا

رات پر درد صدا کانوں میں آتی تھی
جیسے پہلو ہی میں اپنے کوئی بیچارا تھا

یوں گزاری ہے شب ہجر کہ تا وقت سحر
نیند کی جا میری آنکھوں میں اک تارا تھا

یہ بھی پوچھا نہ کسی نے کہ کہاں بیٹھے ہو
زمزم والوں بہت دور میں بیچارا تھا

عشق میں خوب سنبھالا ہے تسلی نے تری
ورنہ اس دکھ نے تو بے طور مجھے مارا تھا

کسی عنوان سہی مٹی میں ملایا تو مجھے
یہ بھی کرتے نہ اگر آپ تو کیا چارا تھا

یوں نہیں آوارگی قیس پہ نفریں ناصح
تم کہاں پہنچے وہ کس دشت میں آوارا تھا

دیکھ لینی تھی ذرا آنکھ کی جھلک پھر تو ضیا
جان پیاری تھی نہیں اور نہ دل پیارا تھا

گلوں کے پاس صبا جا کے دم اگر لینا
قفس نصیبوں کو بھی دل میں یاد کر لینا

شورش ہے کوئی پہلو میں یہ صدا دیکھ
کبھو ہم پاس بہاری ذرا خبر لینا

بڑے گناہ کی یہ بات ہے تو تم کو یہان
کسی غریب کے شیون پہ کان دھر لینا

تسلیِ دل بیتاب کیجیے جب تب
یہ بات اور ہے پردے مین بات کر لینا

شب وصال کی گھڑیان کہتی جاتی ہین
مزے وصال کے تا بدمِ سحر لینا

اجل کا وقت بھی جاتا ہے انتظار مین اب
مرے مزار پر آکر مری خبر لینا

بنی ہے جان پہ دل دیکے حسن والون کو
مثل یہ سچ ہے کہ زر دینا درد سر لینا

جسے یہ عشق کی تعلیم ہو وہ خاک جئے
کہ سخت عیب ہے احسانِ چارہ گر لینا

سوائے عالمِ ہو اور کیا ہے دنیا مین
یہ کھول دیگا ذرا آنکھ بند کر لینا

کبھی بھی گرم فغان اب تو رہ گیا ہے یہ
کہ گاہ گاہ فقط سرد آہ بھر لینا

جواب دیدۂ تر نے بھی دے دیا آخر
محال ہے خبرِ سوزشِ جگر لینا

ضیا یہ بستی جسے لوگ کہتے ہین دنیا
بہت خراب ہے ہرگز یہان نہ گھر لینا

مین وہ شمعِ بزمِ جہان ہون کہ تمام عمر جلا کیا
مگر آجتک مرے جلنے پر کسی نے دھیان ذرا کیا

ترے وحشیون نے جنون مین کبھی دل کھول کے بات کی
جو خموش رہنے سے دم گھٹا تو زبان سے شکر خدا کیا

کوئی دن ہے یا کوئی رات ہے ہمین آہ آہ سے کام ہے
کبھی کچھ جگر مین جلن رہی کبھی گھٹ کے دل کا دُکھا کیا

مین غریب پاؤن کہان وہ دل کہ جسے کسی سے لگاؤ ہو
تری بزم والون نے جو کہا اسے سر جھکا کے سنا کیا

مرے دوست اور رفیق کیا اُدھر کو لوگ کھچے ہین
اُسے دل دیا یہ بھلا کیا مگر اپنے حق مین بُرا کیا

جو کہا کہ چشمِ کرم ہو اب تو گرے ہم اُس نگاہ سے
کبھی پوچھ بیٹھے ستم کی حد تو ستم کچھ اور سوا کیا

ابھی بات پہ تو ہو کہ ضیا حیا ہو تو ڈوب مر
کبھی کھل کے بیٹھ نہ گئے جان پر تو کہو گے ہائے یہ کیا کیا

کہین چرچا ہوا میرا کہین چرچا نہوا — خاک رسوا ہوا وہ خوب جو رسوا نہوا

آسمان پھٹ نہ پڑا اور زمین شق نہوئی — ورنہ اک جان حزین پر مری کیا کیا نہوا

دل مین کچھ سوچ کے کہتے ہین ترے ہجر نصیب — ہی حسرت ہی رہی یہ کبھی ایسا نہوا

ہم جو باز آئے محبت سے دغا باز ہوئے — پھر گیا قول سے جو اپنے وہ جھوٹا نہوا

کہتی ہی شام غریبی کہ وہ آرام کہان — وطن آوارہ ہوئے تم مگر اچھا نہوا

آنکھ والون نے کس بھیس مین دیکھا مجھکو — کون سے رنگ مین ہم کر مین تماشا نہوا

آدمی بزم جہان مین ہے بیگانہ روش — ہم ملے سب سے کوئی دوست ہمارا نہوا

یہ بھی اک آتش فرقت کے شرارے نکلے — آنسوؤن سے بھی کلیجا مرا ٹھنڈا نہوا

نام سنتے ہی کہا اُس سے بچائے اللہ — مین کوئی روگ ہوا آپکا شیدا نہوا

یون تو جو چاہے کہو مگر انصاف ہی شرط — آپ بدنام ہوئے اور مین رسوا نہوا

نامرادی نے کہا نعش ضیا پر روکر
قدرداں ہائے کوئی تیری وفا کا نہوا

حوصلہ اُنکو جفا کا نہ رہا — یعنی میرا وہ کلیجا نہ رہا

آدمی کب ہے مجھے سمجھا ناصح — سر مین جب عشق کا سودا نہ رہا

چوٹ پہ چوٹ کچھ ایسی کھائی — درد سہنے کا کلیجا نہ رہا

او ستمگر تری محفل آباد — میرا کیا ہی مین رہا یا نہ رہا

کچھ عجب روگ محبت کا ہی — مین کسی حال مین اچھا نہ رہا

یاس کے ہاتھون تمنا کیسی — دل مین ارمانِ تمنا نہ رہا

اے ضیا ترک محبت کرکے — میرے دل کو کوئی شکوا نہ رہا

رو رو کے کاٹنا وہ شب انتظار کا
رہنا تڑپ تڑپ کے دل بیقرار کا

بس مختصر یہ ہو کہ کسطرح کٹ گئی
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

آنکھوں میں کاٹنا مجھے راتیں فراق کی
اسپر نہ ہونا پاس کسی غمگسار کا

ابتو یہ ہو کہ خون تمنا ہوا کرے
کیوں کوئی ناز اٹھائے مرے انتظار کا

وعدہ کرو رقیب سے مجھسے یہ پوچھ لو
تمکو یقین ہو مرے قول و قرار کا

دکھلا رہا ہو خانہ خرابی کے طور اب
آجانا ہٹ پر اس دل بے اختیار کا

احسان آپکا کہ مجھی کو مٹا دیا
مین ہی تھا داغ اپنے دل اغدار کا

شاید قرار آئے تجھی سا جو ہو کوئی
تسکین دینے والا ترے بیقرار کا

انکو تو کیا کہوں جو کڑھاتے ہین جی مرا
یارب برا ہو اس دل بے اختیار کا

سامان موت کر لوں کہ مرنا ہو رات کو
یارب ابھی کچھ نہ یہ دن انتظار کا

رو رو کے بیکسی نے کہا میرے لاش پر
کوئی نہین جہان مین ترے سوگوار کا

مجھ نامراد کی تو کوئی آرزو نہین
اک حسرت وصل ہو وہ بھی ہو دیدار یار کا

شاید کسی کے کوچہ مین ہو یہ گمان ہو
کچھ کچھ پتہ چلا ہو ضیا کے مزار کا

دیوانہ بنانے کو مجھے لاکھ مین تاکا
احسان ہو اسکی نگہ ہوش ربا کا

آنکھوں میں نہ کھب جاؤ تو نہین نہ سما جائے
کیا اس مین بگڑتا ہو تری طرز ادا کا

تجھپر نہ سہی کچھ مری حالت ہی پہ رحم آئے
ہان نام ڈبونا نہین منظور جفا کا

اللہ تری مشق تغافل کو بڑھائے
جس حال مین کٹتی ہو مری شکر خدا کا

بیمار محبت کو وہ کیوں دے ہی نہین جاتی
سنتے ہین کہ ہو زہر بھی نام ایک دوا کا

محفل سے اُٹھاتی ہین عدو مجھکو اُٹھا دین | اُس دل مین جگہ پائی ذرا خوف خدا کا
بازار مین ہلچل ہے حسینون مین ہے ماتم | احباب کے کاندھون پہ ہے تابوت ضیا کا

ردیف باء موحدہ

سب سے کہینگے ہے بُرا تیرا نصیب | تھا یہی قسمت مین لکھا یا نصیب
خار صحرا اور تلوے ہین مرے | آبلون کا بھی کہان پھوٹا نصیب
مین بُرا ایجان مری قسمت بُری | غیر اچھا اُسکا ہے اچھا نصیب
کوئی کیا جانے جو مجھپر آبنی | آپ اُدھر بگڑے اِدھر بگڑا نصیب
مال کھوٹا ہے کوئی لیتا نہین | بیچتے پھرتے ہین ہم اپنا نصیب
اُن کا زانو غیر کا سر دیکھئے | ایسون کو یارب دیا ایسا نصیب
خفتہ بختی اپنی کیا کہئے ضیا | سو یا کچھ ایسا نہ پھر جاگا نصیب

ردیف تاء فوقانی

پہلے تو وہ سنکے نام وصل گھبرائے بہت | اور جب سمجھے تو دل ہی دل مین شرمائے بہت
وصل کی شب ناز معشوقانہ دکھلائے بہت | مین نے چھیڑا ابھی نہین اُسپر وہ شرمائے بہت
یہ تو کہہ سکتے نہین کیا دل لگانے سے ہوا | ہان مگر اتنا کہینگے ہم کہ پچتائے بہت
چھوٹ جاتے ہو عذاب خون ناحق سے ابھی | اتنا کہدو قتل کرکے تجھکو پچتائے بہت
عمر بھر کھاتے رہے غم خون دل پیتے رہے | ہمنے تیرے عشق مین ظالم مزے پائے بہت
آسمان پہلے نہین تھا یا زمین پہلے نہ تھی | دوستی جب اُنسے کی دشمن نکل آئے بہت

داستان ہجر تو سننے کے قابل ہی مگر
تھوڑی سی بھی کوئی سن لے تو وہ گھبرا گئے بہت

منہ کی کھائیگی گلو کٹنے بھی زبان کھولی اگر
بلبل شوریدہ سے کہدو نہ چلائے بہت

حسرت دل نکلی ہی اور رہی کچھ سے کہکے آج
کوچہ جانان مین یون تو ہم گئے آئے بہت

عشق کا سودا ابھی سمجھانے سے جاتا ہی کہین
ہمدمو ناصح سے کہدو بس سر کھائے بہت

وہ شب تاریک وہ تربت کی تنہائی ضیا
خواب سے چونکے یکایک ہم تو گھبرائے بہت

وہ دلفریب خدانے بتون کو دی صورت
کہ ہو نگاہ تو ہی دیکھنے ہی کی صورت

شب فراق اجل کو ذرا بلا نہ دیا
حیا جو ہو تو دکھائے نہ بیکسی صورت

مرا جنون ہی موسی کا ہوش مین آنا
پھر ایک بار دکھادے وہ چاند سی صورت

اجل نے بھی ترے بیمار پر کیا افسوس
کہ اس جوان کی دو دن مین کیا ہوئی صورت

جو میرے حال پہ ہوتی نظر تو پھر کیا تھا
کبھی لباس وہ دکھا کبھی کبھی صورت

رقیب اچھے ہین اور آپکی نظر اچھی
مجھے نہ دیکھئے جیسا مری بری صورت

ہجوم یاس مین یون آنسوؤن کو روکا تھا
امید تھی کہ نکلیگی کسی صورت

اک اور پردہ بھی چلمن پہ ڈالکر بیٹھو
بہت حسین ہو تم ہمنے دیکھ لی صورت

ہماری عمر بھی ہوتی شب فراق اگر
تو خیر جاتے کٹجائیگی کسی صورت

وہ سادہ وضع کسی کی وہ تا کمر زلفین
وہ رس بھری سی آنکھین وہ سانولی صورت

ضیا وہی ہی جو در پر تمہارے آیا تھا
لباس گیروا پہنے فقیر کی صورت

ردیف ثا مثلثہ

کھوتے ہو قدر عبث شان عبث
غیر پر مرتے ہو ایجان عبث

جھوٹ ہی یہ خبر مرگ عدو
ہی تری زلف پریشان عبث

نا امیدی یہی کہتی ہی مجھے
ہی کسی شوخ کا ارمان عبث

حالت دل سے خبر ہی تم کو
پھر بنے جاتے ہو انجان عبث

ضبط نالے جو کئے ہین دل مین
کھائے جاتے ہین ہیجان عبث

دے کے دل ایک بت کافر کو
ہائے کھو بیٹھے ہم ایمان عبث

بولے رو کر وہ مری میت پر
اے ضیا آپنے دی جان عبث

ردیف جیم

لاتی ہی کیا یہ نکہت گیسوئے یار آج
کیون آرہی ہی باد صبا مشک بار آج

رندون کی ہو رہی ہی جو ہر سو پکار آج
کچھ اور ہی چمن مین ہی جوش بہار آج

صد شکر آئیگا جو مرے گھر مین یار آج
آنکھین ہوئین ہین فرش رہ انتظار آج

ٹلنے کا اُن کے در سے نہین خاکسار آج
صورت یہی ہی نکلے جو دل کا غبار آج

اسنے بھی دیکھ لی ہی جو رفتار یار آج
اتراتی آرہی ہی نسیم بہار آج

فرط گناہ سے ہون بہت شرمسار آج
یارب ترے کرم کا ہون امیدوار آج

آیا ہی سیر کرنے جو وہ گلعذار آج
عاشق کے داغ دل مین ہی کیسی بہار آج

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینے مین کبھی
لیتا نہین ہی درد بھی یکجا قرار آج

شاید مین یاد آیا اُنہین اے دل حزین
آتی ہین ہچکیان جو مجھے بار بار آج

مٹی ہماری اور بھی برباد کیجئے
سرمہ بنیگا چشم سیہ مین غبار آج

لب پر مسی آنکھون مین سرمہ سر مین تیل
کسکا ہی غم جو بیٹھے ہو تم سوگوار آج

داستان ہجر تو سننے کے قابل ہے مگر — تھوڑی سی بھی کوئی سن لے تو وہ گھبرائے بہت
مُنہ کی کھائیگی گلوں نے بھی زبان کھولی اگر — بلبل شوریدہ سے کہدو نہ چلائے بہت
حسرت دل نکلی ہے اور ہی کچھ کہکے آج — کوچہ جانان مین یون تو ہم گئے آئے بہت
عشق کا سودا بھی سمجھانے سے جاتا ہے کہین — ہمدم و ناصح سے کہدو بس سر کھائے بہت

وہ شب تاریک وہ تربت کی تنہائی ضیا
خواب سے چونکے یکایک ہم تو گھبرائے بہت

وہ دلفریب خدا نے تجھے دی صورت — کہ ہو نگاہ تو ہو دیکھنے ہی کی صورت
شب فراق اجل کو ذرا بُلا نہ دیا — حیا جو ہو تو دکھائے نہ بیکسی صورت
مرا جنون ہے موسیٰ کا ہوش مین آنا — پھر ایک بار دکھا دو وہ چاند سی صورت
اجل نے بھی ترے بیمار پر کیا افسوس — کہ اس جوان کی دو دن مین کیا ہوئی صورت
جو میرے حال پہ ہوتی نظر تو پھر کیا تھا — کبھی لباس وہ دیکھا کئے کبھی صورت
رقیب اچھے ہین اور آپکی نظر اچھی — مجھے نہ دیکھئے جیسا مری بری صورت
ہجوم یاس مین یون آنسوؤن کو روکا تھا — امید تھی کہ بہل جائینگے کسی صورت
اک اور پردہ بھی چلمن پہ ڈالکر بیٹھو — بہت حسین ہو تم ہمنے دیکھ لی صورت
ہماری عمر بھی ہوتی شب فراق اگر — تو خیر جانتے کٹ جائیگی کسی صورت
وہ سادہ وضع کسی کی وہ تا کمر زلفین — وہ رس بھری ہوئی آنکھین وہ سانولی صورت
ضیا وہی ہے جو در پر تمہارے آیا تھا — لباس گیروا پہنے فقیر کی صورت

ردیف ثاء مثلثہ

کھوتے ہو قدر عبث شان عبث — غیر پر مرتے ہو ایمان عبث

جھوٹ ہو یہ خبر مرگ عدو
ہو تری زلف پریشان عبث

نا امیدی یہی کہتی ہو مجھے
ہو کسی شوخ کا ارمان عبث

حالت دل سے خبر ہو تم کو
پھر بنے جاتے ہو انجان عبث

ضبط نالے جو کئے ہین دل مین
کھائے جاتے ہین ہم پیچان عبث

دے کے دل ایک بت کافر کو
ہائے کھو بیٹھے ہم ایمان عبث

بولے رو کر وہ مری میت پر
اے ضیا آپنے دی جان عبث

ردیف جیم

لاتی ہو کیا یہ نکہت گیسوئے یار آج
کیون آرہی ہو باد صبا مشک بار آج

رندون کی ہو رہی ہو جو ہر سو پکار آج
کچھ اور ہی چمن مین ہو جوش بہار آج

صد شکر آئیگا جو مرے گھر مین یار آج
آنکھین ہوئین ہین فرش رہ انتظار آج

ٹلنے کا اُن کے در سے نہین خاکسار آج
صورت یہی ہو نکلے جو دل کا غبار آج

اسنے بھی دیکھ لی ہو جو رفتار یار آج
اتراتی آرہی ہو نسیم بہار آج

فرط گناہ سے ہون بہت شرمسار آج
یارب ترے کرم کا ہون امیدوار آج

آیا ہو سیر کرنے جو وہ گلعذار آج
عاشق کے داغ دل مین ہو کیسی بہار آج

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینے مین کبھی
لیتا نہین ہو درد بھی یکجا قرار آج

شاید مین یاد آیا اُنہین اے دل حزین
آتی ہین ہچکیان جو مجھے بار بار آج

مٹی ہماری اور بھی برباد کیجئے
سرمہ بنیگا چشم سیہ مین غبار آج

لب پر مسی ہو آنکھون مین سرمہ ہو سر مین تیل
کسکا ہو غم جو بیٹھے ہو تم سوگوار آج

ہر پھول میں مرا دلِ صد پارہ ہے بند ہا
دیکھا گلے میں اُن کے نیا لطف ہار آج

گل تک یہ رنگ روپ نہ رہنے کا اے پری
آئینہ خوب دیکھ لے تو بار بار آج

مجھکو ملا کے خاک میں آیا نہ اُن کو چین
آئے ہیں اب مٹانے کو میرا مزار آج

جب اُنسے پوچھتا ہوں کہ آئینگے کب حضور
کہتے ہیں مسکرا کے یہی بار بار آج

بزمِ سخن میں جب سے مضمون کا ہے سرور
کیونکر عروسِ فکر نہو ہمکنار آج

اُس شمع رو کے عشق کی نیرنگیاں یہ ہیں
روشن ہوا ہے ضیا جو چراغ مزار آج

ردیف حاء حطی

بھا گئی دل کو مرے اُس حور طلعت کیطرح
پر فضا جسکی گلی ہے باغ جنت کیطرح

دل ملا کر غیر سے انداز سیکھا یہ نیا
بگڑے بیٹھے ہیں وہ عاشق سے طبیعت کیطرح

رنگ و بو بھی ہے نزاکت بھی ہے سب کچھ ہے مگر
حسن لائے گل کہاں سے تیری صورت کیطرح

لاکھ تدبیریں بھی کیں ٹلتی نہیں فرقت کی شب
سر پہ اپنے یہ بلا آئی قیامت کیطرح

جب گئے ہم اِن حسینانِ جہاں کی بزم میں
بیٹھے دل کی طرح اُٹھے درد فرقت کیطرح

باتیں اچھی بھی جو کرتا ہوں تو ہوتے ہو خفا
آدمی سے پیش آؤ آدمیت کیطرح

انقلاب ایسا تو ہو دنیا میں اے چرخ کہن
تجھ سے برگشتہ وہ ہوں میری قسمت کیطرح

بس خیال اتنا ہی مجھکو ہے کہ دولت حسن کی
اِن حسینوں کو ملی مال غنیمت کیطرح

اِس بہانہ سے بھی آجائے کہیں میری قضا
گھول کر اب زہر پیتا ہوں شربت کیطرح

دیکھئے جوڑے میں رکھیگا حفاظت سے حضور
آپکو دل دے رہا ہوں میں امانت کیطرح

نام کرنا چاہتا ہے عاشقوں میں کچھ اگر
کر جنوں سیکھ جائے میری وحشت کیطرح

تمام حق جاری زبان پر دل مین مجنون کا خیال
قینچی نے اچھی نکالی ہی عبادت کی طرح

ای ضیا اُس حور وش کا سامنا جس دم ہوا
ہو گیا صاف آئینہ بھی نقش حیرت کی طرح

ردیف خاء معجمہ

تم نے اس کو بنا دیا گستاخ
غیر اتنا کبھی نہ تھا گستاخ

عرش اعظم کو بھی ہلاتا ہے
نالۂ دل بھی ہی بڑا گستاخ

آپ کی شوخیان جو حد سے بڑھین
دل بیتاب ہو گیا گستاخ

زاہدون پر بھی چوٹ چلتی ہی
ہی تری چشم فتنہ زا گستاخ

چومتا ہون مین آپ کی تصویر
مجھکو دیوانہ کہئیے یا گستاخ

میرے دل کو دیا کسی نے خطاب
بے ادب شوخ بیحیا گستاخ

آرزو میری سُن کے وہ بولے
ہو گئے تم بہت ضیا گستاخ

ردیف دال مہملہ

شب غم بھی رہیگی عمر بھر یاد
کبھی نالے کبھی تھی لب پہ فریاد

وہان جا کر نہ مجھکو بھول جانا
رہے اتنا تجھے ای نامہ بر یاد

یہ الفت چار دن کی رنگ لائی
کہ رہتی ہی تری آٹھون پہر یاد

شب وصلت نے سب دل سے بھلایا
مگر آئیگا سب وقت سحر یاد

پریشانی دل کیا اُسکی کہئیے
جسے آئے سفر مین اپنا گھر یاد

قیامت کا تو وعدہ کر رہے ہو
نہین تم کو رہا ایجان اگر یاد

ہجوم حشر نے کی کیا قیامت
نہیں سنتا کسی کی کوئی فریاد

کبھی آئے نہ بھولے سے بھی دلبن
کبھی آیا نہ تم کو اپنا گھر یاد

ضیا کچھ ہو کوئی پھر خاک ہی ہے
حقیقت اپنی رکھے کچھ بشر یاد

ہم تو پچتائے عرض حال کے بعد
کچھ خیال آگیا خیال کے بعد

کہہ رہا ہے رقیب کچھ اُن سے
کاش کہتا مرے سوال کے بعد

تم ذرا اپنے مرنے والوں کو
دیکھنا میرے انتقال کے بعد

سنکے تیرا کلام کیا سنتے
دیکھتے کیا ترے جمال کے بعد

عرض مطلب کی بھی اجازت ہے
اسلئے چپ ہوں عرض حال کے بعد

ابھی اُن میں تو کچھ لڑکپن ہے
دیکھنا اُن کو چند سال کے بعد

کسی معشوق کو ضیا چاہے
اور پھر تمسے خوش جمال کے بعد

ردیف ذال معجمہ

کیا چمکتا ہے تمہارا تعویذ
میری آنکھوں کا ہے تارا تعویذ

جان و دل سے ہوئی تاری صدقے
رات تم نے جو اوتارا تعویذ

اپنے سینے سے لگا رکھا ہے
خط تمہارا ہے ہمارا تعویذ

نقش ہیں دل میں عائیں لاکھوں
کاش ہوتا یہ تمہارا تعویذ

اے ضیا داغ جگر سے پس مرگ
جل گیا قبر کا سارا تعویذ

ردیف راے مہملہ

رہتا ہی محو آئینہ اُسکا سنگار دیکھکر
چھائی ہی حیرت اُسکو بھی چہرۂ یار دیکھکر

سنبلِ تر نہ بل کی لے اپنے یہ پیچ ہنو دی
وحشت ابھی ہو تجھکو بھی گیسوی یار دیکھکر

آیا ہی سرو قد مرا آج ٹہلنے کے لئے
چلنا ذرا چمن مین تو بادِ بہار دیکھکر

وصل کی شب ہی میری جان گھونگھٹ اُٹھا دو تم ذرا
مین بھی تو شاد کام ہون رُخ کی بہار دیکھکر

آئے تو ہین چلے مگر مجکو خیال ہی یہی
رونے لگین نہ وہ کہین حالت زار دیکھکر

ساقیِ ماہوش اب آ چھائی ہی چرخ پر گھٹا
رندون کے دل نہال ہین ابر بہار دیکھکر

کہتا ہون تم سے شیخ جی مجھسے نہوگا یہ کبھی
باغ جنان کو دیکھون مین کوچہ یار دیکھکر

کیون نہو عندلیب کا زور ون پر اب جنون عشق
دامنِ گل ہی چاک چاک جوش بہار دیکھکر

ہوش مین آیئے ضیا دھیان کدھر ہی آپکا
رحم کریگا کب وہ بت حالتِ زار دیکھکر

تمنے جو دیکھا وصل مین ایجان ادھر اُدھر
شرما کے ٹل گئے مرے ارمان اِدھر اُدھر

رہتی ہین آنکھین یار کی ہر وقت سوی دل
ہوتے کبھی نہین یہ نگہبان اِدھر اُدھر

ہی عیدِ وصل غیر کے گھر تو ہوا کرے
جاتی نہین مری شب ہجران اِدھر اُدھر

دیکھو زمین کی آنکھون کا تارا وہ ہوگئی
جھاڑی جو اُسنے ماتھے سے افشان ادھر اُدھر

دیوار پر ہین اسلئے شاخین جھکی ہوئی
جانے نہ پائے بوئے گلستان اِدھر اُدھر

کیا دشمنون کا حال ہی فرمایئے تو کچھ
کیون ہو رہی ہی زلف پریشان ادھر اُدھر

اے دِل تو ہی ہے اِسکا نگہبان دیکھنا
گم ہو نہ جائے یار کا پیکان اِدھر اُدھر

شب بھر تمہاری یاد نے سونے نہیں دیا
بدلا کیا مین کروٹین اے جان ادھر ادھر

نکلی ہے جب سے کوچۂ گیسوئے یار سے
پھرتی ہے بوئے مشک پریشان ادھر ادھر

اس مین ہے نام آپ کا شہرت ہے آپکی
مین ڈھونڈھتا جو پھرتا ہون اے جان ادھر ادھر

بیٹھا ہوا ہے سامنے ہی بزم مین ضیا
تم دیکھتے ہو اسکو مری جان ادھر ادھر

آفرین کہئے ستمگر کی ستمگاری پر
مر گئے آپ ہی ہم اپنی وفاداری پر

دل مجروح کے سب زخم ابھی کچے تھے
یاد مژگان نے نہ آنے دیا طیاری پر

جلوۂ یار تصور مین بھی دیکھا نہ گیا
بیخودی ہنسنے کو آئی مری ہشیاری پر

اس مین یا آپ ہون یا حور جنان ہو حسینا
ہم تو مرتے ہین نئی طرز ستمگاری پر

شب فرقت کہ شب وصل ہو سویا نہ کبھی
رشک ہے بخت عدو کو مری بیداری پر

اپنے ہی گھر کا سلامت کوئی تنکا نہ رہا
آئے جب نالہ پر سوز شرر باری پر

جب یہ معلوم ہوا آپسے دل ہم نے دیا
پہرون حیرت رہی اُس شوخ کی عیاری پر

اعتبار آچکا اغیار کی باتون کا اُسے
ہنس دیا جو مرے دعوائے وفاداری پر

اپنے دشمن کی بھی حالت نہین دیکھی جاتی
اُسنے باندھی ہے کمر جب سے دل آزاری پر

بخت کا کھیل ضیا دیکھو کہ قیمت نہ پٹی
جب وہ موجود ہوئے دل کی خریداری پر

نہ رہا جائے کسی سے مجھے سمجھائے بغیر
یہ کہان ہوتی ہین باتین کہین دل آئے بغیر

رہنا اس حال مین اچھا ہے کہ وہ جب دیکھے
اُس سے کچھ بن نہ پڑے مجھپہ ترس کھائے بغیر

کھاؤ پڑ جانا کلیجے مین یہی ہے ناسور
یہی اچھا نہین ہوتا ہے قضا آئے بغیر

اپنے آرام کا پہلو مین سمجھتا ہون اونہین
چین آتا نہین جنکو مجھے تڑپاتے بغیر

مرنے والون پہ یہ تاکید کئے جاتے ہو
کہ اُٹھے لاش تمہاری نہ مری آئے بغیر

اشک پینے مین جو لذت ہین حاصل ہو ضیا
یہ مزہ پا نہین سکتا کوئی غم کھائے بغیر

خون روتے ہی رہے صبح و مسا آٹھ پہر
دل مین کچھ گھاؤ سا ٹپکا ہی کیا آٹھ پہر

چار ہی دن مین محبت کا بڑھا روگ ایسا
کہ سرہانے دھری رہتی ہو دوا آٹھ پہر

اُن کے پاس آکے ذرا بیٹھ تو دو ایک گھڑی
جنکے باعث ہو تری مشق جفا آٹھ پہر

میری دانست مزاج اُنکا بہت اچھا ہو
آپ اپنے سے جو رہتا ہو خفا آٹھ پہر

اُسنے پوچھا کہ رہا کرتا ہو کبتک یہ درد
دلِ بیتاب نے مشکل سے کہا آٹھ پہر

جان لیتی ہو تری ایک نظر دم بھر مین
خون رولاتی ہو تری ایک ادا آٹھ پہر

تم کو ہو بیخبری ایک طرح کی ہر دم
رہتے ہو کون سے عالم مین ضیا آٹھ پہر

چتون بدل بدل کے بھوین تان تان کر
کی بات بھی جو مجھسے تو کچھ دل مین ٹھان کر

اکثر گزر گئی ہو شب انتظار یون
لپٹا لیا ہو پاس کو معشوق جان کر

اپنی نگہ کے تیرون سے پوچھو تو کیا ملا
سوراخ کر کے دل مین کلیجے کو چھان کر

اللہ دے زبان مین اثر تو یہ ہو دعا
مانے نہ وہ کسیکی مری بات مان کر

چھپتا نہین ہو چاہنے والا ہزار مین
دل خود پکار اُٹھا کہ مرا امتحان کر

اب رہ گیا ہو یہ کہ خدا سے وہ خود کہے
کچھ اس غریب پر تو مجھے مہربان کر

ترک دوا کے بعد بھی جی مانتا نہین
دم پر بنی ہوئی ہو تمہین دل سے مان کر

یون شب کٹے کچھ اپنی کہانی سُنائین ہم — اے دل کچھ اپنی بیتی ہوئی تو بیان کر
یہ بات یاد ہی کسی نازک مزاج کی — بس کہہ دیا ضیاؔ کہ نہ ہم سے زبان کر

ردیف زاء معجمہ

نہ چھوڑو خانۂ دل میرا مہربان ہرگز — ملے گا اس سے نہ بڑھکر کوئی مکان ہرگز
جو دل لگا کے سُنو تم کہون فسانۂ دل — سُنی نہوگی کبھی ایسی داستان ہرگز
ہزار رنگ اوڑائے یہ بلبلِ نالان — کبھی ملیگی نہ اس سے مری فغان ہرگز
جبین رگڑ کے مٹا دینگے ہم خط تقدیر — نہ چھوڑین گے یہ ترا سنگ آستان ہرگز
ہزار لو لبِ تصویر یار کے بوسے — کبھی ہلا نہین سکتی ذرا زبان ہرگز
کہین جو نالۂ پرسوز دل سے کھینچون — رہے نہ نام کو باقی یہ آسمان ہرگز
کرین گے گوشۂ تربت کو اے ضیاؔ روشن — نجائین گے یہ مرے داغ رائگان ہرگز

ردیف سین مہملہ

ہجر کے باعث ہی میرا دل اُداس — شمع تو کیون ہی سرِ محفل اُداس
اُنکی اُلفت کی یہ ہین نیرنگیان — خشک لب چہرہ پریشان دل اُداس
قیس وحشت نجد مین کیا مر گیا — آج کیون ہی صاحبِ محمل اُداس
دعوی خون کیا کرون آتی ہی شرم — ہی سرِ محشر بہت قاتل اُداس
کیا سبب اسکا ہی کچھ کھلتا نہین — آج کیون اتنا ہی میرا دل اُداس
مین نے باتین کین خیالِ یار سے — جب ہوا پہلو مین میرا دل اُداس

تھی ضیا کے دم سے ساری روشنی	ہو گئی یاروں کی اب محفل اداس

ردیف شین معجمہ

کبھی دل کی کبھی جگر کی تلاش	ہے قیامت تری نظر کی تلاش
عرش پر میری آہ جا پہنچی	لے گئی اسکو کیا اثر کی تلاش
خانۂ دل میں میرے آ بیٹھے	تیرے پیکاں کو ہے جو گھر کی تلاش
عمر بھر دل مرا رہا قاصد	نہ ہوئی مجھکو نامہ بر کی تلاش
میری آنکھیں جو پھرتی ہیں دم نزع	ہے کسی شوخ فتنہ گر کی تلاش
بڑھ گئی ہے جو حد سے زلف تری	ہو نہ ہو اس کو ہے کمر کی تلاش
نیاریوں سے یہ ہو گیا روشن	خاک چھنواتی ہے یہ زر کی تلاش
لے گئی سیکڑوں کو سوئے عدم	یار کی بندش کمر کی تلاش
میری صورت سے ہے ضیا روشن	ہے کسی غیرت قمر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دوستی کیسی کہاں کا اخلاص	بے غرض ہم نے نہ دیکھا اخلاص
اسکا دعوی جو کرے جھوٹا ہے	کسکو دنیا میں ہے سچا اخلاص
نام ہی نام سنا کرتے ہیں	سچ جو پوچھو تو ہے عنقا اخلاص
تمہیں انصاف سے دل میں سمجھو	غیر کو تم سے ہے کیسا اخلاص
میری تربت پہ اگر تم آنا	سر اخلاص سے پڑھنا اخلاص

امتحان پر جو وہ آمادہ ہوئے
کھل گیا غیر کا سارا اخلاص

صورت حال سے روشن ہے ضیا
کبھی غیروں سے نہوگا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

نہ جفا سے نہ کچھ وفا سے غرض
ہے مجھے اک تری ادا سے غرض

کہہ رہی ہیں یہ شوخیاں اُن کی
ناز والوں کو کیا حیا سے غرض

ہم تو غیروں سے ربط رکھتے ہیں
پھر تمہیں میرے مدعا سے غرض

خلد میں خاک اُس کا دل بہلے
جس کو ہو کوئی دلربا سے غرض

اس کو ہے آپ زندگی دو بھر
تیرے بیمار کو شفا سے غرض

حشر میں تم کہیں جو مل جاؤ
پھر شہیدوں کو خون بہا سے غرض

جب رقیب سیاہ رو سے ہو کام
تم کو اے ماہ پھر ضیا سے غرض

ردیف طاء مہملہ

آپ غیروں کو لکھے اکثر خط
نظر انداز ہو مرا ہر خط

ایک کا بھی نہ کچھ جواب آیا
لاکھ لکھا کسی کو خط پر خط

حال دل لکھتے میں جو رویا خوب
مٹ گئے حرف ہو گیا تر خط

اس میں لکھی ہیں راز کی باتیں
چاک کر دیجیے گا پڑھ کر خط

ہائے کہنا کسی کا وقت سفر
تم لکھا کیجیو برابر خط

اس سے آتی ہے ادھر ہی کچھ بو
آج آیا جو ہو معطر خط

ہی ضیا آپ کا غلام حضور | آپ کہئے تو لکھدوں میں سرخط

ردیف ظا معجمہ

خون دل پیکے ہے پیکان محظوظ | ہے بہت مجھسے یہ مہمان محظوظ
خانۂ دل مین جو وہ آئے ہین | حسرتین شاد ہین ارمان محظوظ
ہو نہو کوئی شگوفہ پھولا | ہین جو یون مرغ گلستان محظوظ
آپ کے وعدۂ فردا سے آج | ہے بہت یہ دلِ نادان محظوظ
سُن کے اے ضیا تمہارے اشعار | ہو گئے آج سخندان محظوظ

ردیف عین مہملہ

دل مین لاکھون ہین تیر و پیکان جمع | ایک ہے گھر مین ہین کتنے مہمان جمع
غم دنیا کبھی ہے دین کی فکر | خاک ہو خاطر پریشان جمع
نہ تو دلبر نہ دل ہے پہلو مین | آج ہین میرے غم کے سامان جمع
کشمکش مین پڑا خیال اُن کا | خانۂ دل مین ہین جو ارمان جمع
حشر مین تم دکھاؤ گے جلوہ | ہونگے جب کافر و مسلمان جمع
کیا عجب ہے مری غزل چمکے | بزم مین ہین بہت سخندان جمع
حضرت شوق کا ہے فیض ضیا | ہو گیا اب جو میرا دیوان جمع

ردیف غین معجمہ

عرش پر ہے آج غیرون کا دماغ
آپ ہی کے باعث نہین ملتا دماغ

تیری بک بک سے مرا سر پھر گیا
ناصح نادان نہ کھا میرا دماغ

بد دماغی غیر کی اچھی نہین
خاک مین مل جائیگا سارا دماغ

چار دن کی چاندنی مشہور ہے
حسن پر ہے آپ کو بیجا دماغ

بات تک کرتے نہین یہ بت کبھی
مورتین مٹی کی اور اتنا دماغ

اُسنے کھولی ہے جو زلفِ عنبرین
ہے معطر آجکل اپنا دماغ

میرے شعرون کی لطافت اے ضیا
غیر سمجھین یہ کہان اُن کا دماغ

ردیف فا

دیکھکر یار کے جوبن کی طرف
نہ کیا رُخ کبھی گلشن کی طرف

دیکھئے کیسی قیامت اُٹھے
شوخیان اُنکی ہین چتون کی طرف

دلِ صد چاک کو ہم روتے ہین
جب نظر پڑتی ہے چلمن کی طرف

روح خوش ہوگی جو تم آؤ گے
فاتحہ کو مرے مدفن کی طرف

دیکھئے دست جنون بڑھتا ہے
اب گریبان سے دامن کی طرف

میرے دل کا کوئی غمخوار نہین
اک جہان ہے بتِ پرفن کی طرف

دیکھئے حضرت موسیٰ دل مین
کیون چلے وادی ایمن کی طرف

دردِ دل کی اُنہین ہو خاک خبر
کان رکھتے نہین شیون کی طرف

یار کی زلف پریشان ہوئی
جب نظر کی مری اُلجھن کی طرف

تیغ قاتل کا اشارہ ہے آج
کسی مجرم کی گردن کی طرف

اے ضیا تمکو خبر بھی کچھ ہے
ہو گئے آج وہ دشمن کی طرف

ردیف قاف

ہم ہوئے زلف رسا کے عاشق
آپ سے آپ بلا کے عاشق

جورون پر آنکھ نہ ڈالینگے کبھی
آپ کے ناز و ادا کے عاشق

تم سے اُمید وفا کسکو ہے
تم تو ہو جور و جفا کے عاشق

کب یہ حوران جنان پر مرتے
ہوتے زاہد جو خدا کے عاشق

کر دیا آپ نے دیوانہ ہمین
اپنی صورت کا بنا کے عاشق

سچ اگر پوچھتے ہو تم ہم سے
ہم تو ہین حسن و فا کے عاشق

شعر سُن سُن کے حسینان جہان
ہو گئے کتنے ضیا کے عاشق

ردیف کاف

ہے تمہارا ستم وہی اب تک
حرف شکوہ نہ لائے ہم لب تک

دل تڑپتا ہے اب نہ ٹھہریگا
ہاتھ اپنا نہ رکھو گے جیب تک

شمع آنسو بہا کے کہتی ہے
ہم ہین مہمان آخر شب تک

چھوڑ کر ہم کو آپ جاتے ہین
آئیگا حضور پھر کب تک

جسنے دل لے لیا وہ شوخ ہے کون
اسکے واقف نہین ہین ہم اب تک

بزم مین اُن کو تم بُلاتے ہو
بیٹھے کا نہو جنھین ڈھب تک

روز شعر و سخن کے چرچے تھے
لکھنؤ مین ضیا رہے جب تک

ردیف لام

دیکھا نگاہ ناز سے اُسنے جو سوئے دل
پھر تو نہ دل رہا نہ رہی آرزوئے دل

دل کا تو نام تھا مگر اُن کی تلاش تھی
جب اُن کو پا گئے تو گئی جستجوئے دل

اے چشم تو نے رو کے ہی بیش گہر خان
آخر ملا ہی خاک مین آج آبروئے دل

کیا کیا نہ باتین لوگون کہین بزم یار مین
کہتے ہی کہتے رہ گئے ہم آرزوئے دل

دل کھو کے ہم نے کوچۂ الفت مین کیا کیا
کھو ہی گئی اب جہان ہین جستجوئے دل

بیٹھا ہو کوئی کان لگائے مین چپ ہون
کچھ ایسی ہی تھی ہجر کی شب گفتگوئے دل

کہتے ہو ہم سے تیر نکالا نہ جائے گا
اچھا تو ایک یہ بھی سہی آرزوئے دل

جب دیکھی بھولی شکل کوئی پیار آگیا
یہ کون جانتا تھا یہی ہوگی خوئے دل

پرسش ہوئی جو حشر مین مجھ نامراد سے
کچھ بھی نہ کہ سکونگا بجز آرزوئے دل

پہلو کو چیر کر مرا دل بھی نکال لو
نکلے اگر نہ تمسے مری آرزوئے دل

نادم ہوئے وہ تمکو نہ شرم آئی کچھ ضیا
کیا مل گیا جو بزم مین کی جستجوئے دل

ردیف میم

کبتک کسیکو سمجھینگے ہیچ حسن ظن سے ہم
کل خود ہی جا ملین بُتِ عہد شکن سے ہم

شب وصل کی ہوا ہی نصیب اے صبا نہین
جب خاک ہو کے نکلے صحن چمن سے ہم

کہتے ہو تم کہ تجھکو ستائینگے حشر تک
اتنی حیات مانگ لین چرخ کہن سے ہم

یہ بات خواب کی ہے مگر جانے گا سچ
تھے شب کو لب بلب کسی غنچہ دہن سے ہم

جب اپنے دل کو پوچھا کہ آیا کہاں سے ہاتھ
بولے یہ پھول توڑ کے لائے چمن سے ہم

حاصل ہین انکسار ہین جب سر بلندیان
پھر دبکے کیون رہین کبھی چرخ کہن سے ہم

اُٹھینگے صبح حشر اگر موت آگئی
سوتے ہین مُنہ لپیٹ کے اسدم کفن سے ہم

انصاف کی نظر سے جو دیکھا اُٹھا کے آنکھ
بولے ستم ہین بڑھ گئے چرخ کہن سے ہم

فرقت کا حال جبکہ نہین قابل بیان
پھر اور کیا کہین بت وعدہ شکن سے ہم

یون تو لباس گل بھی ہے اچھا بُرا نہین
لیکن ملائینگے نہ ترے پیرہن سے ہم

دل سے نکلے آج یہ نالون کی دھوم ہے
کچھ ایسے ناتوان نہین چرخ کہن سے ہم

سب تو دکھائی دیتے ہین آنکھون مین شکل غیر
پھر عرض حال کیا کرین اہل وطن سے ہم

دیوانہ لوگ کہتے ہین تو کہنے دو ضیا
ہان دلمین عشق رکھتے ہین شعر و سخن سے ہم

ہوتا بھی ایسا ہی تھا اے مہ لقا جیسے ہو تم
خاک آنکھون مین ہماری کیا کہین کیسے ہو تم

ماہِ کامل کو بھی تم کو بھی غرور حسن ہے
کسکو ہم اچھا کہین جیسا ہے وہ ویسے ہو تم

ان بتانِ سنگدل کی کچھ خبر لیتے نہین
میرے نالو کچھ بتاؤ تو سہی کیسے ہو تم

سامنے اچھے سے ٹھہرا آئینہ مین اس گھڑی
وہ بھی ویسا ہی ہے یکتا حسن مین جیسے ہو تم

دل میرا جب تک دیا تھا کچھ نہین معلوم تھا
اب کھلا ظالم ستمگر بیوفا ایسے ہو تم

[illegible] آتا ہے عیادت آدمی بیمار کی
اتنا بھی نکلا نہ مُنہ سے آپکے کیسے ہو تم

آئینہ تو کرتا ہے مُنہ دیکھی بات اے مہربان
یہ ہمارے دل سے پوچھا چاہیئے جیسے ہو تم

سامنے تیرا کرے کوئی نہ دو تسکین تک
ایسا پتھر رکھتے ہو دل آدمی کیسے ہو تم

شعر نے تعریف بھی ایسی جو کی مُنہ پر تو کیا
یہ تو ہم بھی جانتے ہین باوفا جیسے ہو تم

ردیف لام

دیکھا نگاہ ناز سے اُسنے جو سوئے دل
پھر تو نہ دل رہا نہ رہی آرزوئے دل

دل کا تو نام تھا مگر اُن کی تلاش تھی
جب اُن کو پا گئے تو گئی جستجوئے دل

اے چشم تو نے رو کے ہو پیش نگار جان
آخر ملا ہی خاک مین آج آبروئے دل

کیا کیا نہ باتین لوگون نے کین بزم یار مین
کہتے ہی کہتے رہ گئے ہم آرزوئے دل

دل کھو کے ہم نے کوچہ الفت مین کیا کیا
کھوئیگی اب جہان ہمین جستجوئے دل

بیٹھا ہو کوئی کان لگائے مین چپ ہون
کچھ ایسی ہی تھی ہجر کی شب گفتگوئے دل

کہتے ہو ہم سے تیر نکالا نہ جائے گا
اچھا تو ایک یہ بھی سہی آرزوئے دل

جب دیکھی بھولی شکل کوئی پیار آگیا
یہ کون جانتا تھا یہی کی خوئے دل

پرسش ہوئی جو حشر مین مجھ نامراد سے
کچھ بھی نہ کہ سکونگا بجز آرزوئے دل

پہلو کو چیر کر مرا دل بھی نکال لو
نکلے اگر نہ تمسے مری آرزوئے دل

نادم ہوئے وہ تمکو نہ شرم آئی کچھ ضیا
کیا مل گیا جو بزم مین کی جستجوئے دل

ردیف میم

کبتک کسیکو سمجھینگے سچ حسن ظن سے ہم
کل خود ہی جا ملین ہنسے عدو شکن سے ہم

تب وصل گل ہوا ہی نصیب اے صبا ہمین
جب خاک ہو کے نکلے صحن چمن سے ہم

کہتے ہو تم کہ تجھکو ستائینگے حشر تک
اتنی حیات مانگ لین چرخ کہن سے ہم

یہ بات خواب کی ہے مگر جانیگا پیچ
تھے شب کو لب بلب کسی غنچہ دہن سے ہم

جب اپنے دل کو پوچھا کہ آیا کہاں سے ہاتھ
بولے یہ پھول توڑ کے لائے چمن سے ہم

حاصل ہین انکسار مین جب سربلندیان
پھر دبکے کیون رہین کبھی چرخ کہن سے ہم

اُٹھینگے صبح حشر اگر موت آگئی
سوتے ہین منہ لپیٹ کے اسدم کفن سے ہم

انصاف کی نظر سے جو دیکھا اُٹھا کے آنکھ
بولے ستم مین بڑھ گئے چرخ کہن سے ہم

فرقت کا حال جبکہ نہین قابل بیان
پھر اور کیا کہین بت وعدہ شکن سے ہم

یون تو لباس گل بھی ہے اچھا بُرا نہین
لیکن ملائینگے نہ ترے پیرہن سے ہم

دل سے نکلکے آج یہ نالون کی دھوم ہے
کچھ ایسے ناتوان نہین چرخ کہن سے ہم

سب کو دکھائی دیتے ہین آنکھون مین شکل غیر
پھر عرض حال کیا کرین اہل وطن سے ہم

دیوانہ لوگ کہتے ہین تو کہنے دو ضیا
ہان دلمین عشق رکھتے ہین شعر و سخن سے ہم

ہوتا بھی ایسا ہی تھا اے مہ لقا جیسے ہو تم
خاک آنکھون مین ہماری کیا کہین کیسے ہو تم

ماہ کامل کو بھی تم کو بھی غرور حسن ہے
کسکو ہم اچھا کہین جیسا ہی وہ ویسے ہو تم

ان بتان سنگدل کی کچھ خبر لیتے نہین
میرے نالو کچھ بتاؤ تو سہی کیسے ہو تم

سامنے اچھے سے ٹھہرا آئینہ مین اس گھڑی
وہ بھی ویسا ہی ہے یکتا حسن مین جیسے ہو تم

دل نہین جبتک دیا تھا کچھ نہین معلوم تھا
اب کھلا ظالم ستمگر بیوفا ایسے ہو تم

یون نہین کرتا ہے عیادت آدمی بیمار کی
اتنا بھی نکلا نہ منہ سے آپکے کیسے ہو تم

آئینہ تو کرتا ہے منہ دیکھی بات اے مہربان
یہ ہمارے دل سے پوچھا چاہئے جیسے ہو تم

سامنے تیرا پیا کرے کوئی نہ دو تسکین تک
ایسا پتھر رکھتے ہو دل آدمی کیسے ہو تم

غیر نے تعریف بھی ایسی جو کی منہ پر تو کیا
یہ تو ہم بھی جانتے ہین باوفا جیسے ہو تم

مینے پوچھا ایک بوسہ کی اجازت ہی حضور
ہنسکے بولے پہلے دیکھین منہ ذرا کیسے ہو تم

وہ ہمارا گڑگڑانا چپکے چپکے وصل مین
وہ کسیکا کہنا آہستہ ضیا کیسے ہو تم

کیا آپکی خوشی ہے گزر جائین جی سے ہم
یہ بھی تو پوچھنے نہین پاتے کسی سے ہم

تنہائی فراق سے دل تھا بھرا ہوا
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین شب بیکسی سے ہم

اپنے کئے کو روتے ہین اسکا علاج کیا
وہ بات ہی نہین ہے کہین جو کسی سے ہم

اے ناصح شفیق تری باتین سب بجا
گزرے ہوئے ہین عشق مین کچھ آپ ہی سے ہم

دل سے پسند کرتے ہین مرگ رقیب کو
اچھا سمجھ کے اپنی بری زندگی سے ہم

ہین اکطرف پڑے ہوئے رہنے بھی دو ہمین
جائین کہان نکل کے تمہاری گلی سے ہم

امید رکھ ہماری کہ اب نا امید کر
بیٹھے ہوئے ہین آس لگائے تجھی سے ہم

وہ دن نہین ہوئے ہین محبت کے روگ کو
پہونچے ہوئے ہین گور کنارے ابھی سے ہم

خوار اسقدر ہوئے ہین کہ لیتا نہین سلام
پچتائے ہاتھ اٹھا کے تری بندگی سے ہم

پہلے رلاؤ خوب سا لیکے چٹکیان
پھر یہ کہو کہ چھیڑ رہے ہین ہنسی سے ہم

سنکر ضیا یہ مصرع مومن بھر آیا دل
منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

ردیف نون

بتان دہر بھی کیا کیا ستم ایجاد کرتے ہین
کہ تنہا نون ہین بھی ناقوس تک فریاد کرتے ہین

اٹھانے کو جنازہ غیر سے ارشاد کرتے ہین
پس مردن وہ یون مٹی مری برباد کرتے ہین

کسیکے ظلم کا ہم پہ اثر کچھ بھی نہونے کا
ستم سہ سہ کے اپنے دل کو ہم فولاد کرتے ہین

مٹا کر میری تربت کو وہ خود کہتے ہین حسرت سے
کسی برباد کی مٹی کو یون برباد کرتے ہین

نگاہ ناز کا گھائل قتیل تیغ ابرو ہون
یہین وہ کشتہ ہون اب تم مرا جلاد کرتے ہین

تمہین ایجان سمجھ لینا نہین کچھ دور مطلب کا
اشارون ہین بیان حال دل ناشاد کرتے ہین

جب انکی سرمگین آنکھون کا مین کچھ وصف لکھتا ہون
تو خوش ہوکر مرے شعرون پہ دو دو صاد کرتے ہین

ہوئے ہین آج خود منصف جزا پائینگے سب عاشق
ہمارے واسطے دیکھین وہ کیا ارشاد کرتے ہین

دل آزاری تری پہونچی ہے اس درجہ کو ای ظالم
کہ عاجز ہوکے تیرے ظلم سے فریاد کرتے ہین

بتون کی خامشی یہ کہہ رہی ہے ایک عالم سے
زبان گو بند ہے دل مین خدا کی یاد کرتے ہین

نہ گھبرا ای ضیا مشکل تری ہو جائیگی آسان
مصیبت والونکی مشکلکشا امداد کرتے ہین

دل کھو گیا تو دل کی ہمین جستجو نہین
یہ خیریت ہے غیر کے پہلو مین تو نہین

عاشق کی آرزو تو کوئی آرزو نہین
پھر کیا سنین وہ سننے کی یہ گفتگو نہین

سنتا یہ تھا کہ آج ہے مقتل مین امتحان
کاٹو تو اب عدو کے بدن مین لہو نہین

اللہ رے خیال کہ ہو جائیگا یہ شوخ
شکوہ مرا کیا تو ہے رو برو نہین

بس دور ہی سے دیکھے حسینونکا رنگ روپ
یہ گل وہ ہین کہ جنمین محبت کی بو نہین

ظالم نے عرض حال سنی ہے یہ پوچھکر
اسکے سوا تو اور کوئی آرزو نہین

شکوہ مرا وہ کرتے ہین مجھسے ہزار شکر
تعریف غیر کی نہین ذکر عدو نہین

سنبل کو تیرے زلف کے دھوکے مین سونگھکر
کیا پیچ و تاب کھاتے ہین وہ مشکبو نہین

دیتے ہین اپنے سر کی وہ قسمین رقیب کو
اسکام کا بھی ہاے ہمارا لہو نہین

حور و پری کے ذکر پہ خاموش ہو رہے
مطلب یہ ہے کہ تجسا کوئی خوبرو نہین

کچھ بڑھ چلی ہے حد سے زیادہ جفاے یار
کہنا پڑا یہ مجھکو کہ رشک عدو نہین

وہ بات ہے جو آے ہین وہ اے شب فراق
یا مین مریض غم نہین یا آج تو نہین

محفل سے اپنی غیر کو ایجان نکالدو
کیا سوچتے ہو کچھ وہ مری آرزو نہین

رہجاے کھنچکے تیغ یوہین میان مین یہ کیا
اچھا ہمین سہی اگر ایجان عدو نہین

کمبخت دل کو آپکی صورت پسند ہو
اپنی نگاہ مین تو کوئی خوبرو نہین

کیا جانے کیا زبان سے نکلجائے اسلئے
کرتے خیال یار سے بھی گفتگو نہین

آنے کے وقت یار نے کچھ کہدیا ضرور
بدلا ہوا مزاج ہے قاصد وہ تو نہین

بدلا تو آج غیر سے لین بات بات کا
مجبور ہین اسی سے کہ اپنی خو نہین

تصویر یار کو بھی ہے اتنا بڑا غرور
جاؤ جو سامنے تو کرے گفتگو نہین

قاتل کا ہاتھ سست تلوار اسکی کند
بات اصل یہ ہے کام کا اپنا گلو نہین

کیا جائین محفلون مین حسینون کی اب ضیا
وہ ہم نہین وہ دل نہین وہ آرزو نہین

نہ کاٹے کٹے تیری فرقت کے دن
مجھے گنتے گذرے قیامت کے دن

تمہاری جوانی تمہارا شباب
مجھے تو یہی دن ہین آفت کے دن

نہ پوچھو نہ پوچھو کہ کیا کیا ہوا
نہ ایسے کٹے ہین مصیبت کے دن

مزا تھا جو واعظ بھی پیش خدا
مرے ساتھ چلتا قیامت کے دن

ضیا تو نے کس عمر مین جان دی
ابھی تھے ترے عیش و عشرت کے دن

ہم مصیبت پر اپنی روتے ہین
خندہ زن اسپہ لوگ ہوتے ہین

مانع گریہ جب وہ ہوتے ہین
اور ہم پھوٹ پھوٹ روتے ہین

ہجر کی رات مین ذرا سوتا
ہائے کس طرح لوگ سوتے ہین

سرنگون بیٹھتا ہون بزم مین جب
مجھپہ کیا کیا اشارے ہوتے ہین

پرچے پرچے ہین درد عشق بڑھا
چپکے چپکے اسی سے روتے ہین

تیری محفل مین ہین جو میرے سوا
یہی فتنے فساد بوتے ہین

خفتہ بختی یہ میری جب مین گیا
آدمی نے کہا کہ سوتے ہین

چاہنے والے جب ہمین ٹھہرے
تو ستم بھی ہمین پہ ہوتے ہین

دل دیا تھا ہنسی ہنسی مین کبھی
اب تو اپنے کیے کو روتے ہین

اُن کا کہنا شب وصال ٹھہر
نیند آتی ہے ہمکو سوتے ہین

شیخ حورون کو ترسے مجھکو تو
روز نظارے ایسے ہوتے ہین

پہلے جیتے تھے اُن کو دیکھ کے ہم
اب تو جینے سے ہاتھ دھوتے ہین

دشمنون سے اشارے پلکون کے
کیون میرے حق مین کانٹے بوتے ہین

دل نہ کھویا تھا اس مصیبت سے
جس مصیبت سے جان کھوتے ہین

بس ضیا چپ رہو بہت روئے
آپ اپنے کو کیون ڈبوتے ہین

دل عاشق مین جو آج اپنا گذر کرتے ہین
کیسا اُجڑا ہوا آباد وہ گھر کرتے ہین

آنکھ اُٹھا کر مری جانب جو نظر کرتے ہین
تیر مژگان سے وہ غربال جگر کرتے ہین

اب تو نالے مرے کچھ اُن پہ اثر کرتے ہین
آہ دل تھام کے وہ شام وسحر کرتے ہین

انتظار آپ کا لے رشک قمر کرتے ہین
رات بھر جاگ کے عاشق جو سحر کرتے ہین

نہ رہین آنکھ مین دل ہی مین ہین پوشیدہ
مردم دیدہ سے پردہ وہ اگر کرتے ہین

وہ ہمین بھول بھی جائین تو شکایت کیا ہے
ہم تو یاد اُن کو یہان شام و سحر کرتے ہین

سینہ مین آگ لگی رہتی ہے دل جلتا ہے
ضبط ہم نالۂ پر سوز اگر کرتے ہین

دھوتے ہین دفتر عصیان کی سیاہی رو کر
اتنا تو خوب مرے دیدۂ تر کرتے ہین

دیکھئے کیسی جزا ملتی ہے دونون کو وہان
صبر ہم کرتے ہین وہ ظلم اگر کرتے ہین

ورد کرتے ہین کسی گل کا وظیفہ شاید
غل جو مرغان چمن وقت سحر کرتے ہین

آب شمشیر کی لذت نہین معلوم جنھین
چشمۂ خضر کی جانب وہ نظر کرتے ہین

دل سے کیونکر نہ انھین سمجھون مین اپنا قاصد
نالے جا جا کے اُنھین میری خبر کرتے ہین

بزم مین انکی ہین اغیار بھی ہم بھی موجود
دیکھئے چشم عنایت وہ کدھر کرتے ہین

دور بھی کیجئے اب شرم و حیا بندہ نواز
پاس آجایئے کیون مجھسے حذر کرتے ہین

بیطرح پڑتی ہین غیرون کی نگاہین اُن پر
میری جانب جو کبھی ترچھی نظر کرتے ہین

خوب پہچانتے ہین آپکے تیور صاحب
دل چُرانیکی اشارون سے خبر کرتے ہین

توڑتے ہین جو یہ بت کعبۂ دل کو میرے
کیا خدا کا بھی نہین خوف و خطر کرتے ہین

شام تک آج پہونچ جائینگے ہم ملک عدم
روز کہکر یونہین سامان سفر کرتے ہین

کیون نہ مین خوش ہون کہ خالق نے دکھایا یہ دن
میرے مرنیکی اُنھین غیر خبر کرتے ہین

آرزو حسرت و ارمان و تمنا بنکر
دل عشاق مین اپنا وہ گذر کرتے ہین

رہتے ہین رخ کے تصور مین کبھی گیسو کے
ہم یہی کام ضیا شام و سحر کرتے ہین

جو بل ہے اے بت کافر ترے خمدار کاکل مین
نہ لہرا ایسی ہے ناگن مین پیچ ایسے ہین سنبل مین

نہ کچھ پھولا سماؤن عشق گر یہ رنگ دکھلائے / چڑھائے پھول تُربت پہ وہ گل آکر مرے قل مین

کسیکا شانۂ دل چاک کر کے بھی نہین چھوٹا / بلا کے پیچ ہین کافر تری خمدار کاکل مین

گھٹا گھنگھور چھائی ہی چمن کی بھی ہوا بدلی / او بل پڑتا ہون ای ساقی مزا ہے آج قل قل مین

شہید ناز کی تربت پہ اُسکو کیا چڑھانا ہے / نظر آتا ہے اک تازہ سا گل منقار بلبل مین

شگوفے باغ عالم مین مجھے یہ ہاتھ آئے ہین / کہ پھل مین رنگ جسکا ہے اُسکی بو ہے ہر گل مین

جو تھے مسند نشین پہلے وہ فرش خاک پر سوئے / ترقی ہو رہی ہے کیا زمانہ کے تنزل مین

الٰہی تیری ہی رحمت کا اب مجھکو بھروسا ہے / کٹی ہے عمر میری کیا کہون کیسے تغافل مین

گدائے کوچۂ جانان ہون جاؤن کیا کسی در پر / مزا شاہی کا حاصل ہے ضیا ایسے توکل مین

ربط کیسا یہ گل و خار مین ہم دیکھتے ہین / یار کو پہلوئے اغیار مین ہم دیکھتے ہین

کچھ نہ شرمائیے بازار مین ہم دیکھتے ہین / جائیے کوچۂ اغیار مین ہم دیکھتے ہین

زلف کے سایہ سے اب دوپہری ہوتی جاتی ہے / یہ نزاکت کمر یار مین ہم دیکھتے ہین

یا تو دل پھیر دیجئے یا بوسۂ عارض دیجئے / بات بڑھ جائیگی تکرار مین ہم دیکھتے ہین

اپنی تو بیکسی کام نہین آتی ہے / بھیڑ جب خانۂ خمار مین ہم دیکھتے ہین

نامہ بر جاکے اُسے جلد تو اتنا کہدے / کچھ نہین اب ترے بیمار مین ہم دیکھتے ہین

ایسے اب ہوگئے ہین محو جمال جانان / جلوہ اُسکا در و دیوار مین ہم دیکھتے ہین

ہونہو راہ مین قاصد نے اُلٹ پھیر کیا / اپنا مطلب خطِ اغیار مین ہم دیکھتے ہین

وہ اگر خود بھی بُلائین تو نہین جائین اب / بات بنجاتی ہے انکار مین ہم دیکھتے ہین

کیسی تسکین غم یار دیا کرتا ہے / بیقراری جو دلِ زار مین ہم دیکھتے ہین

سرو شمشاد پہ کچھ اور ہی ہوتا ہے گمان
جب سے ٹہلتے انھین گلزار مین ہم دیکھتے ہین

دمِ عیسیٰ مین بھی وہ بات نہین حاصل ہے
معجزہ جو تری رفتار مین ہم دیکھتے ہین

زندگی اور بھی ہو جاتی ہے دشوار اپنی
دل کو مضطر جو غمِ یار مین ہم دیکھتے ہین

آج کیا تیغِ ستم کا کوئی کشتہ ہوگا
بل تری ابروے خمدار مین ہم دیکھتے ہین

اے ضیا سنکے غزل ہونگے وہ بیتاب ضرور
درد جیسا ترے اشعار مین ہم دیکھتے ہین

ابھی ابھی تمھین بیخود بنائے دیتے ہین
ہم اپنا قصۂ دل اب سنائے دیتے ہین

بہانا لاکھ کرو ہم سے چھپکے جانے کا
تمھارے نقشِ کفِ پا بتائے دیتے ہین

درازیِ شبِ فرقت وہ سنکے یون بولے
ذراسی بات کو اتنا بڑھائے دیتے ہین

حیا کے ساتھ شبِ وصل بھی ہے یہ شوخی
ہر ایک بات پہ وہ مسکرائے دیتے ہین

یقین ہو کہ نہو وہ سنین بھی یا نہ سنین
ہم آج حالِ شبِ غم سنائے دیتے ہین

جفا کے ساتھ ہو انداز کچھ وفا کا بھی
تمھین ستم کا قرینہ بتائے دیتے ہین

وہ رکھکے قبر مین لاشہ ہمارا یہ بولے
تمھین ہم آج ٹھکانے لگائے دیتے ہین

کہا جواب کے بدلے یہ آکے قاصد نے
وہ خط کو پھاڑ کے پرزے اڑائے دیتے ہین

قسم خدا کی امیدِ وصال پر ایجان
یہ نقد دل تمھین بے آزمائے دیتے ہین

خدا کے سامنے اُن کی صفائی دیکھو تو
قصور خود ہی وہ اپنا بتائے دیتے ہین

چلو تو کوچۂ جانان مین آج اے واعظ
تمھین بہشت کا رستہ بتائے دیتے ہین

نہ پائمال ہو بادِ صبا کی ٹھوکر سے
وہ اس لئے مری تربت مٹائے دیتے ہین

سہیگا کون یہ نازک مزاجیان اُن کی
کہ بات بات مین غصہ کھائے دیتے ہین

ستم کو چھوڑ کے اہل وفا ہو صاحب
نہ آتی ہو جو وفا ہم بتائے دیتے ہین

اشارہ غیر نے کیا جانے کیا کیا اُن کو
وہ اپنی بزم سے مجھکو اُٹھائے دیتے ہین

ذلیل و خوار ہوئے عشق مین کچھ ایسے ہم
کہ روز گالیان اپنے پرائے دیتے ہین

بوقت قتل خدا جانے کیا کہا اوس نے
تمہارے دل کی لگی ہم بجھائے دیتے ہین

نقاب اولٹے جو آئے ہین آج کوٹھے پر
تو آفتاب کو ذرہ بنائے دیتے ہین

یہ شوخیان کہ بتا و رٹا رہے روکے محشر مین
خدا کے سامنے مجھکو ہنسائے دیتے ہین

اُٹھا کے آئینہ رکھو تو سامنے اپنے
تمہاری شکل ابھی ہم دکھائے دیتے ہین

حسین ہے شوق شہادت تمہارے ہاتھون سے
وہ آگے تیغ کے گردن جھکائے دیتے ہین

دکھا کے حسن خداداد وقت آرائش
وہ آئینہ کو بھی حیران بنائے دیتے ہین

غم فراق مین روتے ہو کیون ضیا ہر دم
تمہارے یار کو تجھسے ملائے دیتے ہین

جی مین آتا ہے فلک کا یار سے شکوا کرون
دل یہ پھر کہتا ہے مین کس کا گلا کس کا کرون

کشاکش مین جان اپنی پڑ گئی اب کیا کرون
جو کہے دل وہ کرون یا یار کا کہنا کرون

چشم تصور سے اگر دیکھا کرون
ہجر مین بھی وصل کے ہر دم مزے لوٹا کرون

کس لئے کیون بیٹھے ہین سنکر سوال وصل تم
آج بھی ہے یہ ارادہ وعدۂ فردا کرون

چاہو دیکھ لو تم اضطراب دل مرا
پھر چلے جانا یہان تک لاکھ مین تڑپا کرون

رہ گئے میرا عرض کرنا یار سے حال خراب
مسکرا کر انکا کہنا ناز سے مین کیا کرون

قاصدا آنکھین فرش راہ انتظار اب ہو گئین
مین جواب خط کا کبتک راستہ دیکھا کرون

درد جب ہوتا ہے کم لیتے ہو دل مین چٹکیان
کیا تمہاری ہے یہی خواہش کہ مین تڑپا کرون

خانۂ دل سے نکلکر ہے جو آزادی پسند ۔۔۔ آہین کہتی ہین کہ سیرِ عالمِ بالا کرون
دل دیا تھا آپ کو مینے بڑی اُمید پر ۔۔۔ وصل ہو غیرون کو مین دیدار کو ترسا کرون
پاس بیٹھے ہین تو خود بیتاب ہو جائینگے وہ ۔۔۔ حالِ دل حالِ جگر اظہار اُنسے کیا کرون
عرصۂ محشر مین اُسکا دھیان آتا ہے مجھے ۔۔۔ پیش حق اس بت کا مین کیا آج کچھ شکوا کرون
ای فلک تو بھی سنبھل جا اُنسے بھی کہدے کوئی ۔۔۔ جی مین آتا ہے کہ مین دل کھولکر نالا کرون
دیکے دل لاکھون گلے شکوے کیا کرتا ہون مین ۔۔۔ عاشقی کا اُنکی پھر کس منھ سے مین دعوا کرون

سب نکلے ارمان اُسنے دل مین گھر کیا ہی ای ضیا
اُسکے دل مین آہ ہوکر مین گذر اپنا کرون

ہوا ہے اور بھی ہد جورِ آسمان برسون ۔۔۔ کہ ہم کو صبر کا دینا ہے امتحان برسون
رہیگا دل جلون کی آہ کا دھوان برسون ۔۔۔ زمین والے نہ دیکھینگے آسمان برسون
کسیکی پردہ دریکا خیال تھا جو مجھے ۔۔۔ تو اپنی حسرتین دل مین ہین نہان برسون
چُرایا دل بھی پھر اُسپہ یہ اُلٹی بات سُنو ۔۔۔ نگاہِ یار رہی ہم سے بدگمان برسون
خیالِ یار کو دیتے نہ ہم جگہ دل مین ۔۔۔ خبر کسے تھی رہیگا یہ میہمان برسون
نہ پایا کعبہ مین اُنکو نہ دیر مین ہم نے ۔۔۔ بھٹکتے یونہین پھرے ہم کہان کہان برسون
تلاش کرتی رہی جو تری نگاہ بہت ۔۔۔ تو دل بھی ڈھونڈھا کیا اپنا قدردان برسون
خدا کے گھر مین کوئی ایکدن نہین رہتا ۔۔۔ ہماری دل مین رہی الفتِ بتان برسون
سمجھ مین آجتک آیا نہ اسکا کچھ مطلب ۔۔۔ سُنا کئے گل و بلبل کی داستان برسون
دیا جواب نقاہت مین ضبطِ دل نے جب ۔۔۔ کلیجا تھام کے فرقت مین کی فغان برسون
جو تمنے وعدہ کیا تھا کہ آئینگے اک دن ۔۔۔ تو انتظار کیا ہمنے مہربان برسون

گرا پڑا ابھی نہ اک پھول اب یہ پائیگی
چمن مین خاک اڑائے اگر خزان سون

ضیا ہے کوچۂ دلدار کیا بہشت برین
بتاؤ تو سہی تم تو رہے وہان برسون

جکڑا ہوا کب حلقۂ زنجیر مین دیکھین
ہم دل کو تری زلف گرہگیر مین دیکھین

سنتے ہین نظر آتی ہے اللہ کی قدرت
چلکر کبھی کوے بت بے پیر مین دیکھین

مارا تو ہمین اس ترے ارمان نے قاتل
کیسی ہو تڑپ کشتۂ شمشیر مین دیکھین

کیونکر ہو خواہش کہ رہین قید ہمیشہ
حلقہ تری زلفون کا جو زنجیر مین دیکھین

دیدے تجھے اسباب کی بھی آج اجازت
ہم جلوۂ حق آپکی تصویر مین دیکھین

ہو چارون طرف انکی نظر بزم مین اسدم
کس کس کا جگر چھیدین وہ اک تیر مین دیکھین

چاہین تو نقاہت مین بھی کچھ دور نہین ہے
ہم چرخ کو اک نالۂ شبگیر مین دیکھین

ہم شوق شہادت مین جو سر اپنا جھکائین
تیرا خم ابرو تری شمشیر مین دیکھین

بکوایا ہمین اور بھی اس بت نے یہ کہکر
ہو طول کہانتک تری تقریر مین دیکھین

شوخی و شرارت جو ہے وہ پیش نظر ہے
کیا اور نگاہ بت بے پیر مین دیکھین

ہے شوق جو دیدار کا آنکھون مین دم قتل
منہ موت کا آئینۂ شمشیر مین دیکھین

کیون حرف شکایت کا ہو سلسلہ قایم
ہم غیر کا نام آپکی تحریر مین دیکھین

آنکھین ہمین ایسی ہون نگاہین ہین ایسی
اللہ کی قدرت تری تصویر مین دیکھین

اتنا تو اثر نالون مین ہو جائے الٰہی
جو دل مین ہو بل عرش کی زنجیر مین دیکھین

سنکر گلۂ چرخ وہ کہتے ہین یہ ہمسے
لکھا ہوا کیا ہے تری تقدیر مین دیکھین

کہدے کوئی ان سے کہ سنبھالے رہین دلکو
کتنی ہے کشش آہ کی تاثیر مین دیکھین

کچھ منہ سے ابھی کہ نہین سکتے ہین ضیا ہم
کیا ہوتا ہے عشقِ بتِ بے پیرہن دیکھین

سروِ قامت اسیکو کہتے ہین — ہم قیامت اسیکو کہتے ہین
ایک دل ہاتھ سے نکل جانا — لاکھ آفت اسیکو کہتے ہین
بیوفائی ہمین سے او صاحب — آدمیت اسیکو کہتے ہین
پتلے مٹی کے اور حسن ایسا — اُس کی قدرت اسیکو کہتے ہین
حسرتِ وصل دل مین رہجانا — داغ الفت اسیکو کہتے ہین
ہم مرین تمپہ تم رقیبون پر — کیون محبت اسیکو کہتے ہین
دل لگانا بتون سے بے سمجھے — سچ ہے آفت اسیکو کہتے ہین
دیکھکر مجھکو غیر سے بولے — بے مروت اسیکو کہتے ہین
کھچکے پہلو سے دل نکل آئے — بھولی صورت اسیکو کہتے ہین
تیکھی باتون کو سنکے پی جانا — ہم تو شربت اسیکو کہتے ہین

اے ضیا خوب آزما دیکھا
پھوٹی قسمت اسیکو کہتے ہین

تری محفل مین جتنے اے بتِ بے پیر بیٹھے ہین — بہت آزردہ خاطر ہین بہت دلگیر بیٹھے ہین
رہائی قید زندان سے خدا جانے ملے کب تک — ابھی سے توڑ کر ہم پاؤن کی زنجیر بیٹھے ہین
جنھین ہے سات پردہ غیر محرم کی نگاہون سے — ان آنکھون مین ہم انکی کھینچے تصویر بیٹھے ہین
زمینِ کوئے جانان کم نہین میدان محشر سے — جدھر دیکھو ہزارون عاشق دلگیر بیٹھے ہین
ذرا کوچہ مین دیکھو اپنے دیوانونکی آرایش — کڑی ہاتھون مین پہنے پاؤن مین زنجیر بیٹھے ہین

پس مردن بھی غیرون سے جو سنوانا ہے کچھ مجکو
تو اپنے سامنے رکھکر مری تصویر بیٹھے ہین

جگر کو سینہ کو دل کو ہمارے غور سے دیکھو
انھین کو شوق ہین چھپ چھپکر تمھارے تیر بیٹھے ہین

جو ہوتا قتل کرنا تو ہزارون تھے سر محفل
فقط وہ نام کو کھینچے ہوئے شمشیر بیٹھے ہین

تڑپتا ہون تڑپنے دو ذرا اب دیکھو ادھر پھر کر
تمھاری اک نظر کے دلپہ لاکھون تیر بیٹھے ہین

رہی جاتی ہے حسرت گفتگو کی وصل کی شب بھی
مرے پہلو مین گویا بنکے وہ تصویر بیٹھے ہین

قضا آجاتے تو مر کر تیرے کوچہ سے ہم اٹھین
اسی امید پر ہم اے بت بے پیر بیٹھے ہین

ہمارا غیر کا جھگڑا چکا دیتے نہین اٹھکر
دکھانیکو یونہین کھینچے ہوئے شمشیر بیٹھے ہین

ضیا پند و نصیحت ہر گھڑی ہر وقت سمجھانا
جناب شیخ جیسے بنکے میرے پیر بیٹھے ہین

جو ڈھونڈھے کوئی تو کہان وہ نہین
عیان ہر جگہ ہے نہان وہ نہین

کہان ملک ہستی سا ملک عدم
زمین وہ نہین آسمان وہ نہین

محبت تمھاری نباہینگے ہم
پھرے قول سے یہ زبان وہ نہین

نگاہون مین کیا چشم نرگس سمائے
وہ چتون نہین شوخیان وہ نہین

ہنسو گریۂ بلبل زار پر
سنو دل سے میری فغان وہ نہین

مٹین ایک ہم اور دشمن رہین
ابھی کیا تہ آسمان وہ نہین

بیان کرتے بلبل سے کچھ حال دل
ہماری مگر ہم زبان وہ نہین

جبسے دل لگی تم ہو سمجھے ہوئے
سنو بھی مری داستان وہ نہین

تصور سے تیرے چھپا کیا رہا
مگر کچھ مرا راز دان وہ نہین

برا لاکھ کوئی کہے چرخ کو
تمھارا اسا مہربان وہ نہین

رہو چپ ہم اغیار مین شوق سے
مگر میرے دل سا مکان وہ نہین

جسے کچھ سمجھکر دیا نقد دل
یہ قسمت مری قدردان وہ نہین

ضیا ہم کہین گے غزل پر غزل
دہن مین رُکے یہ زبان وہ نہین

کہ سکون مین دل کی وہ حالت نہین
سن سکین وہ میری یہ قسمت نہین

سچ ہے آسان کچھ تری الفت نہین
ہمنے جھیلی کون سی آفت نہین

شب کو تھا ملکِ عدم اپنا سفر
دی خیال یار نے فرصت نہین

وصل جانان کی بندھی امید کیا
میری قسمت غیر کی قسمت نہین

یاد بھی اب ہو گئی اُن کی خفا
دل بہلنے کی کوئی صورت نہین

وہ جو آئے ہین تو وہی بات ہے
ہم نہین یا اب شبِ فرقت نہین

لے تو جا شاید وہ پڑھ لین نامہ بر
خط ہمارا کچھ خطِ قسمت نہین

کوئی حسرت ہو تو وہ پوری کین
میری حسرت تو کوئی حسرت نہین

حشر مین بھی وہ ملے تو یہ کہا
تجھسے ملنے کی ابھی فرصت نہین

مرگئے ہم سنکے حورون کی صفت
ہائے دنیا مین ہوئی جنت نہین

اس لئے ہم سے عدو اچھا ہوا
یعنی اُسکو آپ کی الفت نہین

دور ہی سے دیکھکر وہ پھر گئے
تھی کسی قابل مری تربت نہین

پوچھتے ہین اسلئے رہ رہ کے وہ
جس مین ہم کہدین کوئی حسرت نہین

قبر مین دشمن فرشتے ہوگئے
غم کے مارون کو کہین راحت نہین

اپنا دل اپنی طبیعت سے اے ضیا

تم کو الفت ہے انھین الفت نہین

حالِ شبِ فراق کسیکو سنائے کون
ہے مختصر یہ بات غمِ دل بڑھائے کون

مجھ کشتۂ فراق کی مٹی خراب ہے
کہتی ہے بیکسی ترا لاشہ اُٹھائے کون

ظالم ستم شعار جفا کیش پُر دغا
کہدو تمھین کہ تمسے بھلا دل لگائے کون

ہم کو تو کوئے یار مین ہے لطف زندگی
حورون پہ جان دینے کو جنت مین جائے کون

کام آرہی ہے یادِ مژہ وقت بیکسی
یہ بھی نہو تو سینہ مین نشتر چبھائے کون

باز آئے ایسے جینے سے اوکتا گیا ہے دم
ہر روز دل پر ایک نیا داغ کھائے کون

مطلب تو یہ نہین کہ چرایا ہے تمنے دل
بیٹھا ہوا ہے بزم مین آنکھین چرائے کون

مجھکو کبھی یہ موت بھی آئی نہ پوچھنے
شب بھر کراہتا ہے کلیجا دبائے کون

دل تو یہ چاہتا ہے چلین لگکے بزم مین
پھر سوچتے ہین جائے ضیا بے بلائے کون

جہان کمبخت دل سے ہو کے ہم ناچار جاتے ہین
خدا حافظ وہین ہنستے ہوئے اغیار جاتے ہین

نکالا اپنے کوچے سے جو اُسنے اف ری بیتابی
کہ دل تھامے ہوئے ہم دن مین سو سو بار جاتے ہین

نہ سننا تو قیامت تھا غضب ہے سنکے یہ کہنا
ہمین افسوس ہے نالے ترے بیکار جاتے ہین

عیادت کو وہ کیا آئین تغافل جب یہ سکھلائے
تمھارا کیا ہوا اپنی جان سے بیمار جاتے ہین

بُرا ہو بدگمانی کا کہ کیا کیا دل مین وہ سمجھے
فقط اتنا ہی پوچھا تھا کہان سرکار جاتے ہین

دلِ نادان کو نادانی نے کھویا کوئے الفت مین
جو عاقل ہین وہ اس سے بہت ہشیار جاتے ہین

نہ ساقی نے یہ بھید ابتک بتایا اپنی محفل کا
کہ وہ بیہوش کیون آتے ہین جو ہشیار جاتے ہین

بچایا نیسے جگر بچتا کہ دل بچتا بتا ظالم
تری قاتل اداؤن کے بھی خالی وار جاتے ہین

نیا کچھ رنگ دکھلایا ہی ابر نوبہاری نے — گھروں سے جھومتے میخانوںکو میخوار جاتے ہین
غرض کسکو تھی جاتا کون دیکھا جان محشر مین — لئے جاتی ہی ہمکو حسرتِ دیدار جاتے ہین
خموشی رہرو ملک عدم کی صاف کہتی ہے — یہ جانیوالے دنیا سے بہت بیزار جاتے ہین
برہمن دیر کو جائے کہ جائے شیخ کعبے کو — غرض دونون تمہارے طالبِ دیدار جاتے ہین

حسینون مین ضیا اب جنس دل لیتا نہین کوئی
پریشان ہوکے پھر آتے ہین جب بازار جاتے ہین

تیر اپنا مرے سینہ سے جدا کرتے ہین — آپ کو ہوتی ہے تکلیف یہ کیا کرتے ہین
ہم جب اُنکی صفتِ نازو ادا کرتے ہین — حضرت شیخ نماز اپنی قضا کرتے ہین
جب کہا اُن سے کہ دل تم پہ فدا کرتے ہین — ہنسکے بولے کہ یونہین لوگ کہا کرتے ہین
غیر کے حق مین دعائین ہین پس دن بھی — دیکھئے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہین
آپ سنتے ہی نہین آپکا شکوہ کیا ہے — آپ سنئے بھی تو ہم اپنا گلا کرتے ہین
قتل عشاق تو آسان ہے پہ مشکل ہے — رحم آتا ہے اُنہین خوف خدا کرتے ہین
عرصۂ حشر مین ہم اور شکایت تیری — ایسی باتین بھی کہین اہل وفا کرتے ہین
شمع خاموش رہا کرتی ہی اُس محفل مین — ہم عدو سے تو عدو ہم سے جلا کرتے ہین
آہ کہتے ہین کسے ہوتے ہین نالے کیسے — غم کی تصویر ہین خاموش رہا کرتے ہین
مجھسے پوچھو تو ابھی کان مین کہدون چپکے — غیر سے تمسے اشارے جو ہوا کرتے ہین
مین نے پوچھا کہ ہو کیا شغل تو ہنسکر بولے — آجکل ہم ترے مرنے کی دعا کرتے ہین
کچھ تو اُن گیسوؤن مین دیکھ لیا ہی ناصح — کیا یونہین دل کو گرفتار بلا کرتے ہین
خانۂ دل مین تو کیا پاس بھی آتے وہ نہین — ہان کبھی دور سے ہم دیکھ لیا کرتے ہین

سچ وہ کہتے ہین کہ کس کس کا ہے دکھ درد سخن ۔۔۔ روز دو چار یونہین آکے بکا کرتے ہین

مدتون خاک ضیا کوے بتان کی چھانی
ہو کے اب گوشہ نشین یاد خدا کرتے ہین

شب فرقت میں جینے کی دعا کرتے ہین ۔۔۔ زہر دیدین مجھے احباب یہ کیا کرتے ہین

بات ہر شخص کی چپ بیٹھے سنا کرتے ہین ۔۔۔ ہم جہان ہون تری محفل مین رہا کرتے ہین

اسسے شوخی تو کبھی اس سے حیا کرتے ہین ۔۔۔ دیکھئے آپکے انداز یہ کیا کرتے ہین

کیا خبر کون ہے کس حال مین کیا کہتا ہے ۔۔۔ آپ تو غیر کی باتون مین رہا کرتے ہین

خون ناحق مرا کچھ رنگ تو لائیگا ضرور ۔۔۔ دیکھئے عذر وہ کیا پیش خدا کرتے ہین

کمسنی اور طلب دل کی انھین کون کہے ۔۔۔ اپنے ضدّی ہین کسیکا وہ کہا کرتے ہین

نہین ملتے ہون عدو کو تو پتا بتلا دون ۔۔۔ وہ مری بزم تصور مین رہا کرتے ہین

نہ تجھے خاک بجھائے سے کبھی دل کی لگی ۔۔۔ ہم وہ ہین شمع کہ دن رات جلا کرتے ہین

کچھ نہ کچھ میری نگاہون نے سکھایا اُن کو ۔۔۔ کچھ سمجھ بوجھ کے وہ مجھسے حیا کرتے ہین

گالیان اچھی ہین معشوقون کی خاموشی سے ۔۔۔ ہم تو دانستہ اُنھین چھیڑ دیا کرتے ہین

وعدۂ حشر کیا آپ نے یہ یاد رہے ۔۔۔ دو ہی نالون مین تو ہم حشر بپا کرتے ہین

سوچ تو لیجئے صاحب کہ نبھے یا نہ نبھے ۔۔۔ چار کے سامنے کیون عہد وفا کرتے ہین

دل و جان لینے کا دونون مین پڑا ہی جھگڑا ۔۔۔ آپ کیا فیصلۂ ناز و ادا کرتے ہین

التجا وصل کی تمنے نہ خدا ہی نے سنی ۔۔۔ موت ہی سن لے کہین اب یہ دعا کرتے ہین

اس دل درد رسیدہ کے سبب راتون کو ۔۔۔ ہاے بیچین سے بیچین رہا کرتے ہین

ہین یہ کیونکر کہون کیا کام وہان غیرون کا ۔۔۔ نہ سہی کچھ مرے شکوے تو کیا کرتے ہین

ان سے بھی مرے بارے مین کسی سے کہدو
مجھ پہ مرتے ہین عمر ساتھ وفا کرتے ہین

خاک ہوکر بھی ترے کوچہ مین اپنا ہے یہ حال
نقش پا بنتے ہین ہم اور مٹا کرتے ہین

کہدو دل تھام لے وہ شوخ ستمگر اپنا
ضبط کی حد ہے ہم اب آہِ رسا کرتے ہین

ابکے برسات کٹی جاتی ہے یونہین ساقی
تیرے محتاج ترے حق مین دعا کرتے ہین

ان حسینون کی نہ باتون مین کوئی آئے ضیا
جو انھین چاہے اُسی سے یہ دغا کرتے ہین

دیکھنا کیسا کبھی آپنے پوچھا بھی نہین
مرنیوالون کو کچھ اس بات کا شکوا بھی نہین

کچھ تو سنتے ہو کیا خلق خدا کہتی ہے
ظلم کرنا تمھین زیبا مگر اتنا بھی نہین

آپ چاہو گے کہ ہاتھ آئے کسی طرح یہ مال
کام کا دل سہی مین تمھین دیتا بھی نہین

پوچھئے کیسی ہے صورت تو کہون لاثانی
اور سنئے کبھی اُس شوخ کو دیکھا بھی نہین

یہ بھی ارمان کہ اُس بت سے خدا ملوا دے
پھر کسی بات کی بندے کو تمنا بھی نہین

شبِ تاریکِ فرقت سے مجھے معلوم ہوا
ساتھ دیتا ہے بُرے وقت مین سایا بھی نہین

درد کی دل سے شکایت تو سُنا کرتے تھے
دیکھتے ہین تو سلامت ہے کلیجا بھی نہین

آپ معشوق کسیکے نہین بنتے نہ سہی
اسلئے آپکا ہوگا کوئی شیدا بھی نہین

مین تمھین دیکھ رہا تھا کہ طبیعت آئی
عقل کیا کرتی تھی کمبخت نے روکا بھی نہین

کیجئے ایسے تغافل کا گلا کس منہ سے
اپنے دانست تو ظالم مجھے بھولا بھی نہین

درد کمبخت اب اُٹھا ہے کہان جانے کو
میرے دل کے تو سوا اور ٹھکانا بھی نہین

دم نکلتا ہے مرا اور وہ چپ بیٹھے ہین
ایسے موقع پہ تو کام آتے مسیحا بھی نہین

سامنے بیٹھے ہین وہ حشر مین کیونکر جاؤن
کوئی چلمن بھی نہین ہے کوئی پردا بھی نہین

کچھ مین اس طرح گیا راتکو اُس محفل مین
روکنا کیسا کہ دربان نے ٹوکا بھی نہین

گالیان لُوٹ کے دین تم نے ضیا کو جب سے
آجتک پھر اُسے بازار مین دیکھا بھی نہین

کیون چھیڑتی ہے ناحق او یاد تیر مژگان
دل مین بھرے ہوئے ہین اب زخمہائے پنہان

یون عشق مین تو لاکھون دیکھے ہین ڈوب مرتے
مجھکو ڈبو رہی ہے میری ہی چشم گریان

وہ تیغ اُٹھا چکے تھے مین قتل ہو چکا تھا
کمبخت بیگناہی چلا اُٹھی کہ ہان ہان

کچھ دیر بھی نگذری کمبخت دل لگاتے
کیا جلد لائی قسمت بربادیون کے سامان

آنکھون سے گر گئے یہ دل سے اوتر گئی وہ
کیا میرے گرم آنسو کیا میری آہِ سوزان

چاک جگر کا پردہ دستِ جنون نے رکھا
ہر شخص پوچھتا ہے کیون چاک ہے گریبان

گھبرا کے بھی نہ مجھکو مرنے دیا شب غم
بھولون گا تا قیامت یہ بے بسی کا احسان

بچ بچ گیا ہون اکثر مر مر کے اُن کے ہاتھون
رہ رہ گئی ہے یونہین کھنچ کھنچ کے تیغ بران

کھو بیٹھے عاشقی مین یون ان بتون کے چلتے
رکھتے ہی تھے نہ جیسے ہم اپنا دین و ایمان

وہ کچھ نہین جو ہمنے سمجھایا اپنے دل کو
ناصح جتا رہا ہے ناحق بھی اپنا احسان

کس کام کا یہ ہونا دل خوش نہین کسی سے
کہنے ہی کی ہے حسرت [illegible] ارمان

بازار مین ضیا کو دیکھا تھا آج ہم نے
سر ننگے جا رہا تھا یا حالتِ پریشان

روشن ہے نام میرا یعنی ضیا مین ہی ہون
کہتے ہین سب مجھی کو دلریش سینہ بریان

چارہ سازِ زخمہائے دل کوئی ملتا نہین
ہو گئے ناسور یہ بڑھکر تو پھر اچھا نہین

مجھ پہ حیرت سی ہے قاتل کو ذرا پوچھے کوئی
مجھ مین تھا ہی کیا کہ زیر تیغ مین تڑپا نہین

آہِ سوزان کا اثر معلوم لیکن چرخ سے
یہ صدا آئی کہ تجھسا دل جلا دیکھا نہین

میرا شکوہ میرے منہ پر میر آگے بیٹھکر
یون مخاطب مجھسے ہین جیسے مرا شکوہ نہین

دل ادھر آیا۔ گئے گذرے ادھر ہوش و خرد
تم کو چاہون یا نہ چاہون یہ بھی تو پوچھا نہین

بات ہی کیا ہے کہ لیتے ہو خموشی سے صلاح
بس جوابِ وصل کے دو لفظ ہین ہان یا نہین

نارسائی نے مری اکثر کہا ہے یار سے
سب تمہاری تم مین ہین اک وہ بیچارا نہین

وہ نہ آتے ہون تو آتے ہی بنے اے نامہ بر
کوئی ایسا دم نہین پٹی نہین فقرا نہین

یہ تو آزارِ محبت نے بڑی تسکین دی
دم نکلنا شرط ہے بس پھر کوئی ایذا نہین

اب کے آئے حضرتِ ناصح تو کہدونگا یہ صاف
آپ کا عاشق نہین ہین آپکا شیدا نہین

مر گیا کل۔ عاشقون مین تھا ضیا جو ایک شخص
آپ نے اُس خانمان برباد کو دیکھا نہین

خیریت ہے کہ تم ہو پہلو مین
ورنہ دل اور میرے قابو مین

چٹکیان لے رہے ہو زانو مین
کیا نہ بیٹھون تمہارے پہلو مین

وصل کی شب ہو تم ہو پہلو مین
پھر بلا سے نہ دل ہو قابو مین

میری قسمت کا بل یہی تو ہے
پڑ گیا ہے جو تیرے ابرو مین

اے مرے دل کی خانہ ویرانی
مجھکو پھر بچائے عالمِ ہو مین

عشق مین کس کی روک تھام کرون
نہ طبیعت نہ دل ہے قابو مین

تم کو دیکھا مگر نہین دیکھا
اپنی محفل مین اپنے پہلو مین

دلِ دیوانہ کا ٹھکانا کیا
کاش رہ جائے اُنکے گیسو مین

دل پریشان ہے پیچ مین پڑ کر
پیچ وہ ہے جو تیرے گیسو مین

نہین معلوم دل پہ کیا گذری ٹکڑے آتے ہین سرخ آنسو مین

پُر اثر ہے ترا کلام ضیا
کہنے ہی کو اثر ہے جادو مین

بڑھتی چلی ہی جی کے اُلجھن دلکو سنبھالے جاتے ہین دیکھئے آگے عشق مین کیا ہو لوگ بہت سمجھاتے ہین
حسن کے چُپتے نور کی ٹکڑے دلمین سمائے جاتے ہین ہائے یہ بھولی صورت والی آنکھونکو کیسے بھاتے ہین
ہجر کی راتون کا سناٹا اور اداسی کا وہ عالم کاش اُنھون نے دیکھا ہوتا سنکر جو گھبراتے ہین
خاک کلیجا ٹھنڈا ہوگا خوب سا رونا بھی نہین تھمتے اور بھی آنسو پوچھکے وہ تو دل کی لگی بھڑکاتے ہین
پوچھ نہ ہمدم وجہ تاسف دلپہ چھری سی لگتی ہی کچھ تو ایسی چوک لگی ہی جسپر ہم پچھتاتے ہین
جاتی ہی کوئی دل کی اُلجھن روتے منتے سے شب فرقت لوگ جہانے غم مین کیونکر اپنا جی بہلاتے ہین

آپکا عاشق آپکا شیدا آپ پہ مرنیوالو مین
ہی جو ضیا اک درد رسیدہ اُسکو کیون تڑپاتے ہین

بیان درد یہ بولے مرے گمان مین نہین جگر مین ہوگا مگر آپکے بیان مین نہین
مرا قیام کہین دورِ آسمان مین نہین جگہ ٹھہرنے کی ڈھونڈھو تو اس جہان مین نہین
یہ کہتے کہتے شب ہجر آگیا کچھ صبر وہ کیا کرین کہ اثر ہی مری فغان مین نہین
پکارتی ہی سرِ شام بے قراریِ دل چلوگے بزمِ حسینانِ خوشنشان مین نہین
وہ رشک سمجھے اسے کیا کہون نصیب کی بات کہین یہ ذکر عدو میری داستان مین نہین
ذلیل عشق تمھارا ہون بات اتنی ہے خدا گواہ کہ مجھسا کوئی جہان مین نہین
بغیر شمع اندھیرا سا ہے پڑا - یعنی جو وہ نہین ہین تو رونق مرے مکان مین نہین
اُدھر سے پردہ ہی پردے مین سو طرح کے سوال کلام کرنیکی طاقت یہان زبان مین نہین

اجل بھی آئی ہی بالین پہ کب کہ کہتی ہے
تو نہین سہی جہان ہی باقی کچھ اس جہان نہین

ٹھہر ٹھہر کے تڑپنا یہ جی کی خواہش تھی
تڑپنے کا بھی سلیقہ دل تپان مین نہین

لگی ہو اپنی ہی اک مستقل مزاجی کی
وگرنہ کونسی شی ہی جو اس جہان مین نہین

غریب دل پہ عجب وقت ہی کہ کہتا ہی
انیس درد محبت کوئی جہان مین نہین

ضیا کہان مجھے پہونچا گئے مری احباب
کہ بیکسی کے سوا کوئی جس مکان مین نہین

ردیف واؤ

کسی کا نام جب ورد زبان ہو
خیال غیر پھر دل مین کہان ہو

کہون پھر اپنے جی کی بات کس سے
تمھین تو ایک دل کے رازدان ہو

کہین سوز جگر سے جل نہ جائے دل
کہ آہو نہین نہ ظاہر کچھ دھوان ہو

وہ سمجھانے سے پھر راضی ہوئے ہین
الٰہی اب نہ دشمن آسمان ہو

تمھارا نام سنتا ہون ہین لیکن
نہین معلوم کیسے ہو کہان ہو

مرے سینے مین یون ہی تیر قاتل
کہ جیسے زخم کے منہ مین زبان ہو

جو سونگھی زلف مشکین وہ یہ بولے
ذرا تم ہوش مین آؤ کہان ہو

اسی دل کو ملیگی لذت وصل
اٹھائی ہجر کی جو سختیان ہو

چلا جائیگا اس حیلے سے وہ بت
ابھی یارب نہ مسجد مین اذان ہو

اگر پہونچی فلک تک آہ تو کیا
وہان بھی تو یہ پہونچے تم جہان ہو

مری آنکھین بھی دیکھین کچھ تماشا
ذرا اب غیر کا بھی امتحان ہو

رہے فکر کمر مین جو ہمیشہ
نہ کیون عنقا صفت وہ بی نشان ہو

جو عکسِ چہرۂ پرنور پڑجائے
دلِ آئینہ حیرت کا مکان ہو

دعا کے واسطے یارب دمِ قتل
مرا ہر موئے تن گویا زبان ہو

پسِ محمل نہین ہی جاؤ نگاہ تھک کر
عنایت کی نظر ای ساربان ہو

نہ دیکھ اُسکی طرف ای چشمِ حسرت
کہین ایسا نہو وہ بدگمان ہو

ہو مسکن ہمارا کوئے جانان
مبارک شیخ کو باغِ جنان ہو

خدا آباد رکھے تیری بھٹی
ادھر بھی اک نظر پیرِ مغان ہو

بہارِ گلشنِ شعر و سخن کے
ضیا تم عندلیبِ خوش بیان ہو

ابھی کچھ حالِ بیمارِ محبت دیکھتے جاؤ
کسیکی غم مین اب کیسی ہی صورت دیکھتے جاؤ

ادھر زلفین بناتا ہون مین افشان چنتا جاتا ہون
اودھر تم آئینے مین اپنی صورت دیکھتے جاؤ

تمھارا ہو گیا ہی جب گذر گورِ غریبان مین
ذرا حسرت بھری آنکھون سے تربت دیکھتے جاؤ

سرِ شام آج بن ٹھن کر وہ بت آیا ہی کوٹھے پر
کہان ہو عاشقو خالق کی قدرت دیکھتے جاؤ

نظر پھیرو نہ یون تم اپنے بیمارِ محبت سے
اگر آنکھون مین کچھ بھی ہی مروت دیکھتے جاؤ

رہا کرتی ہو الجھن سی خیالِ زلف جانا مین
بڑھی جاتی ہی میرے دلکی وحشت دیکھتے جاؤ

نکل آئے ہو تم ای شیخ جی جب انکی کوچہ مین
تو آنکھون سے بہارِ باغِ جنت دیکھتے جاؤ

سنا ہی مین نے لوگون سے کہ تم رشکِ مسیحا ہو
ذرا آکر کسیکی غیر حالت دیکھتے جاؤ

شبِ تارِ لحد مین ہی غضب کی روشنی پھیلی
بنا ہی داغ سوزان شمع تربت دیکھتے جاؤ

حیا کچھ کہکے سمجھادے نگاہِ شوخ جانان کو
اب اسکی بڑھتی جاتی ہی شرارت دیکھتے جاؤ

اٹھے جس طرح تم تنہا تڑپتا چھوڑ کر مجھکو
یونہین اٹھتا ہی دل مین دردِ فرقت دیکھتے جاؤ

چلے ہو ساتھ غیرون کے جو تم عاشق کی تربت پر
ہوئی ہے ہر طرف برپا قیامت دیکھتے جاؤ

ضیا پڑھکر غزل بزمِ سخن مین یون پکارونگا
کہان ہو شاعرو میری طبیعت دیکھتے جاؤ

ضبط کر اتنا کہ اُف بھی دلِ ناشاد نہو
عشق صادق ہو تو نالہ نہو فریاد نہو

کہو نہین جسے وہ آپکی بیداد نہو
نہ سنین آپ جسے وہ مری فریاد نہو

صبر پھر مجھکو کسے دیکھکے آئے اے چرخ
اپنے پہلو مین اگر یہ دلِ ناشاد نہو

آسمان اور زمین دونون اُسی بت کے ہین
خاک میری جو خدا چاہے تو برباد نہو

گفتگو کرتی ہے اس طرح گلون سے بلبل
کان مین کہدے صبا باغ مین صیاد نہو

کوچہ یار سے پُر درد صدا آتی ہے
دیکھو نالان کہین میرا دلِ ناشاد نہو

خانہ چشم سے باہر یہ نکلنے کو ہین
ابرو اشکون کی سیر کہین برباد نہو

ہم تو اللہ سے اے بت یہ دعا کرتے ہین
تجھسا دنیا مین کوئی بانی بیداد نہو

کوئی شمشیر مجھے دے تو گلا خود کاٹون
خلق مین شہرہ بیرحمی جلاد نہو

دیکھو آئینہ دل میرا سنبھلکے اے جان
کہین اسمین بھی کوئی تمثالِ پریزاد نہو

مجھپہ تو روز نئی مشق جفا ہوتی ہے
چرخ کیو واسطے کوئی ستم ایجاد نہو

کام اپنا جو کیا چاہتی ہے مقتل مین
اے قضا دیکھ ذرا شرکتِ جلاد نہو

ملنے آئے ہو اگر مجھسے تو رقیبون کے ساتھ
کسی صورت دلِ رنجور غرض شاد نہو

لامکان [illegible] سے جا پہنچے مرے نالے آج
کیا مزا ہو جو وہان بھی پریزاد نہو

کھینچ [illegible] کی شکل تصویر تری
دل مین شرمندہ جو مانی نہو بہزاد نہو

بدگمانی سے مری پوچھو بتادو [illegible]
راستہ غیر کے گھر کا جو تمھین یاد نہو

کمسنی کا ہو برا ہائے مرا دل لیکر / بھول جاتے ہین وہ ایسا کہ کبھی یاد نہو

جسکے شاکی ہین ترا سارا زمانہ اے چرخ / ظلم ایسا مر بعد اب کوئی ایجاد نہو

سنتے ہین اُس بت بیرحم کا دل ہے پتھر / کہین تاثیر مرے نالونکی برباد نہو

یاد آجاتی ہین رہ رہ کی تری جور و ستم / یہ فراموش ہون ظالم تو تری یاد نہو

لطف کیا ہمکا جو اغیار کرین قطع کلام / اے ضیا بات وہ ہی جسپہ کچھ ایراد نہو

جلاتی سبکا دل دیکھا ہمیشہ گلعذارون کو / دیا داغ جدائی بیوفاؤن نے ہزارون کو

نہ سمجھے کوئی تلوارون سے کم انکی اشارونکو / سپر بنکر ہمارے دل نے روکا آج وارون کو

تڑپتے رات کٹتی ہے اجی ہم دلفگارونکی / گھڑی بھر بھی نہین آرام ملتا بیقرارون کو

جو پہر فاتحہ آج آئے لیکر ساتھ یارون کو / بہت رو رو کے وہ دیکھکر اجڑی مزارون کو

جبینی ہے چاند ماتھے پر افشان کس قیامت کی / سحر کر لیا ہے چشم بد دور آج تارون کو

جلادینگے یہ اکدن دیکھ لینا دشمنونکا گھر / اجی سمجھا ہے کیا تم ان آہون کے شرارون کو

زمین کو چھ جانا ہے بڑھکر تخت شاہی سے / فلک بیٹھا ہوا رہنے دے تو ہم خاکسارون کو

کیا اندھیر اک سرمہ لگاکر تم نے آنکھونمین / جدھر دیکھو گی ایجان مار ڈالو گی ہزارون کو

اجی تم آفتین ڈھاتی ہو گھر مین بیٹھی بیٹھی اب / ٹہلتے دیکھتے ہین ہم لب دیوار یارون کو

بہت سرو و صنوبر باغ مین ایجان اکڑتے ہین / دکھادو اپنی سج دھج آج چلکر وضعدارون کو

کسیکا بھی دل و ایمان و دین چھوڑا نہ محفل مین / نگاہ نازنی اُس شوخ کے لوٹا ہزارون کو

کچھ ایسا کردیا خوش انکو میخانہ مین بلواکر / دعا دیتے چلے جاتے ہین واعظ بادہ خوارون کو

اجی کس کے گلے سے تم لپٹ کر سوئے تھے شب بھر / ذرا دیکھو تو کیسا کر دیا پھولون کے ہارون کو

کھٹکتے رہتے ہین اغیار ہر دم اپنی آنکھونمین　　　جگہ رہنے کی دی ہی آبلون مین ہمنے خارون کو
کرو گو حشر کے دن کونسی ایجان عیاری　　　ابھی تو ٹالتے ہو ایک عدہ پر ہزارون کو
مین روتا ہون تجھ کیون انکی لب لعلین کو جنبش ہے　　　گنا کرتے ہین کیا بیٹھے ہوی اشکون کے تارون کو
اسے تیرے حوالی کرتے ہین ای چرخ گردان اب　　　ستاتا ہی غم جانان بہت ہم دلفگارون کو
خدا زندہ رکھے ان گلرخون کو روز آینگے　　　ترسنے کیون لگی تربت مری پھولونکی ہارون کو
حسینان جہان بھلا مین غیرون کو نہ کیون شامل　　　گلون نے اپنے پہلو مین جگہ دی جبکہ خارون کو
خدا کو دے رہے ہین امتحان صبر و تحمل کا　　　ستالے جتنا جی چاہے فلک ہم خاکسارون کو
وہان جان کر کیو اسطے ہو جائینگے حباب　　　چھپاو تم نہ چوٹی مین اجی پھولونکی ہارون کو
قیامت تک نہین ملنے کی ہا امید دنیا مین　　　خدائی یون چھڑایا مجھسے میرے غمگسارون کو
مجھے آتا ہی رونا نام کس کس کا بتاون مین　　　فلک کے ہاتھ سے لٹتے ہوی دیکھا ہزارون کو
انھین ہر رنگ سے دیکھا نہ کچھ بوئے وفا پائی　　　خدا نے حسن کیا جانے دیا کیون گلعذارون کو
خبر کچھ بھی نہ لی گور غریبان مین کبھی آکر　　　وہ ایسا بھول بیٹھے بعد مردن خاکسارونکو
لئے جاتی ہین ہاتھون ہاتھ میت باغ کی جانب　　　خوشی عاشق کے مرنیکی ہوئی ہی گلعذارون کو

سلا کر قبر مین ہم کو کچھ ایسے ہو گئے غافل
کہ بھولے سے نہ یاد آئے ضیا افسوس یارونکو

میرے دل کا دھوان نکلنے دو　　　اپنی محفل مین مجھکو جلنے دو
تیر مژگان کو اپنے تنے چلنے دو　　　کسی صورت تو دل نہ بہلنے دو
درد دل کی کہون گا پھر حالت　　　ابھی پہلو مجھے بدلنے دو
راہ پر ہم ضرور لائینگے　　　چال چلتے ہین وہ تو تنے چلنے دو

پھر اُٹھانا نقاب چہرے سے
ابھی ٹھہرو مجھے سنبھلنے دو

وصل کی شب بھی ہو چلی آخر
کچھ تو ارمان دل نکلنے دو

دیکھین کیون کر نہ ہوا اثر تم پر
آہ دل سے کوئی نکلنے دو

خود ہی کہدینگے جتنی پی ہوگی
شیخ جی کو ذرا اور بہکنے دو

کہتی ہے گرمیِ کلام ضیا
جلنے والون کو اور جلنے دو

پتھر ہے کسی شوخ کا دل ہو کہ جگر ہو
ہم دیکھلین اے چرخ جو نالون مین اثر ہو

دل مین ہو کبھی درد کبھی نور نظر ہو
پھر بھی نہین معلوم کہان تم ہو کدھر ہو

بے پوچھے چلا آیا ہون مین خلد مین یارب
یہ بھی کسی پردہ نشین کا کہین گھر ہو

یہ رات تو کٹجائے کسیطرح الٰہی
پھر مین نہ کہونگا شب فرقت کی سحر ہو

رفتار کسیکی ہے تو نالے ہین کسی کے
مشکل مین قیامت ہے ادھر ہو کہ اُدھر ہو

کچھ اور مزا آئے تڑپنے مین شب غم
کچھ اور ترقی پر اگر دردِ جگر ہو

تم کوسو مجھے اور مین دون تمکو دعائین
افسوس اسپر بھی محبت کا اثر ہو

آپس مین نہ کچھ تفرقہ ڈالے فلک پیر
اچھا ہو جو محشر مین یہ بانی شر ہو

رندون نے چھکا ہی دیا واعظ کو یہ کہکر
ذمہ ہے ہمارا جو کسیکو بھی خبر ہو

آنکھون کو سمجھے مری یا دل کو سمجھے
جس گھر مین نہین آپ وہ ویران گھر ہو

اغیار سے کچھ رشک نہ تم سے کوئی شکوہ
اپنی ہی یہ قسمت نگہ لطف جدھر ہو

مرنا بہت اچھا ہے تڑپ کر شب فرقت
شاید اسی صورت سے اُنہین میری خبر ہو

اس ظلم و ستم پر ہے تری اتنا ہی تحمل
پھیکون مین زبان کاٹ کے فریاد اگر ہو

فرقت کی مصیبت کوئی دل سے مرے پوچھے | دن رات تڑپتے ہی تڑپتے ہی بسر ہو
کچھ اور بھی بڑھ جائے مری اشک فشانی | جب یار کا دامن ہو مرا دیدۂ تر ہو
ہے طول فقط دیکھنے ہی کو شب فرقت | [illegible] وقت سحر ہو
کہنا کسی ظالم کا یہ رہ رہ کے شب وصل | اللہ کرے آج بہت جلد سحر ہو
آئے ہو جو مقتل مین تو خالی نہ پھرو تم | اک ہاتھ مین ہو تیغ تو اک ہاتھ مین سر ہو

اس طرح کہو اُن سے ضیا رازِ دل اپنا
اس کان کی اُس کان کو مطلق نہ خبر ہو

فتنے نہین اُٹھین کہ قیامت بپا نہو | تم چاہو اپنی چال سے ایجان تو کیا نہو
ہے تمکو ناگوار تو اے جان خفا نہو | رسید و لبون کو میرے کہ کوئی گلا نہو
کہتا ہی کون ہے یہ کہ مجھپر جفا نہو | مطلب یہ ہی کہ غیر پہ لطف و عطا نہو
نالہ نہو لبون پہ کہ آہِ رسا نہو | جب ضبط حد سے گذرے تو بتلاؤ کیا نہو
جنت کی حورین تم سے ہون بڑھکر خدا کرے | یہ بانکپن یہ ناز یہ پیاری ادا نہو
دل ہی نہو تو اچھا ہی انسان کے لئے | دل ہو اگر تو دل مین کوئی حوصلا نہو
اس رشک سے تمہین کہو مرجاؤن یا نہین | وعدہ ہو مدعی سے مرا مدعا نہو
پچھتا رہا ہون کرکے مین دکھ درد کا بیان | اُس بیوفا کے آگے کہین یہ گلا نہو
دیتا ہی جان نامِ محبت پہ غیر بھی | تمکو یقین ہی کہین ایسا ہوا نہو
پردہ یونہین ہی طالب دیدار سے اگر | میدان حشر بھی کہین سونا پڑا نہو
رو کر کہا جو مین نے کہ اب مجھ مین دم نہین | اُس سنگدل کی سُنئے کہ سنکر کہا نہو
اس شکل سے وہ بیٹھے ہین آئینہ دیکھنے | آنکھین ہین چار سو کہ کوئی دیکھتا نہو

قاصد سے کہنے کو تو کہا اپنا حالِ دل — اب یہ پڑی کہ سُنکے کہیں وہ خفا نہو
ہوتے ہیں بدگمان وہ ہر بات پر مری — خاموش بیٹھنے کا بھی شاید گلا نہو
امیدوار رحم ہوں کچھ رحم چاہیے — یہ کس طرح کہوں کہ ستم ناروا نہو
کرتے ہو بد دعا جو مجھے ہاتھ اُٹھا کے تم — یہ کوسنا کہیں مرے حق میں دعا نہو

دیکھو کسیطرف وہ نظر آئے گا ضرور
کچھ بات ہے کہ بزم سخن میں ضیا نہو

غیر پر لطف ظلم ہمپر ہو — کچھ تو انصاف بندہ پرور ہو
لوگ کہتے ہیں تم ستمگر ہو — مجھسے پوچھو تو میرے دلبر ہو
اپنا دکھ درد کہکے دیکھ لیا — کیا پسیجے وہ دل جو پتھر ہو
اُسکا تدبیر سے بنے کیا کام — جسکا بگڑا ہوا مقدر ہو
ایک ہم ہیں کہ ہیں بُرے سب سے — ایک تم ہو کہ سب سے بہتر ہو
جب میں جانوں کہ سوئے چین سے تم — شب غم نالہ میرے لب پر ہو
فیصلہ وصل و ہجر کا ٹھہرے — جس گھڑی ہم ہوں تم ہو خنجر ہو
جان یوں تو قضا بھی لیتی ہے — دل اُسے دوں جو تمسا دلبر ہو
تیرا دیدار چاہتے ہیں ہم — کون کہتا ہے یہ کہ محشر ہو
جان دیتے مگر نہ دل دیتے — کیا خبر تھی کہ تم ستمگر ہو
ہجر معشوق اور پھر جینا — اس سے مرجائیں ہم تو بہتر ہو
ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہیں آہیں — سچ ہے کوئی نہ گھر سے بے گھر ہو
موت اُسوقت کی بہت اچھی — اُن کے زانو پہ جب مرا سر ہو

آدمی ہوا ہی کے ہاتھون تنگ
دل نہ پہلو مین ہو تو بہتر ہو

دوست دشمن کو جو نہ پہچانے
اُسکے دل مین کسیکا کیا گھر ہو

دل بیتاب آج یون ٹھہرا
جیسے ٹھنڈا کوئی تڑپ کر ہو

آسمان و زمین سے کیا مطلب
تیرے در پر ہمارا بستر ہو

غیر سے پھول کی ہے فرمایش
دل کے لینے کا ایسا تیور ہو

ان حسینون پہ جان دے وہ ضیا
زندگی اپنی جسکو دوبھر ہو

خدا کی ذات سے امید یہ نہ تھی مجھکو
کہ چین دیگا نہین اور بیکلی مجھکو

ملا تو کیجئے مجھسے کبھی کبھی صاحب
پھرا رہی ہے یہ حسرت گلی گلی مجھکو

سمجھ گئے ہین اگر مدعائے خاموشی
کچھ اور بھی وہ سنائین بُری بھلی مجھکو

کسیکو دے جو کوئی دل تو دیکھ بھال کے دے
ہزار حیف نہ سوجھی یہ پہیلی ہی مجھکو

شب فراق پکارون کسے خدا کے سوا
کہ مارے ڈالتی ہے میری بیکلی مجھکو

مزا ہے جب کہ وہ جلوہ دکھاکے ہوش مین لائین
الٰہی پہلی ہی آجائے بیخودی مجھکو

نہ کرنا آہ کہین بزم مین جو بیٹھا ہے
اشارہ کرتی ہے یہ اُنکی نازکی مجھکو

خدا کیواسطے کھوتا ہے وقت کیون اے شیخ
تو اپنی راہ لے کرنے دے میکشی مجھکو

شب فراق بھی کہتی ہے موت آئے تجھے
دکھا رہی ہے یہ دن اُنکی عاشقی مجھکو

زمین کوچۂ جانان سے دل نہین ہٹتا
ملا رہی ہے یہ مٹی مین جیتے جی مجھکو

مین غیر ہی کی طرح اُنکی بزم مین جاتا
یونہین سہی وہ سمجھ لیتے غیر ہی مجھکو

شب فراق کی گھڑیان ہوئین قیامت کی
پہاڑ ہو گئی دو دن کی زندگی مجھکو

مین کہہ رہا ہون کہ دل پس گیا مرا کیونکر
دکھا رہے ہین وہ مہندی لسی ہوئی مجھکو

کہانکی حور کہانکا بہشت اے واعظ
دکھا رہی ہو عجب سیر میکشی مجھکو

نظر سے اپنی گراؤ نہ اشک کی صورت
بتو خدا نے بنایا ہے آدمی مجھکو

جو چاہتا ہون کہا کچھ ۔ کہا نہین جاتا
بنا رہے دیتی ہو بت اُنکی خامشی مجھکو

ہنسی ہنسی مین تو مین اُنسے دل لگا بیٹھا
رُلا رہی ہو ضیا اب یہ دل لگی مجھکو

لطف جب ہو زخم دل انگور ہو
زخم ہو پھر زخم سے ناسور ہو

نزع مین ہون پھر بھی اتنی دور ہو
تم بھی کیا میری طرح مجبور ہو

ہمسے اُن سے یونہین ہی رسم و راہ
ہونے کو اب جس طرح مشہور ہو

تیرہ بختی اُسکی کیا کہئے جسے
روز روشن بھی شب دیجور ہو

مدعا وہ ہے جسے تم مان لو
بات وہ ہو جو تمہین منظور ہو

مرنا جینا عشق مین دونون محال
میرا دشمن بھی نہ یون مجبور ہو

قصد تو بتخانہ سے کعبہ کا ہے
آگے جو اللہ کو منظور ہو

جسکو چاہے کے خدا دنیا مین عیش
گھر تمہارا خلد ہے تم حور ہو

قدر کے قابل ہو اُسکا اشتیاق
جسکو ہر اک بام کوہ طور ہو

سامنا آئینے سے ٹھہرا اگر
مُنہ پہ کہدیگا کہ تم مغرور ہو

وہ ہمین رنجیدہ خاطر ہین ضیا
جسکو دنیا دیکھکر رنجور ہو

اُس [illegible] مین [illegible] ہون [illegible] گذر کیون ہو
ظالم کو خیال [illegible]

جس رات نہ تو آئی مین جی سے گذر جاؤن
گھٹ گھٹ کے رہے دم کیون مر مر کے سحر کیون ہو

نالے ہون کہ آہین ہون تاثیر بھرے سب ہین
سیدھی بھی ہو اگر قسمت اُلٹا ہی اثر کیون ہو

رونا بھی مرا رونا دامن بھی مرا دامن
سوکھے جو سو کھانے سے پھر اشکون سے تر کیون ہو

پی سامنے واعظ کے یہ سوچ لیا دل مین
اللہ کا ڈر ہوتے انسان کا ڈر کیون ہو

کیا شی ہے لڑکپن بھی۔ اس پر وہ بگڑ بیٹھے
کیون پیار سے یہ پوچھا تم رشک قمر کیون ہو

اتنا بھی نہین کوئی پوچھے جو ضیا ہم سے
کیا دل پہ گذرتی ہے تم خستہ جگر کیون ہو

کوچے سے نکلواتی ہو عبث ہم ایسے وطن آوارونکو
رہنے دو پڑے ہین ایکطرف کچھ دیتے ہو کیون بیچارونکو

چھپ چھپ کے جانا بھی کیا ہوتا ہے جس طرح کبھی دیکھا ہی نہین
یون آنکھین ترستی ہین اپنی اے یار تری نظارونکو

روگی جو تمہارے عشق کے ہین جیتے ہین تمہاری آس پہ وہ
دو چار دنون یہ خدا کیلئے دیکھا تو کرو بیمارونکو

ہمشکل کسی مژگان کے جو تھے تو دل مین ہمارے چبھنا تھا
افسوس کہ اے صحرا جنون چبھنا بھی نہ آیا خارونکو

ہر شہر مین ہے سناٹا سا ہر کوچے مین خاک اُڑتی ہے
جس دن سے تیرے دیوانون نے آباد کیا کہسارونکو

کچھ اشک بہ رنگ شمع کہین آنکھون سے بہانا بیٹھے ہوئے
ہو بزم طرب یا بزم عزا ہے ایک سی غم کے مارونکو

تھوڑی سی رہی ہے رات ضیا کچھ مانگ دعائین خالق سے
بہتر ہے اسی مین ہو جو سحر پھر شام سے گنتا تارون کو

جب مین دل دے ہی چکا ہون دے رسوا مجھکو
تو سمجھ رکھتا ہے ناصح تو نہ سمجھا مجھکو

دل کا آجانا کہین راس نہ آیا مجھکو
جیتے جی رونے لگی میری تمنا مجھکو

کوئی پہلو مین یہ رہ رہ کے صدا دیتا ہے
نیم جان ہون بہت اے درد نہ تڑپا مجھکو

غور سے دیکھنا آفت ہے حسینون کی طرف
ہر ادا کہتی ہے کیون آپ نے دیکھا مجھکو

چٹکیاں لے مرے دل مین کہ پہلو مین رہے
حسن والون مین کوئی چاہیے ایسا مجھکو

اُنکو بیدرد جو کہتا ہون تو فرماتے ہین
دے دے اپنا کوئی دُکھتا سا کلیجا مجھکو

تجھسا معشوق ہو مجھسا ہمہ تن دل عاشق
تو نہین مان گئی تیری تمنا مجھکو

اک فقط درد جگر ہو تو کہا بھی جائے
روگ سو طرح کے سو طرح کی ایذا مجھکو

دیکھا جاتا نہین اغیار کو آتے جاتے
دفن کر دے کوئی اُس کوچہ مین جیتا مجھکو

آدمی ہجر مین گھبرا کے بھی مرجاتا ہے
بیکسی پر بھی ہوا موت کا دھوکا مجھکو

تم نے کاٹی ہو ضیا ہجر کی رات آنکھون مین
اُترا اُترا سا نظر آتا ہے چہرا مجھکو

ہجوم غم مین ٹھکانے لگا دیا دل کو
جگر کی ہوک نے اُٹھکر بٹھا دیا دل کو

کچھ آرزو تو نہ تھی درد عشق سہنے کی
یہ روگ ہائے مرے اللہ کیا دیا دل کو

عجب مزہ ہے مرے چپکے چپکے رونے مین
بھلا ہو اُسکا کہ جسنے دُکھا دیا دل کو

نہ دیکھا یہ کہ ہے تصویر بھی مری اس مین
کسی نے خاک مین لیکر ملا دیا دل کو

نصیب اپنا اور احسان دینے والے کا
ہزار دکھ نہین اک حوصلا دیا دل کو

کہان سے آئین یہ بیتابیان شب فرقت
ارے یہ کسنے تڑپنا سکھا دیا دل کو

ضیا نجھے کہین اب بھی لگی محبت کی
ذرا سی آگ نے بالکل جلا دیا دل کو

یہ جانتے کہ ہنسنے ہین کسی سے رونے کو
تو دل سے پہلے ہی کہدیتے خون ہونے کو

شب فراق ہے رہ رہ کے شور نالۂ دل
ترس گیا ہون اجل پوری نیند سونیکو

وہ نامراد مرا ہون کہ کہ رہا ہے شباب
یہ عمر پائی تھی الفت مین جان کھونیکو

نہ کھٹکون چشم فلک مین نہ مین قبول کرے
مٹا تو ہون ترے کوچہ کی خاک ہونیکو

ہوا جو صدمۂ بیچارگی سے دل پانی
رہا نہ وہ بھی کلیجے کا داغ دھونیکو

عجب نہین کہ شب ہجر جی بہلجاے
جگر ہے دکھنے کو دل بیقرار ہونیکو

گمان تھا کہ رہیگا تمھارے آنچل مین
نہ جانتے تھے کہ دل لے رہے ہو کھونیکو

کسی نے بزم مین اپنی جگہ نہ دی افسوس
جہان مین آہ ہم آئے تھے خوار ہونیکو

ضیا فلک نے تمھین شام سے نہ سونے دیا
سحر قریب ہے اب کیا چلے ہو سونے کو

ردیف ہاے ہوز

فلک ستائے ہوؤن کا نہ حال پوچھو کچھ
نہین بیان کے قابل گذرتی ہے جو کچھ

عدو کو غم مین ہے چپ یہ بات کونسی ہے
مرے ستانے کی ترکیب اور سوچو کچھ

تمھارے چاہنے والونکا زخم دل ہو نہین
جو کہ رہے ہو رقیبون سے اسکو چھیڑو کچھ

چلا ہے کوچۂ الفت مین ٹھوکرین کھانے
مرے عوض مرے دلکو تمھین سمجھا دو کچھ

یہ کیا کہ وصل کی شب خامشی مین کٹتی ہے
تم اپنی کہتے نہین تو ہمین سے پوچھو کچھ

مین دل سا مال تمھین اک ادا پہ دیتا ہون
اٹھا لو چپکے سے اچھا برا نہ دیکھو کچھ

بھلا ہوا یہ کہ تم دیکھنے نہین آئے
شب فراق کی بیتابیان نہ پوچھو کچھ

مین داد چاہتا ہون اور وہ یہ کہتے ہین
خدا کرے تری فریاد مین اثر ہو کچھ

تمھارے وصل کی امید پر جیین کب تک
خموشیون مین نہ ٹالو زبان سے کہدو کچھ

جگر جلاتی ہے کیا کیا لگی محبت کی
اسے تو یار ہمارے ہی دل سے پوچھو کچھ

مین کچھ نہین ہون تو کیا بندۂ خدا بھی نہین
تو تم اتنا تو سمجھو اگر نہ سمجھو کچھ

سوالِ وصل کیا ہی جو غیر نے تم سے
ابھی زبان نہ دو مجھسے پہلے سُنلو کچھ

ضیا اگر ہے تمھین شوخیِ کلام کی دھن
ابھی محاورے اہل زبان کے سیکھو کچھ

دل کو جو کچھ کہو بُرا ہے یہ
مین نہین تمکو چاہتا ہے یہ

زلف دکھلاتے ہین مجھے یعنی
اس سے ڈرئے بُری بلا ہے یہ

مارڈالا تری خموشی نے
کچھ تو کہہ کونسی ادا ہے یہ

قابل دید حسن اُس کا ہے
مین نے دیکھا نہین سُنا ہے یہ

کچھ نہ سمجھے مجھے مگر اتنا
کہ کوئی بندۂ خدا ہے یہ

دیکھین ہم پر ہے کیا گمان اُنکا
کوئی کہدے کہ بیوفا ہے یہ

کہ رہی ہے یہ دل کی بیتابی
کہ مرا اور دو آشنا ہے یہ

دل جو لیتے ہو لو مگر سن لو
پہلے درجے کا بے کہا ہے یہ

اپنا مطلب کہا نہین جاتا
تم سمجھ جاؤ مدعا ہے یہ

دل مین رہنے کو کہتے ہین کہئے
بات بیجا ہے یا بجا ہے یہ

پوچھ لو حال کچھ ضیا کا بھی
تم پہ سو جان سے فدا ہے

ردیف یائے تحتانی

کوئی جانانگی جو خاک ای حور عین آنکھون مین ہے
مین سمجھتا ہون کہ جنت کی زمین آنکھون مین ہے

نور بنکر آجکل اک مہ جبین آنکھون مین ہے
اسلئے کوئی سماتا ہی نہین آنکھون مین ہے

ان حسینانِ جہاں پر کیا مین ڈالون گا نظر
اک زمانے سے کوئی پردہ نشین آنکھون مین ہے

جلوہ گر بھی ہو تو کیا مجھکو نظر آئے وہ ماہ
شکل پردہ دودِ آہِ آتشین آنکھون مین ہے

جسکو دیکھا مرغ بسمل اُسکو دم بھر مین کیا
ہے نگہ اُنکی کہ تیر دلنشین آنکھون مین ہے

تیری غم مین روتی روتی آبلون سے کم نہین
شکل نشتر آج تار آستین آنکھون مین ہے

کس طرح ہو گی نگاہِ لطف عاشق پر کبھی
جب حجاب اتنا کسیکی شرمگین آنکھون مین ہے

اسقدر اس شوخ کا مجھکو تصور ہے مدام
دل مین رہتا ہے کبھی وہ مہ جبین آنکھون مین ہے

آنکھ اُٹھا کر کیون نہین تم دیکھتے ہو صبح وصل
اسقدر شرم و حیا کیون شرمگین آنکھون مین ہے

اک اشارے مین کوئی بیجان کوئی بسمل ہوا
کیا اثر اے شوخ تیری سُرمگین آنکھون مین ہے

قاف مین پریان ہین حورین ہین بہشتون مین مجل
کس قیامت کی ادا اے نازنین آنکھون مین ہے

شوق ہے دلکو یہان مٹکے ہم ہو جائین خاک
گڑ گئی اب اُسکی کوچے کی زمین آنکھون مین ہے

ڈھلگیا منکا ترے غم مین مریضِ عشق کا
دم لبون پر ہے نگاہِ واپسین آنکھون مین ہے

شوخی و ناز و ادا انداز سب موجود ہین
اک مروت ہی نہین اُن سُرمگین آنکھون مین ہے

کیون وہ نظرون مین سماتے ہین کسیکی اے ضیا
انکار رہنا جبکہ ممکن ہی نہین آنکھون مین ہے

اک لحظہ غمِ ہجر مین دل شاد نہین ہے
نالے نہین لب پر ہین کہ فریاد نہین ہے

کافر نہین وہ بت ہے کہ جلاد نہین ہے
بیرحم نہین یا ستم ایجاد نہین ہے

ہے کون سا ویرانہ جو آباد نہین ہے
مجنون نہین صحرا مین کہ فرہاد نہین ہے

ظلم و ستم و جور و جفا وصل سے انکار
عاشق کیلئے کونسی بیداد نہین ہے

دھوکا تو نہین بلبلِ شیدا کو دیا ہے
کیا بات ہے گلشن مین جو صیاد نہین ہے

کیون طفلِ ستمگر ہی کو بدنام کرتے ہین
کیا پیر فلک ظلم کی بنیاد نہین ہے

کیا چین ملے بلبل شیدا کو چمن مین
گلچین نہیں موجود کہ صیاد نہیں ہے

بل ابروؤن کے مجھکو دکھاتا ہی جو قاتل
کیا مجھپہ روان خنجر بیداد نہیں ہے

کیون سرو جوانی پر اکڑتا ہے چمن مین
کیا اور کوئی غیرت شمشاد نہیں ہے

تھا نام کو اُسکا بھی پتا اب نہیں ملتا
پہلو مین تو وہ بھی دل ناشاد نہیں ہے

کیا خوف ضیا ہو نہ مجھے کیون بزم سخن مین
ہر شعر پر استاد کا کیا صاد نہین ہی

آتش دل کی ہمارے اسقدر ہونے لگی
خود طبیعت یار کی مائل ادھر ہونے لگی

کچھ نہ مطلب اپنا بر آیا سحر ہونے لگی
پھر جدائی تجھسے اے رشک قمر ہونے لگی

دل بھی گھبرایا کسیکا چشم تر ہونے لگی
اب ہماری آہ بھی کیا پر اثر ہونے لگی

اور ہونا تھا زیادہ یار کے پیش نظر
کیون ہی اب تجھمین اے درد جگر ہونے لگی

ڈھونڈھنے لیلی کو مجنون دشت جب جانے لگا
آگے آگے اوسکی الفت راہبر ہونے لگی

چل نہین سکتے تھے خود رنگ حنا کے بار سے
سایۂ گیسو سے اب دوہری کمر ہونے لگی

کچھ نہ پوچھو میری حیرانی پریشانی کا حال
اب تو یاد زلف و رخ شام و سحر ہونے لگی

یہ دل پر داغ سینے مین ہوا جلکر کباب
ہجر مین جب شدت سوز جگر ہونے لگی

روزن دیوار سے وہ جھانک لیتے ہین ضیا
اب تو مجھپر بھی عنایت کی نظر ہونے لگی

بدست ترک یا تری چشم سیاہ ہے
دل چھد گیا غضب کی ترچھی نگاہ ہی

پہلی سی ہی نظر نہ وہ مجھپر نگاہ ہے
کہئے تو کس سے اپنے اب رسم و راہ ہی

کچھ دین سے غرض ہی نہ دنیا کی چاہ ہے
اُسکا گدا ہون مین جو دو عالم کا شاہ ہی

آنکھیں لڑا کے آتے ہیں اغیار سے حضور
فرمائیے یہ کس لیے نیچی نگاہ ہے

شام شب فراق ہے یا زلف پرشکن
کالی بلا ہے یا کوئی مار سیاہ ہے

کرتی ہے کام تیر کا دل کی مناؤ خیر
کہدیتے ہیں تو کہ یہ عاشق کی آہ ہے

کیا پوچھتے ہو حال تجاہل سے بار بار
تم پر عیاں ہے دل سے اگر دل کو راہ ہے

کچھ اور ہی ہیں یار کے انداز آج کل
پہلا سا ارتباط نہ وہ رسم و راہ ہے

اللہ رے یہ جذبۂ تاثیر حسن و عشق
تھامے ہوئے وہ دل ہیں ابھی لب پہ آہ ہے

خون اسکا کیجئے کہ بلا میں پھنسائے
دل کے سوا نہ اور کسیکا گناہ ہے

نالے مرے ہیں کوند رہی ہیں جو بجلیاں
دل کا دھواں ہے آج جو ابر سیاہ ہے

بے طرح بگڑے بیٹھے ہیں وہ بزم غیر میں
تیوری بھی ہے چڑھی ہوئی ترچھی نگاہ ہے

شیخ آرزوے حور میں مرتا ہے رات دن
ہم نے جو دل کسی سے لگایا گناہ ہے

شام شب فراق جو چھائی ہے تیرگی
ہے دود دل کسیکا کہ بخت سیاہ ہے

قاتل کی میرے حشر میں حالت نہ پوچھئے
جدھر ہوئی پکار کوئی داد خواہ ہے

پہلو میں آکے بیٹھے ہیں نیت ہے اور کچھ
کیا جانے انکی اندنوں کیسی نگاہ ہے

کیا ہی مزے کی تو نے غزل لکھی ہے ضیا
ہر ایک کی زبان پر اب واہ واہ ہے

مبارک سیر ہو رضوان تجھے گلزار جنت کی
مری آنکھوں میں پھرتی ہے گلی اک حور طلعت کی

اگر وہ شوخ فتنہ ہے تو چال اسکی ہے آفت کی
غضب انداز ہیں اسکی ادائیں ہیں قیامت کی

کچھ ایسی شام ہوتی ہے شدت درد فرقت کی
تڑپ کر رات کٹتی ہے نہ پوچھو کس اذیت کی

جو میں نے راہ میں انسے نہ ملنے کی شکایت کی
تو بولے کیا کروں عادت نہیں صاحب سلامت کی

قصور سین ہی کیا دل کا خطا کیا ہی طبیعت کی — کسے الفت نہیں ہوتی جہاں میں اچھی صورت کی

جو عکس چہرۂ تاباں پڑا اُس ماہ پیکر کا — ہوا سکتے میں آئینہ بنا تصویر حیرت کی

کسیکی صورت نے بیا ہی نقش ای حضرت واعظ — نہیں مٹ سکتی لوحِ دل سے یہ تحریر الفت کی

پسِ مردن بھی مثلِ ماہ داغ دل رہا روشن — ضرورت تیرے کشتونکو ہوئی کب شمع تربت کی

نہ ٹہلو اب خدا کیواسطے گور غریباں میں — ابھی دو ہی قدم چلکر پیا تم نے قیامت کی

ہماری ہی طرف سے غیر کے گھر روز جاتے ہو — کشش اکدن دکھا دیگی تمہیں ہم جذبۂ الفت کی

پس مردن بھی مجھ بیکس سے ہی دل میں غبار انکو — کیا کرتی ہیں اب برباد اُڑا کر خاک تربت کی

نہ دی ناز و ادا نے انکو رخصت وصل کی شب بھی — کبھی بگڑی کبھی روٹھی کبھی بیکار حجت کی

اُٹھے پہلو سے وہ میری تو اک فتنہ کیا برپا — یہ کیا معلوم تھا چلکر خبر لینگے قیامت کی

میں رو دیتا ہوں دل بیتاب ہو جاتا ہی گلشن میں — حکایت جب میں سن لیتا ہوں بلبل سے مصیبت کی

ضیا پوچھونگا محشر میں دکھا کر داغ دل اپنا
حرارت بجھگئی کیوں آج خورشید قیامت کی

دل سے دلکو جو نہیں راہ محبت کیا ہے — یہی باتیں ہیں تو پھر وصل کی صورت کیا ہے

وہ کریں مجھپہ جفا اسکی شکایت کیا ہے — بیوفا جو ہیں وہ کیا جانیں محبت کیا ہے

ہمسری کرتا ہو اُس سے یہ قیامت کیا ہے — سرو کو قامتِ دلدار سے نسبت کیا ہے

آئینہ دیکھنا اب چھوڑ کے چپ بیٹھے ہیں — ہے سکتہ پڑا انہیں دیکھئے حیرت کیا ہے

نام یوں لوگوں سے دنیا میں سنا کرتا ہوں — دیکھوں آنکھوں سے تو معلوم ہو جنت کیا ہے

جو گذرتی ہے دلِ زار سے پوچھے کوئی — کیا کہوں میں شب فرقت کی مصیبت کیا ہے

مجمع غیر میں رہتا ہی جو میں جاتا ہوں — ہائے کمبخت یہ محرومیِ قسمت کیا ہے

نہین معلوم کہ ہی وصل کا یا ہجر کا دن
ابھی کیونکر مین کہون روز قیامت کیا ہی

اُسنے کس پاس سے یہ گور غریبان مین کہا
ہای کس نیند مین سوتی ہین یہ غفلت کیا ہی

ہنستے ہین بولتے ہین ناز و ادا کرتی ہین
پُتلے مٹی کے تو ہین دیکھیے قدرت کیا ہی

دیکھیے جسکو وہ ہے طالب نظارہ ضیا
ان بتونکی بھی خداداد یہ صورت کیا ہے

وہ بت خدا نہین ہی ہان قدرت خدا ہے
اسکے سوا جو سمجھے بندے کی یہ خطا ہے

تمسا جہان مین خوش رو کیا کوئی دوسرا ہے
لو دیکھو اپنی صورت موجود آئینا ہے

جلوہ عیان ہی لیکن آنکھون سے وہ چھپا ہی
کھلتا نہین ہی پردہ کیا جانے بھید کیا ہے

دو ہی قدم چلے وہ اک تہلکہ مچا ہے
فتنہ کہین اُٹھا ہی محشر کہین بپا ہے

آنکھون مین اسکے رہیے یا دل مین آکے رہیے
وہ گھر بھی آپکا ہی یہ گھر بھی آپ کا ہے

پھر خط مجھے دکھانا پہلے بتا یہ قاصد
اُسنے لکھا ہی اسکو یا غیر نے لکھا ہے

افسوس اپنے ہاتھون دل اپنا کھو کے بیٹھے
سوچے نہ پیشتر ہم انجام عشق کیا ہے

کام آئی چشم باطن دیکھا عجب تماشا
جو بے نشان ہی بالکل وہ دل مین آچھپا ہے

میزان عدل مین اب ایجان تو لیے تو
بڑھکر مری وفا ہی یا آپ کی جفا ہے

صدمے مصیبتون کے سہتا ہون مین جو یارب
کیا جانے اور کوئی کچھ تو ہی جانتا ہے

سنکر سوال بوسہ بجاتے ہین جو دو بت
مجھکو بتائے کوئی اسکا جواب کیا ہے

ہوتے ہین ایسے عاشق نام اسکا ہی محبت
کہتے ہین باوفا ہم گو کوئی بیوفا ہے

انجان ہو کے مجھسے وہ آج پوچھتے ہین
تو مر رہا ہی کسپر دل کسپر آگیا ہے

کہتا ہی ابتو وہ بت کیون جائین ہم یہان سے
دل تو خدا کا گھر ہی اسمین کسیکا کیا ہے

مرمٹنے کی خوشی تھی آخر کو مر مٹے ہم
برباد کر چلے وہ اب انکی جی مین کیا ہی

روکر کسیکا کہنا مجھسے یہ نزع کیوقت
کردو معاف جسکا جو کچھ مری خطا ہی

رخ سے نقاب الٹکر کیا ہی جو کہ رہے ہین
آنکھون سے بھی وہ دیکھو کانون سے جو سنا ہی

احسان نامہ بر کا کیون لینگے اپنے سر پر
ظاہر مین ہم وہ دو ہین دلسے تو دل ملا ہی

چلکر ضیا کے شامل دیکھو تو باغ مین تم
آج آسمان پہ چھائی کس رنگ کی گھٹا ہی

شب کو وہ آکے زلف معنبر سونگھا گئے
سوتے مین ایک خواب پریشان دکھا گئے

اک خامشی مین لاکھ بلا ٹالدینگے ہم
اچھی وہ دل مین ٹھان کے پیش خدا گئے

ساقی نہ ہمسے پوچھ حساب و کتاب کچھ
جتنی ہمارے سامنے آئی چڑھا گئے

آؤ ادھر نہ جاؤ رقیبون کی بات پر
نادان جانکر وہ تمہین کچھ سکھا گئے

مٹکر ہوئے جو خاک تو اتنا ہوا ضیا
بنکر غبار آنکھون مین انکی سما گئے

اسکا کیا ذکر ہی اے جان کہ محبت نرہے
بات عاشق سے کرو وہ کہ کدورت نرہے

غیر کا اور ہمارا ہی ترے ہاتھ انصاف
اُس سے الفت نہ رہی ہمسے عداوت نرہے

نہین معلوم یہ کس بات پر آج اُسنے کہا
چار دن کی ہی عجب کیا جو محبت نرہے

وہ کوئی بات نہین وہ کوئی مضمون نہین
جسمین پہرون سے مرا اُس شوخ کی حجت نرہے

فیصلہ اُنکا مرا ہی جو خدا کو منظور
غیر کوئی سرِ میدانِ قیامت نرہے

کیون گرفتار محبت ہون کسیکے یارب
اس سے بہتر ہی کہ یہ دل تہ طبیعت نرہے

سوچتے کیا ہین مٹا ڈالئے تربت بھی آج
آپکے دل مین کسیطرح کدورت نرہے

لاکھ وہ حشر کے دن جلوہ دکھائین اپنا
یہ تو ممکن نہین پھر دید کی حسرت نرہے

راہ میدان قیامت کی ہو چلنا مشکل
حشر تک ساتھ جو میری مری وحشت نرہے

یہ حسین اپنی نظر سے جو گرادین اسکو
قابلِ دید پھر آئینہ کی صورت نرہے

وصل مین پاس بلاتی ہین تو آتے بھی نہین
اور پھر کہتے ہین باقی کوئی حسرت نرہے

غیر کو کہتے ہین دیکھو اُو ذرا کوچہ مین
آپکی ہے یہی خواہش مری تربت نرہے

آئے ہو تم تو یہ جھگڑا ابھی چکاتے جاؤ
آج یا ہم نہ رہین یا شبِ فرقت نرہے

ملتے ہین آپ تو صاف آئینہ سان ہمسے ملین
نام کیواسطے بھی دل مین کدورت نرہے

اک یہی بات شب وصل کی ہے یاد ضیا
لاکھ سمجھایا کئے وہ کسی صورت نرہے

ڈھونڈھتے تمکو تو ہم دل ہی مین پایا کرتے
آنکھین ہو جاتین تو گھر بیٹھے نظارا کرتے

لاکھ وہ طالب دیدار سے پردا کرتے
دیکھنے والے کسی شکل سے دیکھا کرتے

کاش ہم وصل کی انکے نہ تمنا کرتے
عمر کیون ہوتی بسر ہجر مین نالا کرتے

جانتے ہم کہ وہ اس سے بھی خفا ہوتے ہین
سامنے اُنکے نکچھ چرخ کا شکوا کرتے

جب تڑپنے کا مزا تھا شب فرقت ایدل
اپنی آنکھون سے وہ بیٹھے ہوئے دیکھا کرتے

بدگمانی مری مجھسے شب وعدہ بولی
شرم آتی ہے اُنھین غیر سے حیلا کرتے

حشر کے دن بھی سلے تو یہ کہا پچھتا کر
کاش ہم اور کسی روز کا وعدا کرتے

چوٹ کھا کر وہ چلے جاینگے اغیار کے گھر
یہ اگر جانتے ہم کس لئے نالا کرتے

ہر قدم پر ہوئی جاتی ہے قیامت پامال
آتے ہین حشر مین بھی حشر وہ برپا کرتے

آج اندھیر کرینگے وہ نکل کر شب کو
شام سے دیکھتے ہین آنکھو نمین سُرما کرتے

یون نہ بدنام کبھی عشق مین ہوتے ہرگز
ای ضیا آپ کسیکا بھی جو کہنا کرتے

یہ کون کہتا ہی سُننے کی اُنکو تاب نہ تھی — ہماری بات مگر قابلِ جواب نہ تھی
کسی کی آنکھ مین کچھ قدرِ آفتاب نہ تھی — حضور کے رخِ روشن پہ جب نقاب نہ تھی
وہ آنکھ اُٹھا کے شبِ وصل دیکھ لیتے مجھے — نگاہِ ناز مگر ایسی بے حجاب نہ تھی
مٹا جو بحرِ جہان مین ایک ہی پل مین — تو کیا تھی پھر مری ہستی اگر حباب نہ تھی
جب اُسکو پی چکے واعظ تو مجھسے کہتے ہین — وہ مُہر شیشہ مین رکھی ہوئی شراب نہ تھی
لگایا مین نے جو مُنہ کیا اُسیکا بدلا ہے — تمہاری پہلے تو ایسی زبان خراب نہ تھی
دیا جو غیر کو اُسے حنائی ہاتھون سے — وہ خون عاشقِ بیکس کا تھا شراب نہ تھی
خجل کرائیگا پیری مین تو جوانون سے — امید تجھسے مجھے ایسی ای شباب نہ تھی
جو دل سے آ کے مری آہ رہگئی لب تک — تو بات اصل مین یہ ہی کہ کامیاب نہ تھی
یہ کون وصل مین کہتا ہی آج پینے کو — مجھے تو ہجر مین کل غیبتِ شراب نہ تھی
کسی سے مانگ کے پڑھ لیتے آپ ای واعظ — تمہارے پاس اگر عشق کی کتاب نہ تھی
عوض شراب کے پیتے تھے اشک محفل مین — جو دل جلے تھے اُنہین رغبتِ کباب نہ تھی

جو کوئی راہ مین ملتا ہی پوچھتا ہی ضیا
کبھی تو ایسی تری حالت خراب نہ تھی

مر گیا مین آپکے انکار سے — دم مین دم بھی تھا تو کچھ اقرار سے
پہلے سر کاٹو مرا تلوار سے — عید ملنے جاؤ پھر اغیار سے
زلف پھر سر کی اجی رخسار سے — آؤ پھر لیلون بلائین پیار سے

آرزوئین حسرتین کس کام کی
نا امیدی جب ہے وصل یار سے

ہو قفس سے جس طرح بلبل رہا
روح یون نکلیگی جسم زار سے

کون روز حشر تک بیٹھا رہے
باز آئے حسرت دیدار سے

غیر کی صورت نہ دکھلائے خدا
رہتا ہے آنکھون کو کھٹکا خار سے

کہدو منہ پھیرے ہے خورشید ادھر
زلف کچھ سرکی ہے روئے یار سے

یا مرے دل مین ہو یا آنکھ مین
دو ہی گھر خالی ہین کل اغیار سے

پھر کے دیکھون ایسا مین وحشی نہین
چاک دامن لاکھ الجھے خار سے

منہ سے نکلی تھی نہ جبتک اپنی تھی
بات انکی ہو گئی اظہار سے

پہلے منہ بنوائے اپنا آئینہ
پھر مقابل ہو وہ روئے یار سے

آنکھ ابھی جھپکی ہے اہل قبر کی
کہدو تم پازیب کی جھنکار سے

کچھ تسلی یاس کچھ دلکو رہی
جھوٹے سچے آپکے اقرار سے

غیر کے گھر بھی کبھی جاتے نہین
اتنا پردہ طالب دیدار سے

قتل کر ڈالا ہمین دو بات مین
بڑھ کے ہے انکی زبان تلوار سے

خواہ دنیا مین ہو یا محشر مین ہو
آنکھین روشن ہین ترے دیدار سے

کی وفا کے بعد یہ کیسی جفا
مجھسے مل کر تم ملے اغیار سے

زرد چہرہ ہو گیا ہے اے ضیا
کچھ نظر آتے ہو تم بیمار سے

نہین اپنی خبر کچھ بھی جوانی جب سے آئی ہے
شراب بیخودی اسنے تمہین کیسی پلائی ہے

پریشان زلف کی صورت وہی رخ پہ چھائی ہے
شب ہجران صف ماتم سے کسکے اٹھکے آئی ہے

نہین کہتے ہو منہ سے دلمین شوقِ خود نمائی ہے — اسی پردہ سے تو ظاہر تمہاری پارسائی ہے
مصیبت ہجر کی وہ ناتوانی مین اُٹھائی ہے — کہ اُس گل کی نزاکت آفرین کہنے کو آئی ہے
جو کچھ شکوہ کرون اُسکا تو اپنی ہی بُرائی ہے — بگڑ بیٹھے ہین وہ مجھسے رقیبونکی بن آئی ہے
وصالِ یار کی لذت شبِ فرقت بھی پائی ہے — تصور جب کیا تو کچھ نہین اُسکی جُدائی ہے
سیاہی نے کفِ جانان سی کہانسے اسمین آئی ہے — شبِ فرقت کی تاریکی سیہ خانے مین چھائی ہے
مرے حسرت زدہ دلکو تسلی کون دے آکر — خیالِ یار نے بھی پاؤن مین مہندی لگائی ہے
کسے کہتے ہین کاجل اور سُرمہ کیسا آنکھون مین — حضور اہلِ بینش سب یہ طرزِ دلربائی ہے
رقیبون سے ملو تم اور یہ ہو ساتھ عاشق کی — اجی تم سے کہین اچھی تمہاری بیوفائی ہے
جو لکھا تھا وہ پیش آیا خطون کا کیا جواب آیا — ہزارون بار مین نے اپنی قسمت آزمائی ہے
دکھانیکو مرا دل آئینہ رکھکر وہ کہتے ہین — کہ دیکھو اس سے ہم سے مدتونکی آشنائی ہے
نکالا اُسنے گھونگھٹ جب ہوا مین طالبِ سہ — حیا کمبخت بھی آنکھون مین کس موقع پر آئی ہے
خیالِ گیسوئے جانان کا مجھکو شیفتہ پاکر — شبِ فرقت کی تاریکی نیا کچھ رنگ لائی ہے
اگر اے واعظو تم آنکھ والے ہو حقیقت مین — بتونکی شکل سے دیکھو عیان شانِ خدائی ہے
وہی چھلبل ہے چھلبل دے پری مجھمین جو پائے ہین — وہی شوخی ہے شوخی جو تری آنکھون مین چھائی ہے
خرامِ ناز سے تربت مٹاتے ہین وہ عاشق کی — قیامت کیون یہان پر ٹھوکرین کھانیکو آئی ہے
تمہارے دامِ گیسو بھی اجی پھندے بلا کے ہین — پھنسا جو طائرِ دل اُسکی پھر مشکل رہائی ہے
تمنائے وصالِ یار اب دل سے ذرا نکلے — بہت رو رو نپہ روزِ حشر کی صورت دکھائی ہے
کری بیمارِ غم پرہیز کب تک آہ و نالہ سے — بہت گھبرا گیا ہے دم لبونپر جان آئی ہے
جلا کر خاک کر ڈالا ہمارے خانۂ دل کو — خیالِ دستِ رنگین نے تو آگ ایسی لگائی ہے

شبِ فرقت کی پوچھے قدر کوئی میری آنکھون سے
کہ عکسِ زلفِ جانان اُنکی نظرون مین سمائی ہے

سوالِ وصل سُنکر غیر سے شرماے ہو کیون
ہمین چپکے سے کہدو جو تمہارے دلمین آئی ہے

نکل جائینگے میدانِ قیامت سے بھی کچھ آگے
ترے دیوانۂ گیسو کے دل مین کچھ سمائی ہے

کڑی آنکھین دکھانا اور پھر ایجان غیرون مین
بتاؤ تو نہین کچھ میرے دل نے کیسی چوٹ کھائی ہے

تمہارے کہنے پر سے کہتے ہین باور ہو نہو صاحب
بہت غیرون نے جھوٹی سچی ہم سے بھی لگائی ہے

ضیا اب دل جلا جو ہے کسی خورشید طلعت کا
گھٹا یہ اُسکے دودِ آہ کی گردون پہ چھائی ہے

کہنے کو تو سب کہتے ہین کیا تیری ادا ہے
کب جاے کہین دلمین تو پھر تیر قضا ہے

وہ لاکھ کرین ظلم و ستم تجھ پہ تو کیا ہے
ہر دم دلِ ناشاد کو اُمید وفا ہے

دکھ درد مرا سُنکے اُنہین رحم کب آیا
چُپکے سے یہ کہہ اُٹھے ہان سچ ہے بجا ہے

مانا مری فریاد و فغان کچھ نہین صاحب
پھر ظلم و ستم آپ کا بتلایئے کیا ہے

ہم سات سلام آج سے کرتے ہین بتون کو
ان کی یہ رکھائی ہے تو بندے کا خدا ہے

دردِ دلِ بیتاب کو پوچھو نہ مری جان
پہلو مین جو تم آئے ہو کچھ اور سوا ہے

اغیار کو چاہو ہمین جھوٹون بھی نہ پوچھو
کیا خوب یہی سچی محبت کا صلا ہے

ہنسنے کی خوشی کیا تجھے مٹجانیکا کیا غم
ہستی مری جب صورتِ نقشِ کفِ پا ہے

رونا تو اسیکا ہے کہ تم سُن نہین سکتے
وہ نالۂ دل کی مرے پُر درد صدا ہے

کرنا نہ کہین خونِ تمنا مرے دل کا
پامال جو کرتا ہو یہی برگِ حنا ہے

کوئی نہین ظلم و ستم و جور کے قابل
وہ کہتے ہین لاکھون مین اگر ہے تو ضیا ہے

قسمت کا بھی نہ اپنے کسی سے گلا کرے | بے بس جو ہر طرح ہو بتاؤ وہ کیا کرے
آفت ہین پیچ اس قد و قامت پہ زلف کے | کچھ اور اگر بڑھے تو قیامت بپا کرے
کس کو کہون کہ دیدے مجھے زہر ہجر مین | اتنا اگر کرے تو وہی بیوفا کرے
دنیا مین اُس سے بڑھکے کوئی سنگدل نہین | جو ہم سے غمزدونکی کہانی سُنا کرے
جنت سے حور آ نہین سکتی یہان کبھی | تسبیح پر ہزار کوئی کچھ پڑھا کرے
سُنکر مرا سوال نہ کچھ بھی جواب دو | تم حشر مین بھی یو نہین بنو بُت خدا کرے
مجھکو تو ظلم سہنے کی اب دلمین ٹھن گئی | اُسکو بھی ہے قسم جو تغافل فزا کرے
لازم ہے آدمی کو سُنے آدمی کی بات | کیا کہیے اُسکو جو نہ کسیکا کہا کرے
اتنا وہ بولے رحم جو کچھ مجھپہ آگیا | دشمن کا بھی کسیکے نہ یہ دن خدا کرے
دل مین تو سیکڑون ہین تمنائین حسرتین | کس کس کی کوئی یار اب التجا کرے
اُنکو غرض نہین کہ ٹھہر جائین دو گھڑی | بیتاب اسمین کوئی جو ہو تو ہوا کرے
سوز نہان جو کہیے ظاہر تو کہتے ہین | حاسد جو ہو کسیکا وہ دلمین جلا کرے
یون دوستی کا دم تو سبھی بھرتے ہین مگر | انسان وہی جو حق محبت ادا کرے
جس بت کے عشق مین مری حالت تباہ ہے | یو نہین سہی وہ کچھ مرے حق مین دعا کرے
محفل مین آپکا وہی پہلو نشین بھی ہو | جو گالیان رقیب کی چُپکا سُنا کرے
مین تو تڑپ تڑپ کے شب ہجر کاٹتا | یہ حکم بھی اُنہین کا ہو تارے گنا کرے

شکوہ ہو اُن کے وصل کا بیکار اے ضیا
قسمت ہی مین نہین تو کوئی اسکو کیا کرے

خبردار اے دل کہان ہی کدھر ہے | تری تاک مین کوئی دزد نظر ہے

کٹی وصل کی شب یہ وقت سحر ہے
کسیکا ہے دامن مری چشم تر ہے

اگر آہ و نالہ مین میرے اثر ہے
تو کیون اُن کا پتھر سا دل ہی جگر ہے

عجب حال شہر خموشان کا دیکھا
کسی کی کسیکو نہین کچھ خبر ہے

ہین محشر مین سب مجھ و یدایک بُت کے
کسی کو کسیکی نہین کچھ خبر ہے

رقیبون سے ملنا ملاقات رکھنا
یہی سب تو ایجان عدوات کا گھر ہے

یہ قاصد نے کہکر مجھے مار ڈالا
کہ جو حال ادھر ہی وہی حال ودھر ہے

چُرایا مرے دل کو دزد حنا نے
گواہ اسکی ایجان تمہاری نظر ہے

نہ حسرت رہی گی نہ ارمان رہے گا
رہو دل مین اگر تمہارا یہ گھر ہے

ضرور ایک دن قدر ہو گی ہماری
محبت تمہین بھی کسیکی اگر ہے

خدا جانے کیا حال ہو گا کسیکا
ہمین اپنی ہی جب نہین کچھ خبر ہے

نہین کچھ محبت مین شکوہ کسی سے
بلا سے وہ ظالم ہے بیداد گر ہے

خبر لیجئے دست بچھئے مڑ کے صاحب
یہ زلف رسا اب وبال کمر ہے

شب ہجر مر مر کے مین نے بسر کی
تمہین بھی کچھ اسکی مری جان خبر ہے

جہان ختم ہو جائے منزل عدم کی
وہین اپنا مسکن وہین اپنا گھر ہے

ضیا ایسا بیٹھے ہو محفل مین چھپکر
کہ سب کہ رہے ہین کہان ہو کدھر ہے

نرگس چشم کا کسنے کہا بیمار مجھے
چھریان دکھلاتی ہی ہر دم نگہ یار مجھے

درد فرقت کا ہوا صفت مین آزار مجھے
اچھے آئے تھے کہ تم کر چلے بیمار مجھے

وحشت دل کے پس مرگ کفن کے بدلے
دھجیان ہو کے ملا دامن کہسار مجھے

کیون خفا ہوتے ہو چومی جو تمہاری تصویر — صاف یہ کیون نہین کہتے کہ کرو پیار مجھے

فصل گل آئے کہین جوشِ جنون تازہ ہو — خار آنکھون مین ہو دامن کا ہر اک تار مجھے

دل تو لیجے دیا جان بھی تم نہین دیتے دو ن — کیا کہیگی یہ کہو حسرتِ دیدار مجھے

اور سنئے کہ وہ کہتے ہین ابھی ظلم سہو — تمنے مشہور کیا ہے جو ستمگار مجھے

بدظنی دیکھئے اُنکی جو مین دیوانہ ہوا — اپنے مطلب کا سمجھنے لگے ہشیار مجھے

تیرے کوچہ کی زمین پاؤن کو زنجیر ہوئی — لے چلی وحشتِ دل جب سوئے کہسار مجھے

دل دیا تھا تو محبت نہ کسیکی دیتا — اُس پہ یارب دئے تونے لب اظہار مجھے

اے ضیا عشق کا آزار ہوا پھر تم کو
ایکے اچھے نظر آتے نہین آثار مجھے

کچھ ایسا عیان ہوتا ہو واعظ کی بیان سے — جیسے چلے آتے ہین ابھی باغ جنان سے

ساتھ آہ کی ہر دم یہ نکلتا ہو زبان سے — کمبخت نظر لڑ گئی کس آفتِ جان سے

کوچہ ترا بھولا نہ مری وہم و گمان سے — جو کوئی ملا پوچھا کہ آتی ہو کہان سے

وہ دیکھتے ہی مجھکو ہوئی آگ بگولا — نکلی تھی کوئی بات ابھی کو نہ زبان سے

فتنہ کہین اُٹھیگا قیامت کہین ہو گی — رفتار سے اُس شوخ کی اس دل کی فغان سے

دکھلا یاترے عشق نے ہستی بھی عدم بھی — ہم کو تو غرض تھی نہ یہان سے نہ وہان سے

بیتابیِ معشوق تو دیکھی نہین جاتی — باز آئے ہم ایسے اثرِ آہ و فغان سے

آنیکا سبب پوچھتے ہو بزم مین ابھی — یہ کیون نہین کہتے کہ چلے جاؤ یہان سے

قاصد یہ بتا دل تو کہین کھو نہین آیا — کچھ اور ٹپکتا ہو تری طرزِ بیان سے

تیوری ہے چڑھی چین بجبین بیٹھے ہو صاحب — جو دل مین ہو وہ کیون نہین کہتے ہو زبان سے

کیا جانے ضیا دل پہ مری بن گئی کیا کیا
ابتک نہ مگر اُف بھی کبھی نکلی زبان سے

کچھہ اور وہ جو ستم کے سوا نہین کرتے
تو ہم بھی اور کوئی حوصلا نہین کرتے

یہ نہین جو پینا تھا یا ارمان کرنا تھا
ہمین کو پیتے خونِ حنا نہین کرتے

جو کہنا ہو دلِ ناداں کو کہکے سمجھادو
تمہارے وصل کا ہم حوصلا نہین کرتے

ہجوم حشر مین ان زاہدون سے اچھے تھے
خدا سے ہم جو بتون کا گلا نہین کرتے

بلا سے مرگئے ہم اسکی ہے خوشی ہم کو
وہ غیر کیلئے ایسی دعا نہین کرتے

بتون کا اور بتون کے ستم کا کیا کہنا
یہ لوگ وہ ہین کہ خوفِ خدا نہین کرتے

برائی ہے تو یہی ہو ضیا حسینون مین
کسیکے ساتھ کبھی یہ وفا نہین کرتے

فرقت مین اپنی جان پہ کیا کچھہ گذر گئی
دل سے مگر نہ لذتِ دردِ جگر گئی

آخر جو بزم غیر مین اپنی نظر گئی
مارے حیا کے حسرتِ دیدار مرگئی

مرنیکی بھی نہ میرے کسیکو خبر گئی
کمبخت میری آہ بھی کیا بے اثر گئی

اپنے گناہگار کی اللہ رے تلاش
کس کس طرف نہ حشر مین انکی نظر گئی

کیونکر ہو مجھکو وعدۂ فردا کا اعتبار
چتون تمہاری صاف ابھی سے مکر گئی

دنیا کے سب بکھیڑون سے فرصت ملی مجھے
واللہ آج موت بڑا کام کر گئی

اٹھ اٹھ کے فتنہ کہتا ہے رفتارِ یار کا
بتلاؤ حشر والو قیامت کدھر گئی

جب چاہو آکے دیکھہ لو تربت مین بیقرار
مین مرگیا تو کیا شبِ فرقت بھی مرگئی

ہم روکتے تھے تجھکو تو کچھہ جان بوجھکر
اے آہ کیا ملا جو ادھر سے ادھر گئی

یون زندگی کٹے کسیکی فراق مین
سو بار میرے مرنیکی اُن کو خبر گئی

گو اُن کی آنکھین میری حجاب ہین بزم مین
تیور بتا رہے ہین وہ پہلی نظر گئی

رہنا تڑپ تڑپ کے شبِ ہجر خوب تھا
آئی قضا تو سر پہ اک احسان دھر گئی

قصہ شبِ فراق کا جانے بھی دو ضیا
اب اُسکا ذکر کیا ہے جو پہلے گذر گئی

تیرے فراق مین ہم چھوٹی ہوئی ہین سب سے
کچھ ربط بھی جو ہو تو اک آہِ نیم شب سے

وقت انصیب کے گھر لاکھون مصیبتین ہین
آئی نہین قضا بھی شاید اسی سبب سے

کمبخت دلکو ناحق اک رشک ہو گیا ہے
آنکھون مین شکلِ مردم وہ آ بسے ہین جب سے

اتنی ہی خیر گذری انکو حجاب آیا
ملتین جو آنکھین مجھسے لڑتی نگاہ سب سے

بیٹھے رہے وہ چپ تک پیشِ مریضِ ہجران
آئی اگر قضا بھی بولی نہ کچھ ادب سے

پینا تو کیسا مُہ کا چھونیکی بھی قسم ہے
زاہد سے یہ تو پوچھو کتنے دنون کے کب سے

اک مین نے حالِ دل یون اظہار کیا کیا تھا
باتین اشارون مین اب کرنے لگے وہ سب سے

لینگے نہ نام الفت دینگے نہ جان تم پر
اتنا نہ بگڑو صاحب ایسا نہ ہوگا اب سے

چاہا جو مین نے تم کو یہ اپنی ہی خطا تھی
رسوا جو ہو رہا ہون یہ اپنی ہی سبب سے

فصلِ بہار ہو اب یا موسمِ خزان ہو
حسرت گئی چمن کی آئے قفس مین جب سے

ہر کروٹین بدلنا گہ چپکے چپکے رونا
اک بیکلی سی دلکو رہتی ہے آدھی شب سے

باتین تو نکی سننا سنکر خموش رہنا
ہمنے جو دل مین سوچا بہتر یہی ہے سب سے

اُسکی عنایتون کو پوچھو نہ کچھ ضیا تم
جو کچھ کہ جسنے مانگا پایا وہ اپنے رب سے

نظارا جلوۂ جانانہ کا اے دل چار سو کر لے
اگر آنکھوں مین کچھ پیدا نگاہِ جستجو کر لے

شبِ غم جب دل کسی صورت سے پوری آرزو کر لے
خیالِ یار آیا ہی اُسی سے گفتگو کر لے

مری عاشق مزاجی سے وہ آخر بدگمان ہو کر
یہی کہتے ہین شاید دوسرا معشوق تو کر لے

دلِ ناداں سے کہتی ہی وصالِ یار کی حسرت
ستم سہنے کی غم کھانے کی پہلے آرزو کر لے

یہ مانا جان دینا کچھ نہین تیری محبت مین
مگر ہم تو جبھی سمجھین کہ جب ایسا عدو کر لے

جو تارِ اشکِ چشمِ خونفشان دیکھا تو دل اُٹھے
اسی سے چاک دل مین کیون نہین کوئی رفو کر لے

لبِ تصویرِ جانان کا تبسم کہہ رہا ہے یہ
کسی غنچہ کا منہ کیا ہی جو ہم سے گفتگو کر لے

مقرر رنگ کچھ لائی مرا داغِ جگر اُس دم
جو میری طرح وہ گل بھی کسی کی آرزو کر لے

پڑی پاؤن مین جب زنجیرِ عشقِ گیسوئے جانان
کہا وحشت نے تو اک طوق بھی زیبِ گلو کر لے

حقیقت معرفت کی کیا کھلیگی اس عبادت سے
کہو زاہد سے پہلے بیعتِ سمتِ سبو کر لے

سُنا ہی طالبِ دیدار کا مجمع بہت ہو گا
عجب کیا حشر مین بھی کوئی حیلہ جو کر لے

کوئی حسرت نہ رہ جائے عدو کے کہنے سُننے سے
جہانتک ہو سکے رسوا ہمین وہ کو بکو کر لے

نہ مرگِ ناگہانی دیگی فرصت ہجر مین اُسکے
ضیا ایسے مین یادِ حق جو کرنا ہو وہ تو کر لے

غیر کے سامنے بیٹھے وہ سنورنے کیلئے
خوب نکلا یہ بہانا مرے مرنے کے لئے

دو ہی باتون کیلئے حق نے زبان دی ہمکو
وعدہ کرنے کے لئے اور مکرنے کے لئے

دیکھنا چاہتے ہو حال پریشان جو مرا
اپنی زلفون سے ذرا کہدو بکھرنے کے لئے

دل مین ہے کوچۂ قاتل مین کرون عمر بسر
موت کہتی ہی یہان آئی ہو مرنے کے لئے

اک قیامت ہی تری چال سے اُٹھی تو کیا
کئی فتنے ابھی باقی ہین اُبھرنے کے لئے

چاہتا ہم کہنے کو پہلو مین بلاتے تھے تمھین
دلِ بیتاب ہے تم کہدو ٹھہرنے کے لئے

ایک تو وصل کا وعدہ ہی نہین کرتے تھے وہ
اور وعدہ بھی کرینگے تو مکرنے کے لئے

ہم یہان مر بھی گئے آپ یہی کہتے رہے
کچھ دنون اور کہو اسکو ٹھہرنے کے لئے

کمسنی بھی ہین تقاضا یہ کسیکا ہے ضیا
کوئی آئینہ ہمین لادے سنورنے کیلئے

کون سی بات نہین آپکی گفتار مین ہے کون سی چال نہین شوخیِ رفتار مین ہے

شمع سا حال مرا فرقتِ دلدار مین ہے مرنا گھل گھل کے مجھے عشق کے آزار مین ہے

جان تو کچھ بھی نہین اب ترے بیمار مین ہے روح دم بھر کیلئے اور تنِ زار مین ہے

دیکھ لی آہ رسا ہم نے تری آج کشش سنتے ہین آج کوئی محفلِ اغیار مین ہے

آپ کہتے ہین کہ مرجائے جو ہم کو دیکھے یہ بھی منظور ہمین حسرتِ دیدار مین ہے

دل کسے نذر کرون جان کرون کسپہ فدا جو ادا ہے وہ نرالی نگہ یار مین ہے

آپکے پاس سے جائیگا کہان دل میرا یا تو مٹھی مین ہے یا گیسوئے خمدار مین ہے

ہے مرض بھی مرے دلکو تو محبت کا مرض مبتلا بھی ہے تو کمبخت کس آزار مین ہے

وہ نہ آئے نہ سہی حال تو میرا پوچھا خیر اتنا تو اثر آہِ دلِ زار مین ہے

کھچ گیا دل مرے پہلو سے ہوئی کچھ نہ خبر کس قیامت کی کشش حسنِ رخِ یار مین ہے

دیکھتا ہون مین تمھین کو کہ پسینے مین ہو تر تم تو کہتے تھے ترا فیصلہ انکار مین ہے

جان وہ غیر پہ دے مین بھی مرون گا اسپر مرے دل مین بھی یہی ہے جو دلِ یار مین ہے

کوچۂ عشق مین یکسان نظر آتے ہین سب کچھ نہین فرق یہان کافر و دیندار مین ہے

میرا دل ہی نہ رہا جب مرے پہلو مین کبھی اسکا کیا شکوہ جو وہ پہلوئے اغیار مین ہے

ترے مٹنے سے زمانہ تجھے پہچان گیا
اک قیامت ہے جو شوخی تری رفتار مین ہے

مین نے مانا وہ کسی بات مین تجھسے نہین کم
دل مرے دل سا کہان پہلوے اغیار مین ہے

یاد گیسو مین جو رونیکو غلط سمجھے تم
آج الجھن سی مرے آنسوؤن کے تار مین ہے

دلِ دیوانہ کو زنجیر مین جکڑا آخر
بے طرح پیچ ترے گیسوے خمدار مین ہے

ترے کشتے کو میسر نہ کفن ہو نہ سہی
کیا یہ کم ہے کہ ترے سایۂ دیوار مین ہے

تو جہان ہوگا خریدار ترے نکلین گے
مول یوسف کا فقط مصر کے بازار مین ہے

سننے بیٹھے ہو تو بےچین نہو جاؤ کہین
نظم حالِ دلِ مضطر مرے اشعار مین ہے

قسمون سے یونہین شاید وہ نظر آجائین
ورنہ رکھا ہوا کیا روزنِ دیوار مین ہے

انتظار اُن کا جو سونے نہین دیتا ہے ضیا
رات دن ایک سے دیدۂ بیدار مین ہے

غیر بیٹھا ہے جو پہلو مین تو بہتر بیٹھے
پھر یہ کہنا نہ کوئی میرے برابر سے بیٹھے

ہم نے اس بت سے بھی سیکھی ہین اسکی چالین
تھک کے یا رب کہین یہ چرخ ستمگر بیٹھے

آتشِ سوزِ جگر وہ ہے بجھائے نہ بجھے
لاکھ آنکھون سے بہا مین بھی سمندر بیٹھے

دل تو اس آئینہ پیکر کو دیا جلدی مین
متحیر ہین مگر اب کہ یہ کیا کر بیٹھے

مثلِ پیمانہ رہی بزم جہان مین گردش
کہین آرام سے اے چرخ نہ دم بھر بیٹھے

محفلِ غیر مین یہ حکم ہوا میرے لئے
کوئی کہدے اسے جا کر ابھی باہر بیٹھے

غیر اب رشک سے جلکر یہ ضیا کہتے ہین
آپ بھی یار کے پہلو کے برابر بیٹھے

مری بات پیشِ عدو ہو رہی ہے
ادا اُسپر مسکے رد برقرار ہو رہی ہے

نہ رو محفلِ یار میں دیدۂ تر
کرمٹی مری آبرو ہو رہی ہے

وہ پہناتے ہیں طوق وحشت میں ہمکو
عجب چیز زیبِ گلو ہو رہی ہے

وفادار بھی ہم سے گنے جاتے ہیں
شکایت بھی پیشِ عدو ہو رہی ہے

تماشا یہ دیکھو وہ آنکھوں ہی میں ہیں
پریشان نظر چار سو ہو رہی ہے

مرا نام آیا ہے بزمِ عدو میں
خدا جانے کیا گفتگو ہو رہی ہے

گئے مجھسے چھپکر عدو کے یہاں تم
خبر مشتہر کو بکو ہو رہی ہے

ہمارے رقیبوں کے کیسی لڑائی
ترے باعث او جنگجو ہو رہی ہے

صبا لائی وہ نکہتِ زلفِ جاناں
اک شرمندہ پھولونکی بو ہو رہی ہے

مری انکی باتوں کو کیا غیر سمجھیں
اشاروں میں کچھ گفتگو ہو رہی ہے

ضیا کا ہے رنگ سخن اور ہی کچھ
جہاں سنئے یہ گفتگو ہو رہی ہے

کہا تھا شب کو میرے سامنے کیا ماہ کامل ہے
ہوا کیا صبح ہوتے ہی جو آئینہ مقابل ہے

پڑی ہے کشمکش میں جان میری سخت مشکل ہے
ادھر درد جگر ہے اور ادھر بیتابی دل ہے

جو چاہو تم کرو اے جان تمہارے ہاتھ سے دل ہے
وفاؤں کے بھی لایق ہے جفاؤں کی بھی قابل ہے

مری بیتابیوں سے بھی کمی بے صبریوں کبھی
زمانہ ہو گیا واقف مگر اب تک وہ غافل ہے

لپٹکر روتی رہتی ہے ہماری شمع تربت سے
بھلا ہو بیکسی کا آج تک یہ اپنے شامل ہے

کہاں کے دلولے کیسی امنگیں سب ہوئے رخصت
نہ وہ عہدِ جوانی ہے نہ وہ ہم ہیں نہ وہ دل ہے

مٹے خود سیکڑوں کو مٹتے دیکھا او انادانی
یہ ہم اب تک نہ سمجھے کیا تری الفت کا حاصل ہے

ڈرا اے ناامیدی دیکھکر اس مین قدم رکھنا
مرا ارمان بھرا دل ہے مرا حسرت بھرا دل ہے

وہ ہو جائین مخاطب مین کہون کچھ داستان غم کی
کوئی انسے کہے اتنا سنو سننے کے قابل ہے

نکالی ہے کہانکی بات کیسی جی رہین ای واعظ
کچھ اسکا ذکر کر جسپر طبیعت میری مائل ہے

تمھین ہو آرزو دل کی تمھین ہو جان عاشق کی
تمھین پر جان جاتی ہے تمھین پر شیفتہ دل ہے

چلا آیا ہون دھوکے مین فرشتو چھوڑ دو مجھکو
ہجوم حشر کو سمجھا کہ یہ بھی اسکی محفل ہے

نگاہِ قہر بھی دیکھی نگاہِ لطف بھی دیکھی
تمھاری جو ادا ہے وہ ہمارے حق مین قاتل ہے

تسلی نے تمھاری اور بھی لین چٹکیان جبا
وگرنہ پہلے کب تھی جو اب بیتابی دل ہے

کسیکی جستجو نے تفرقہ ڈالا ہے کچھ ایسا
کہ اب مین دل کے شامل ہون نہ اب دل میرے شامل ہے

یہ چالین دیکھے پامال کرکے آپ کہتے ہین
ہمین کیا تھی خبر حسرت بھرا ایسا ہی دل ہے

گلستانِ سخن مین اور بھی کچھ گل کھلاؤنگا
ضیا اسوقت مین خاموش ہو جاؤن یہ مشکل ہے

کہین عرش معلیٰ سے بھی رتبہ مین سوا دل ہے
خدا کا گھر یہ پہلے تھا مگر اب عشق منزل ہے

بہت عمدہ بہت اچھا بہت بہتر مرا دل ہے
برائی ہمین اتنی ہے کہ ظالم تجھپہ مائل ہے

سوالِ وصل سنکر وہ تو کچھ سوچا کیے پہرون
مری محرومی قسمت یہ بول اٹھی کہ مشکل ہے

کسی بت کے تصور مین عجب نقشہ ہوا اپنا
کہ باتون کا مزا ہے خموشی مین بھی حاصل ہے

ہنسا کرتے ہین ہمسے بیکسونکی آہ و زاری پر
حسینانِ جہان کا بھی معاذ اللہ کیا دل ہے

وہ پیشِ داورِ محشر مجھے ٹھہرا لے ہین منصف
جو بولون تو بھی مشکل ہے نہ بولون تو بھی مشکل ہے

ہمارا چیخ اٹھنا ہجر کی شب کوئی کیا جانے
اسے ہشیار کرتے ہین جو دردِ دل سے غافل ہے

غرض کچھ آسمان سے ہے نہ مطلب عرش سے مجھکو
تمھین اتنا دکھا دونگا یہانتک نالۂ دل ہے

مین دل مانگون تو بیش حق تو خاموشیان کیسی
نہین کچھہ تو یہی کہدو ترا دعوی یہ باطل ہے

فرشتو ہم بھی چلتے ہین مگر پہلے یہ بتلا دو
صف محشر مین وہ تنہا ہی یا غیرون کے شامل ہے

عبث بیتاب ہون کا اسکی شکوہ سب کرتے ہو
مجھے تم پھیر دو صاحب اگر دو بھر مرا دل ہے

خدا رکھے سلامت اپنی اس چشم تصور کو
کہ گھر بیٹھے ہمین دونون جہان کی سیر حاصل ہے

مجھے نیچی نگاہون سے نہ دیکھو تم سر محشر
ذرا کچھہ سوچ لو دل مین بھری اسوقت محفل ہے

کوئی مسلا ہوا غنچہ ہو یا ٹوٹا ہوا شیشہ
نکمی چیز جو دیکھی وہ یہ سمجھے مرا دل ہے

عدو نے مے تو دی لیکن سمجھکر تم ضیا پینا
جو اُتری حلق سے تو پھر یہی زہر ہلاہل ہے

تمہین دیکھو نگاہ غور سے کیا حالت دل ہے
تمہین انصاف سے کہدو ستم سہنے کے قابل ہے

مجھے ہے سخت جانی اور نازک دست قاتل ہے
خدا ہی آبرو رکھے بڑی اسوقت مشکل ہے

محبت نے اثر اپنا دکھا کر اک قیامت کی
نہ پردے مین وہان وہ ہین نہ قابو مین یہان دل ہے

چلے جاتے ہو آکر میرے لاشہ پر مین واقف ہون
جو آنکھین بند دیکھین تم نے سمجھے کہ غافل ہے

مجھے کیا دور ہے زندان مین سیر دشت کر لینا
تصور تو نہین وحشت مین پابند سلاسل ہے

وہ گھر آجاینگے سنکر ہمارا حال اے قاصد
مگر اتنا تو کہدینا کہ کچھہ بیتابی دل ہے

لگا کر ہاتھہ اوچھا یہ تو کہنے کو ہوا تم کو
بڑا تو سخت جان ہے جو ابھی تک نیم بسمل ہے

مرے قاتل سے یون کہدو دل بیتاب کی حالت
ترے بسمل کے پہلو مین ترا اک اور بسمل ہے

بہت ممنون دل سے ہون مین اپنی قسمت بد کا
تباہی اک ہماری غربت مین مجھہ بیکس کے شامل ہے

نہین معلوم کیا ہے جان دے دینا محبت مین
مین کہتا ہون کہ آسان ہے وہ کہتے ہین کہ مشکل ہے

دکھایا اپنا حسن و عشق نے کس کس جگہ جلوہ
کوئی گردون نشین ہو لی اسیر چاہ بابل ہے

پڑا ہون کشمکش مین بھیجکر اُن کی طرف قاصد | مرا جینا بھی دوبھر ہے مرا مرنا بھی مشکل ہے

ضیا حاسد کی خاموشی نہ رتبہ کچھ گھٹائیگی
دلون مین قدر ہے اُسکی جو اپنے فن مین کامل ہے

جو کچھ خواہش وصل پائی گئی | غضب مجھپہ تیوری چڑھائی گئی
وہ صورت مری کیون بنائی گئی | جو مٹی مین آخر ملائی گئی
بتائی جو ہمنے عدو کے لئے | وہی بات ہم سے بنائی گئی
مٹا ڈالا آخر بتون نے مجھے | نہ تحریر قسمت مٹائی گئی
مرے سامنے اور تصویر غیر | مری شکل کس سے ملائی گئی
ہوئی بعد مرنے کے مٹی خراب | نہ اُنسے مری لاش اُٹھائی گئی
خدا جانے قسمت مین لکھا ہے کیا | مری بات مجھسے چھپائی گئی
بجز تیری حسرت کے دل مین کبھی | کوئی اور حسرت نہ پائی گئی
عدو ہی کو اچھا وہ سمجھا کئے | نہ قسمت کی اپنی بُرائی گئی
وہ کیون قصہ خوانون کو سچا کہین | مری داستان کب سُنائی گئی
تمنا تو ہے اُن کے دیدار کی | اگر تاب اے دل نہ لائی گئی
نہ میرے بنائے بنی بات کچھ | نہ تم سے تمہاری رکھائی گئی

ضیا رات مر مر کے زندہ ہوا
قضا سیکڑون بار آئی گئی

کیا ہوتا ہے یون لاکھ کرے غیر بھی نالے | پہلے وہ مری طرح کوئی چوٹ تو کھالے

انداز انوکھے ہین تو ہین ناز نرالے — وہ روٹھ کے کہتے ہین کوئی ہمکو منالے

کہتے تھے اثر کچھ نہ کرینگے ترے تالے — پھرتے ہو پریشان سے کیون دلکو سنبھالے

تیر نگہ ناز ترا دل پہ جو کھالے — مرجائے مگر منہ سے نہ وہ نام قضا لے

خود پوچھتے ہین حشر مین تم کون ہو صاحب — خود کہتے ہین لو یہ ہین مرے چاہنے والے

ہون نقش کف پا کی طرح تیری گلی مین — اب بھی کہین دنیا سے خدا مجھکو اٹھالے

دونون پہ ہنسا کرتی ہے محرومی قسمت — کس کام کی آہین مری کس کام کے نالے

دل دیکے تو انکو جو اٹھائی ہے مصیبت — ہم کچھ نہین کہتے ہین عوض اسکا خدا لے

دم آپ ہی گھبرا کے نکل جائیگا اکدن — احسان قضا کا شب غم میری بلا لے

کس وادی پر ہول مین لائی تری وحشت — پڑتے ہین جہان پاؤن تصور مین بھی چھالے

دل دیکے حسینون کو عجب کلفت اٹھائی — دشوار ہوئی زیست پڑے جان کے لالے

لو حشر بھی برپا ہوا وہ بھی ہین پریشان — آئے تھے لبون پر ابھی دو چار ہی نالے

کیا جانے کیا کہدیا پردے سے کسی نے — دل اپنا سنبھالا ہی نہین اپنے سنبھالے

پھر خیر ہو دامان و گریبان کی الٰہی — پھر دست جنون نے مجھے پاؤن نکالے

روتی ہین لہو حال پہ میرے مری آنکھین — ہنستے ہین مجھے دیکھکے اب دیکھنے والے

ہو لاکھ اگر صبح قیامت تو نہ جاگین — جو لوگ شب ہجر کے ہین جاگنے والے

کہتے ہو کہ دیکھینگے تماشائے قیامت — کچھ دور نہین چاہین جو عشاق کے نالے

دیکھا نہین اپنی سی طبیعت کا کسیکو — کہنے کو تو لاکھون ہین ترے چاہنے والے

پہلے تو ہوئے طالب دل آپکے گیسو — اب دیکھیے کیا زہر اگلتے ہین یہ کالے

ہمراہ اپکے داغ جو دیکھو تو یہ کہدو — جتنے ہین اسی رنگ کے ہین داغ ہین لالے

کیون ہاتھ ملا کرتے ہو رہ رہ کے ضیا تم
بتلاؤ تو دل اپنا کیا کس کے حوالے

اثر جو آہ مین ہو ہماری جو پوچھیے تو اثر نہین ہے
خبر بھی ہمنے یہ کہتے ہین ہمین تمہی کچھ خبر نہین ہے

کبھی یہ حالت ہے چشم تر کی کہ بند شام و سحر نہین ہے
کبھی یہ عالم ہے بیخودی کا کہ ہوش دوپہر نہین ہے

نہ سوز الفت سے جو بھنا ہو جگر وہ کوئی جگر نہین ہے
نہ جس کا دل درد آشنا ہو بشر وہ کوئی بشر نہین ہے

قضا کا جب سامنا ہوا تو کسی طرح پھر مفر نہین ہے
جو مار ڈالے نہ عاشقونکو وہ تیری ترچھی نظر نہین ہے

اگر حقیقت مین پوچھیے تو وہ آپ اہل نظر نہین ہے
کہے جو معشوق نازنین کو دہن نہین ہے کمر نہین ہے

ہمارے ہی ہین ہمارے نالے ہمارا شیون ہمارے آنسو
ہر اک کو وہ دیکھ سنکے بولے یہ سب ہے لیکن اثر نہین ہے

ہوئی ہے برگشتہ قسمت ایسی پھرا ہے مجھسے زمانہ ایسا
کہ بھیجے کو مکان تک انکے نصیب اپنا نامہ بر نہین ہے

بتونکی ہٹ دھرمیان غضب ہین یہ کہکے دل پر کیا ہے قبضہ
جو کعبہ مشہور ہے خدا کا تو کیا ہمارا یہ گھر نہین ہے

یہان ہے ہر دم غشی کا عالم وہان ہے ہر وقت عیش و عشرت
جو انکو میری خبر نہین ہے تو مجھکو انکی خبر نہین ہے

رقیب کیا جانے درد فرقت اٹھا کیا ہجر کی مصیبت
یہ صاف کہتا ہون سنیے حضرت کہ مجھسا اسکا جگر نہین ہے

کہا جو غیرون نے سن لیا وہ ہمین کو جھوٹا بناتے ہو
کب اپنی آنکھون سے تمنے دیکھا کہ دامن اشکون سے تر نہین ہے

وہ مجھکو دیکھے مین اسکو دیکھون [illegible] دونون ہین تو بہتر
نگاہین قاصد کی کہہ رہی ہین جو حال ادھر ہے ادھر نہین ہے

تمہاری الفت مین مر رہے ہین مگر یہ یاد رہے گا تمکو
ہمارا مرنا ہو یون بھی اچھا تمہاری الفت اگر نہین ہے

کہان کی گلگشت کیسا گلشن مہ دو ہفتہ کا دیکھنا کیا
یہ چاندنی خاک ہے بدتر اگر وہ رشک قمر نہین ہے

جدھر نظر کی اٹھا کے آنکھین کھڑے ہوئے لوگ ہنس رہے ہین
تمہاری محفل کا ہے تماشا ہماری یہ چشم تر نہین ہے

جلن کلیجے مین دل مین سوزش پڑے ہین سینہ مین داغ لاکھون
طرح طرح کا ہے روگ مجھکو کچھ ایک درد جگر نہین ہے

خدا نے چاہا تو دیکھ لینا کہ جان بچ گئے ابھی ہزارون
تمہاری محفل سے ساقی [illegible] بلا سے میرا گذر نہین ہے

بھی وہ ٹھٹکی ہین یہ سمجھتے ہین کبھی جو یہین نہ ہو مجھ ہین
جو پوچھتے ہین کہ دل نہین ہے تو کہتے ہین تیرا مر نہین ہے

ضیا حسینون پہ مرتے ہے ہو عبث جہان گذرتے ہو
یہ ہاتھ آئینگے کب تمہارے سمجھ چکے ہین کہ زر نہین ہے

ہم کو تو مرنا ہے اکدن ہجر مین مر جائینگے
وہ ستم کیپر کرینگے عمر بھر پچھتائینگے

ساتھ جب تو بھی نہو گی کس سے دل بہلائینگے
ہم اکیلے قبر مین اے بیکسی گھبرائینگے

کب ترس کھایا اُنھون نے کب ترس وہ کھائینگے
مدتون ترسا چکے ہین مدتون ترسائینگے

نزع کے دم پر بنے گی ہم اگر مر جائینگے
آپ ہی وہ کوستے ہین آپ ہی پچھتائینگے

دیکھتے ہی اُسکی مژگان یہ خلش پیدا ہوئی
دل مین کھب کھب کر یہی کانٹے مجھے تڑپائینگے

لب پہ حرف مدعا لانا قیامت ہوگیا
بول اُٹھی اُنکی خاموشی ابھی ترسائینگے

روکنا اے ضبط ایسے بیوفا کو ہے عبث
جائینگے نالے تو کیا صورت یہ پھر دکھلائینگے

بزم سے اپنی اُٹھاتے ہو تو جاتے ہین مگر
پھر دل کمبخت لے آئیگا پھر ہم آئینگے

اپنی ہستی اک نئی صورت سے پھر مٹکر بنی
کیا خبر تھی خاک ہوکر نقش پا بنجائینگے

ہم تو یہ سمجھے ہوئے تھے ضبط مین کامل ہین ہم
لو وہ کہتے ہین کہ نالے تیرے لب پر آئینگے

ناصح مشفق کا آنا چال سے خالی نہین
کچھ نہ کچھ اُس بت کی جانب سے مجھے بہکائینگے

یہ بھی جاتی ہین حسرت دیدار مین اشکون کے ساتھ
رہ گئے ایسے دیدۂ مشتاق کیا کام آئینگے

ہر کسی کے سامنے اظہار غم اچھا نہین
کیا کہیگے اے ضیا وہ جو کہین سن پائینگے

کٹتی ہے کیسی ہجر مین حال ہو کیا نہ پوچھئے
سنکے نہ رہ سکینگے آپ پھر نہ خدا را پوچھئے

ضبط کی ہے کچھ انتہا منہ کو کلیجہ آگیا
اُن کے ستم نہ پوچھئے اُن کی جفا نہ پوچھئے

شب کی وہ بیقراریاں نکلی وہ آہ وزاریاں
ہوتا ہی کیسا درد دل اسکا مزا نہ پوچھیے

ہم تو وفا شعار ہیں ملنے کو آئینگے ضرور
آپ کو اختیار ہے پوچھیے یا نہ پوچھیے

جان ہی لے لی اپنے مار ہی ڈالا آپنے
دل میں چھپا ہے کس طرح تیر ادا نہ پوچھیے

میری وفائیں دیکھیے انکی جفائیں دیکھیے
یار سے مجھسے پیشتر قول تھا کیا نہ پوچھیے

سنتے ہی سنتے کیا ہوا ہچکیاں کیسی لگ گئیں
کہتا نہ تھا میں پیشتر حالِ ضیا نہ پوچھیے

اک دن وہ تھا کہ رہتے تھے پہلو میں یار کے
اک دن یہ ہو کہ جاتے ہیں در پر پکار کے

پوچھو نہ ولولے دلِ بے اختیار کے
لایا مجھے گلی میں تمہاری ابھار کے

کچھ خاک بھی جو اپنی تھی کوچہ میں یار کے
بیٹھے وہ چڑھ گئی فلکِ بدشعار کے

ترچھی نظر سے تاک کے وہ سوی مرغِ دل
کہتے ہیں یہ شکار ہی قابلِ شکار کے

بھولا نہیں ہوں آبلہ پائی میں دشت کی
احسان یاد ہیں خلشِ نوکِ خار کے

مرنے کے بعد ہی یہ مری خاک کا نشان
چہرہ پہ دیکھ لیجیے ہر سوگوار کے

کہتا ہی دل کہ کوچہ جاناں میں قبر ہو
ایسے کہاں نصیب ہیں مجھ خاکسار کے

کیا جانیں آپ تیرِ مژہ کی خلش ہی کیا
یہ دل سے پوچھیے کسی سینہ فگار کے

دیتے ہیں جان اسپہ جو عالم کی جان ہے
کرتے ہیں پیار اسکو جو قابل ہے پیار کے

میری بھی صبح وشام قیامت سے کم نہیں
وعدہ کی راتیں اور ہیں دن انتظار کے

جا کر جو پاس بیٹھے رہ یہ کہکر اٹھا دیا
کہتے ہیں اب آکا دلِ بیقرار کے

تجھکو نہیں ہی آپکی الفت نہیں سہی
انسان مان لیتا ہی کہنے سے چار کے

ترچھی نظر سے دیکھ لو قصہ تمام ہو
دل بھی جگر بھی دونوں ہیں بس ایک وار کے

یون اپنے منھ کی شرح و عذر جان لی
فقرے ہین آگئے وہ کسی ہوشیار کے

یا تو رقیب ہی سے ملو یا ہمین سے اب
آپس مین جھگڑے خوب نہین بار بار کے

سوزِ نگاہ کام وہان اپنا کر گیا
تیور ہی دیکھتے رہے ہم چشم یار کے

امید آپ سے تو ہمیشہ رہی مگر
نکلے بھی حوصلے دلِ اُمیدوار کے

مرنے پہ بھی ہے سوزِ نہان جان کا عذاب
دوزخ کے کندے ہو گئے تختے مزار کے

اہلِ زمین سے دلمین کدورت ہوئی تو کیا
یہ ساتون آسمان ہین پُتلے غبار کے

ڈرتے ہین لوگ نوح کے طوفان سے آجتک
دیکھے نہین ہین اشک کسی چشمِ زار کے

پھولا پھلا نہ گلشنِ دل اپنا اے **ضیا**
جھونکے ہزار چل گئے بادِ بہار کے

مزا دردِ محبت کا کوئی پوچھے مرے دل سے
گیا جب تو اُٹھا اک چوٹ کھا کر اُنکی محفل سے

مروت کی نہین امید جسکی آنکھ کے تل سے
نظر بھی لڑ گئی میری تو کس بیباک قاتل سے

نہ پوچھو کچھ ہی کیا جان پر بیتابی دل سے
کہ دن گذرے ہین مر مر کر کٹی ہے رات مشکل سے

کبھی دن ایسا ہو جائیگا میرے جذبِ کامل سے
چلے آئینگے اُٹھکر آپ غیرون کی محفل سے

ہماری سخت جانی کوئی پوچھے تیغ قاتل سے
کہ دن بھر مین کٹی ہے ایک رگ وہ بھی بمشکل سے

قیامت ہو گئی برپا ہمارے نالۂ دل سے
مگر اُٹھا ہے یہ فتنہ کسی کافر کی محفل سے

نقاہت وہ کہ چلنا اک قدم بڑھکر ہے منزل سے
وہ اُٹھے بھی تو مشکل ہے جو بیٹھے بھی تو مشکل سے

عجب کیا ہے کہ پرسشِ خونِ ناحق کی ہو محشر مین
خموشی سیکھلے قاتل زبانِ زخمِ بسمل سے

مرے نالے بہت اچھے کہ سنکر خوش وہ ہوتے ہین
گلون کے کان پھوٹے باغ مین شورِ عنادل سے

غضب وہ سرمگین آنکھین قیامت لال وہ ڈورے
چھری سی چل گئی دل پر نظر ملتی ہی قاتل سے

ہماری نارسا قسمت کو قاصد کیا کرے ورنہ
پہونچنا اور پھر محروم رہنا اُنکی محفل سے

اگر تم شوخیون سے اپنی باز آتے نہین صاحب
تو ہم بھی ہین بہت مجبور اپنے چلبلے دل سے

یہ کیونکر لوگ کہتے ہین قیامت ایکدن ہوگی
قیامت روز ہوتی ہے تمہارے عہد باطل سے

ہمارے دیدۂ تر ابر دریا بار سے بڑھکر
ہماری آستین کچھ کم نہین امان ساحل سے

ہو بیتاب سنکر نالۂ پر درد راتون کو
بدل لے اپنا دل کوئی مرے ٹوٹے ہوئے دل سے

کوئی دامن کسیکا تھام کر محشر مین پوچھیگا
تمھین وہ یاد ہے جو منھ پھیر لیتا اپنے بسمل سے

غضب کیا جذب دل کی قیس کو منظور ہوتا تھا
جو نکلے لیلی محمل نشین بے پردہ محمل سے

غریق عشق کا بیڑا جو ہو تو پار کیونکر ہو
یہ دریا آپ ہی نا آشنا ہے اپنے ساحل سے

نہین جاؤن تو شکوے ہین اگر جاؤن تو کہتے ہین
کوئی آیا ہے کیون کیا کام مجھے میری محفل سے

نصیحت تیری اے ناصح فقط سننے کے قابل ہین
مگر کچھ بس نہین چلتا ہمارا حضرت دل سے

سنا ہے پھر گذرتی ہین تمھین اختر شماری مین
ضیا پھر دل لگا بیٹھا کسی زہرہ شمائل سے

کہا ظالم نے میرے نامہ بر سے
کہ کچھ روز دن ابھی وہ اور ترسے

یہ پوچھے تو کوئی اس بے خبر سے
کہ واقف بھی ہے نالون کے اثر سے

جو گذرے بھولے بھٹکے وہ ادھر سے
مری تربت کو دیکھا کس نظر سے

نقاہت میری اس درجہ کو پہونچی
اُٹھا جاتا نہین درد جگر سے

آنکھین بے پردہ دیکھین اہل محشر
یہ دیکھا جائے گا اپنی نظر سے

کچھ ایسا غیر نے فقرہ سنایا
کہ ورے کر لے لیا خط نامہ بر سے

تمہارے پاس تو بیٹھا نہین ہون
اُٹھاتے کیون ہو مجھکو اپنے در سے

ہماری بدگمانی بھی تھی شامل — کہاں تم جاتے تھے شب کو گھر سے
ہمین دیکھا کیے چھپکے وہ پہرون — نہین معلوم دیکھا کس نظر سے
برا ہے نام اس کمبخت دل کا — نہین ملتی کچھ اس بیدادگر سے
یہ کیا معلوم تھا الفت مین ان کی — چلے گی لاگ چرخِ کینہ ور سے
بھلا ہو غیر کا ای کوئے جانان — کہ رستہ تک چھٹا اپنا ادھر سے
خلش کیا ہوتی ہے تیرِ مژہ کی — اسے تو پوچھئے میرے جگر سے
اٹھائین ذلتین الفت مین اتنی — کہ ہم خود گر گئے اپنی نظر سے

ضیا بیکار کیا بیٹھے ہوئے ہو
لگا لو دل کسی رشکِ قمر سے

دل کبھی ملتے ہین چٹکی بھی لیجاتی ہے — پاس بٹھلا کے یہ راحت مجھے دیجاتی ہے
انکی فرقت بھی گوارا نہین کیجاتی ہے — اپنی حالت بھی نہین انسے کہی جاتی ہے
کشتۂ تیغِ تغافل ہون اٹھیگا لاشہ — ابھی ہاتھون مین انہین مہندی ملی جاتی ہے
آپ ہی آپ چلے آتے ہین بل ابرو پر — باتون ہی باتون مین تلوار کھچی جاتی ہے
صورتِ آئینہ ہون دیکھ رہا ہون چپکا — ہر ادا انکی مرے دل مین کھبی جاتی ہے
ہوگیا حشر کا بھی خاتمہ اس کوچے مین — آپکی نہین فریاد سنی جاتی ہے
کہکے یہ بزم مین غیرون کو جلایا کیا کیا — کوئی ہو بات جو گالی مجھے دیجاتی ہے
مٹی جاتی ہے قیامت بھی قدِ موزون پر — خوش خرامی پہ نزاکت بھی پسی جاتی ہے
شیخ سو طرح سے اک مے کی مذمت تو ہے — یہی کافی ہے کہ ہمسے نہین پی جاتی ہے
پی جیتا ہون پر آپ جو دے کے شبِ غم — ایسے بیکس کی مصیبت بھی کہی جاتی ہے

بیوفا کون کہ وہ اور محبت کا نباہ
یہی کیا کم ہے کہ غیروں سے نبھی جاتی ہے

حسن والے بڑے جلاد بگڑیے گا نہین
ہے جو مشہور یہ اک بات کہی جاتی ہے

آتش عشق نے آخر یہ اثر دکھلایا
ساتھ پروانوں کے اب شمع جلی جاتی ہے

خوف صیاد سے یہ رنگ ہوا گلشن کا
کہ صبا بھی چھپی آتی ہے چھپی جاتی ہے

کس گھڑی خواب جوانی سے مین چونکا ہون مینا
دوپہر ہو چکی جب دھوپ ڈھلی جاتی ہے

نہ وصل یار سے تا حشر ہو گی یاس مجھے
کہ مرتے مرتے بھی کچھ کچھ رہی ہے آس مجھے

کسی نے دور بٹھایا کہ اپنے پاس مجھے
کسی کی بزم مین اتنا کہان ہے پاس مجھے

کٹے گی یا نہین فرقت کی شب خدا جانے
بڑی تو یہ ہے قیامت کہ ہے ہراس مجھے

دلوین ڈھونڈھ رہے ہین جگہ چھپنے کی
وہ کاش جان لین محشر مین ناشناس مجھے

گلی مین یار کی کھویا گیا ہون کچھ ایسا
کہ لاکھ ڈھونڈھین نہ پائین مرے حواس مجھے

قریب مرگ خوشی سے مین ہو گیا اکثر
شب وصال کسی دن نہ آئی راس مجھے

آنکا جو پاس ہی قاصد سے دل پہ چوٹ لگی
وہ آس ٹوٹ گئی تھی جو ایک آس مجھے

مین دور دور رقیبون سے بہت رہا لیکن
بلا لیا صف محشر مین اپنے پاس مجھے

دکھا رہی ہے یہ نیرنگیان شب فرقت
امید بھی نظر آتی ہے شکل یاس مجھے

کسی کے عشق مین کیا ہو گا جان جائیگی
سمجھ لیا جو یہ دل مین تو کیا ہراس مجھے

تھکا ہوا ہون مگر مین راستے کا بہت
نہ پوچھو کچھ ابھی آلین فدا حواس مجھے

کبھی تھا زندہ شب وعدہ مین کبھی مردہ
کبھی امید مجھے تھی کبھی تھی یاس مجھے

کفن پر اپنے نہ کیون ناز ہو لیس مردن
ہوا نصیب نہ تا عمر یہ لباس مجھے

اگر ہو مجھسا بلانوش خود چھلکے ساقی
میں چلتے چلتے کہوں اور دو گلاس مجھے

ضیا کہو تو سہی رنگ کیا مزاج کا ہے
دکھائی دیتے ہو کچھ آج تم اداس مجھے

اٹھی نگاہ مجھپہ بھی اے جان کبھی کبھی
کچھ سن لیا کرو غم پنہان کبھی کبھی

ہوتا ہوں اسکے سامنے گریان کبھی کبھی
یونہیں نکلتے ہیں مرے ارمان کبھی کبھی

کچھ اور سلسلہ تو نہیں اسکے عشق کا
سلجھاتا تھا میں گیسوی پیچان کبھی کبھی

ہرچند ضبط گریہ ہو لیکن میں کیا کرون
آنکھیں اٹھا ہی دیتی ہیں طوفان کبھی کبھی

غافل تو جیگا دیا ہے جو درد عشق
رہنے کا میرے حال کے پرسان کبھی کبھی

دیتے ہیں کب جواب حسین میری بات کا
آئے جو دل میں ہو گئے خندان کبھی کبھی

مدت ہوئی کہ درد نہیں دل کو پوچھتا
لیتا ہے چٹکیاں ترا پیکان کبھی کبھی

بھولے ہوئے ہو غیر پہ یہ بات لکھ رکھو
میں یاد آہی جاؤنگا اے جان کبھی کبھی

اچھا خوشی تمہاری رہے غیر ہی کی بات
اچھا یونہیں سہی مرے مہمان کبھی کبھی

تلووں میں اب بھی اٹھتی ہے کھجلی سی گاہ گاہ
آتے ہیں یاد خار بیابان کبھی کبھی

جمتا نہ رنگ غیر کی باتوں کا اسقدر
ہوتا وہاں ضیا جو غزل خوان کبھی کبھی

خدا ہی یاد اب آتا ہے دل لگا کے مجھے
بڑا ثواب لیا آپ نے ستا کے مجھے

نہ حوصلے رہیں اس بت التجا کے مجھے
خموشیوں نے حوالے کیا خدا کے مجھے

بتوں کا بندہ بنا تھا کون یہ پوچھیگا
فرشتے لے نہ چلیں سامنے خدا کے مجھے

نگاہ شوق سے مشتاق بنکے جب دیکھا
نرالے ڈھب نظر آئے تری ادا کے مجھے

وہ جب جوان بھی تھے دل بھی کہتا تھا
کہ لا تو پیچ میں بل گیسوئے دوتا کے مجھے

خدا کے سامنے جاتا نہ جاتا ایک ہوا
گلے نہ یاد رہے کچھ تری جفا کے مجھے

یہ کون دیکھے جو رسوائیاں اٹھاتا ہون
وہ آپ چپ رہے دیوانہ سا بنا کے مجھے

ازل سے لکھی تھی قسمت مین جو پریشانی
تو بھائے پیچ ترے گیسوئے دوتا کے مجھے

گلہ ہے راحت و آرام سے مصیبت مین
کسی نے جھوٹ بھی پوچھا کبھی نہ آ کے مجھے

نہ کہتا تھا کہ عدو ٹھہرینگے نہ مقتل مین
سلام کرنا پڑا اب تو سر جھکا کے مجھے

یہ دن شباب کے یہ ابتدائے عشق بتان
یہ راتین ہجر کی یہ صدمے انتہا کے مجھے

عدو سے باتین اشارون مین کین سر محفل
اٹھائے فتنے غضب سامنے بٹھا کے مجھے

وہ سنکے میری غزل غیر سے یہ کہنے لگے
پسند دل کو ہین اشعار سب ضیا کے مجھے

تم رہو ہم رہین زمانہ نہ رہے
دل مین کمبخت حوصلہ نہ رہے

دل کسی پر جو مبتلا نہ رہے
مرنے جینے کا کچھ مزا نہ رہے

مجھ سے ملنا تو یون بھی ممکن تھا
کچھ دنون غیر سے خفا نہ رہے

دل بھی جلنے جو آپ جاتے ہین
میرے پہلو مین دوسرا نہ رہے

سامنے اپنے چاہیئے ساقی
جام خالی رہے بھرا نہ رہے

گھور کر آئینے کو کہتے ہین
یون ہمین کوئی دیکھتا نہ رہے

وہ چلا اُن کے پاس ایسا دل
جو کہین چین سے ذرا نہ رہے

بزم ساقی کا رنگ یہ دیکھا
ہوش اپنے وہان بجا نہ رہے

ہم کھلے بیٹھے ہین کرتا نہ کہ ہو
دوش پر گیسوئے دوتا نہ رہے

ٹھوکرین دیجیے یہ کیون کہتے
میرے در پر کوئی پڑا نہ رہے

ان نگاہون سے تیری او عیّار
پارسا بھی تو پارسا نہ رہے

رات کوئی کسی سے کہتا تھا
آج شوخی رہے حیا نہ رہے

غیر کے واسطے بھی او ظالم
کوئی حیلہ کوئی بہانہ رہے

رشک کہتا ہے روز محشر بھی
کوئی اُنکے مرے سوا نہ رہے

اسقدر تو ہو۔ دور ہے منزل
پاؤن مین ایک آبلا نہ رہے

اُن کو نفرت ہوئی تو ایسی ہوئی
سب رہین بزم مین ضیا نہ رہے

اب ضیا سے کہو چلے کعبہ
دہر مین بندۂ خدا نہ رہے

مارا ہے کسنے تیرِ نظر کچھ نہ پوچھیے
چھلنی کیا ہے کسنے جگر کچھ نہ پوچھیے

ہم سے ہمارے دل کی خبر کچھ نہ پوچھیے
کھو کر ہمین گیا ہے کدھر کچھ نہ پوچھیے

فرقت مین حالِ دردِ جگر کچھ نہ پوچھیے
کٹتی ہے جیسی شام و سحر کچھ نہ پوچھیے

دم لب پہ جان آنکھون مین دستِ اجل مین روح
کسوقت آنکے لی ہے خبر کچھ نہ پوچھیے

کھائی ہے دل نے چوٹ کہان کیا بیان کرون
کس بت سے لڑگئی ہے نظر کچھ نہ پوچھیے

آرائشون کی سج جچی ہے وعدہ کی شب انہین
دم پر جو بن رہی ہے ادھر کچھ نہ پوچھیے

بے پردگی یار ہے وہ بات کیون کرون
کیسا دہان ہے کیسی کمر کچھ نہ پوچھیے

باتین جو تجھسے دل کی ہوئی ہین شبِ فراق
سب پوچھنے ہی کی ہین مگر کچھ نہ پوچھیے

بے رحمیان ہمارے دلِ مبتلا کے ساتھ
کیا کر رہی ہے ترچھی نظر کچھ نہ پوچھیے

چھائی ہے سینے ناک بہت کو عشق کی
کیا کیا ہین اسمین خوف و خطر کچھ نہ پوچھیے

نالے مین کر رہا ہون وہ قسمت پہ ہنستے ہین
وحشت کا جو دے رہا ہے اثر کچھ نہ پوچھیے

ہمدرد ہو گیا ہے جو قسمت سے ہجر مین
کیا دل سے کہہ رہا ہے جگر کچھ نہ پوچھیے

کس کے لئے ضیا نے لیا جوگ کیا کہون
آوارہ کیون ہے چھوڑ کے گھر کچھ نہ پوچھیے

آ جانا کہین دل کا آفت سی یہ آفت ہے
پھر لوگون کا سمجھانا یہ اور قیامت ہے

کس طرح نبھے الفت اب انکی یہ حالت ہے
ہر بات پہ غصہ ہے ہر بات پہ حجت ہے

شام شبِ تنہائی مجمع یہ غنیمت ہے
مین ہون غم فرقت ہے دل ہے تری حسرت ہے

وعدہ تکو شب کا دن طولِ قیامت ہے
کچھ اور گھٹا دو تم یہ تو بڑی مدت ہے

تمنے بھی سنا ہوگا ارمان کا جو گھر دل تھا
اب حسرت مردہ کی ٹوٹی ہوئی تربت ہے

گو عیش ہو جلتے ہین دنیا کا ہمین یارب
بے یاد نہ بہلے گی عاشق کی طبیعت ہے

معشوق بہت دیکھے بھایا نہ کوئی دلکو
جو کھب گئی آنکھون مین وہ ایک ہی صورت ہے

دل اور کلیجے کو پر داغ جو پاتے ہو
سوزِ غم پنہان کی ساری یہ شرارت ہے

جب ذکر وفا چھیڑا جھنجھلا کے وہ بول اٹھا
کرتے ہو وہی باتین جس سے مجھے نفرت ہے

بیتابی عاشق کا پرسان ہی نہین کوئی
آرام کو غفلت ہے بھولی ہوئی راحت ہے

مجھ سے تو مخاطب ہین آنکھین ہین مگر دل پر
مین خوب سمجھتا ہون جو آپکی نیت ہے

تھا غم فرقت بھی کچھ کام نہین آتا
کیا آبلہ دل کی پھوٹی ہوئی قسمت ہے

شرماؤ نہ دل لیکر مین آئینہ دیتا ہون
دیکھو تو کہین کچھ بھی آنکھون مین مروت ہے

کہنے کو تو کہتے ہو تم سن نہ سکو شاید
جو دل کی حکایت ہے یہ درد حکایت ہے

افسوس ضیا تونے اپنے کو مٹا ڈالا

لیکن نہ وہ ہاتھ آیا جسکی مجھے الفت ہے

دشمن کہ دوست کوئی ہو سبکی خدا سُنے
مین چاہتا ہون میری وہ بت التجا سُنے

کچھ ابتدائے عشق ہی سمجھا نیک و بد
میری نہین کسیکی دلِ مبتلا سُنے

قاصد گیا بھی اور رسائی بھی ہوگئی
اُسکی خوشی اگر نہ مرا ماجرا سُنے

اچھا نہ سنئے حالِ شبِ غم نہین سہی
اکبار اور کہئے کہ میری بلا سُنے

نالے بھی ایسے ویسے تھے آہین بھی نہین تھین
فریاد کی تو کہنے لگا وہ خدا سُنے

دل کو تڑپتے شمع کو جلتے کٹی ہے رات
قصہ ہمارے درد کا درد آشنا سُنے

یہ انتظام آجتک اس بزم مین نہین
بیٹھے وہ میرے پاس مرا مدعا سُنے

لیلی ہی کچھ سمجھتی تھی مجنونکی بات چیت
کیا کہہ رہا ہے دل تری زلفِ دوتا سُنے

کہتے ہو دلکی چوری کوئی عیب ہی نہین
پہلو مین پھر بٹھالے اگر دوسرا سُنے

کس سے کہین کہ عشق نے لوٹا ہے کس طرح
بیکس غریب دلکی سُنے تو خدا سُنے

مین شکوہ ہائے غفلتِ بیجا کیا کرون
وہ کیون شکایتِ ستمِ ناروا سُنے

آجائیگی ہنسی کبھی ہو جائیگا سکوت
اُسکی زبان سے کوئی مرا ماجرا سُنے

اس سے خموشی دہن زخمِ دل بھلی
کیون چھیڑ کر کسی کو کوئی کوسنا سُنے

مشتاقِ جلوۂ رخِ جانان ہو کبھی
جسکو خدا نے کان دیے ہون صدا سُنے

باتین پتے کی خاک نہ سمجھیگا یون کبھی
عاشق کسیکا ہو کے کلامِ ضیا سُنے

حسین یون تو ہزارون ہین چاہنے کے لئے
مین ڈھونڈھتا ہون محبت نباہنے کیلئے

جگر کی پھانس نے ایسا گلا دبایا ہے
تڑپ رہا ہون شبِ غم کراہنے کیلئے

کسیکو حوصلہ کیا ہو کسیکی الفت کا
کہ عمر خضر بھی کم ہے نباہنے کے لئے

وہ درد دل مین ہے جو سانس بھی نہ لینے دے
کلیجہ چاہئے شب بھر کراہنے کے لئے

یہ آرزو ہے کہ جنت مین بھی نصیبون سے
خدا کرے تمھین ملجاؤ چاہنے کے لئے

بمشکل مردہ ہون لیکن ہنوز جیتا ہون
فقط تمھاری محبت نباہنے کے لئے

بتاؤ گانٹھ گرہ مین بھی کچھ ہے یا یونہین
ضیا چلے ہو حسینون کو چاہنے کے لئے

ابھی ہے تیغ گران مجھسے ناتوان کیلئے
بڑے کلیجے سے آئے ہو امتحان کے لئے

پکارتی ہے سر شام دل کی ویرانی
چراغ دے کوئی اُجڑے ہوے مکان کیلئے

پناہ مانگے اُس آہِ نیمکش سے حضور
جسے کہا کہ بری ہے یہ آسمان کے لئے

جگر کی پھانس پسندِ رگِ گلو نہ ہوئی
تڑپ رہی ہے تمنّے خنجرِ روان کے لئے

مدد کے غم مین ہے تر آنسوؤن سے وہ دامن
جو چاہئے تھا مری چشم خونفشان کیلئے

تماشا دیکھئے گھٹ گھٹ کے دم نکلنے کا
طلب کرونگا اجازت اب فغان کیلئے

نہ آنسوؤن مین اثر ہے نہ آہ مین تاثیر
نہ کچھ زمین کیلئے ہے نہ آسمان کے لئے

نگاہِ شوق کو آوارگیون سے لطف ملا
تمھین خبر بھی ہے ٹھہرے کہان کہان کے لئے

شبِ فراق نے کھوئی بلا سے نیند مری
قرار ڈھونڈھ رہا ہون دلِ تپان کے لئے

جو آنکھین یار کی اُٹھکر جھکین غضب ٹوٹا
قیامت آئی زمین پر آسمان کے لئے

جگر کے دل کے کلیجے کے چند ٹکڑے تھے
نصیب وہ بھی نہین اپنے غم نہان کیلئے

خدنگِ ناز سے بیچارہ دل ہے شرمندہ
غریب کیا کرے سامان میہمان کیلئے

خدا نے آپکو پتھر سا دل دیا صاحب
بس اور چاہئے کیا ہے امتحان کیلئے

حضور کچھ تو محبت کا حق ادا کر دیں
دعائے مرگ سہی اپنے نیم جان کے لئے

چلے تھے دو ہی قدم وہ زمین نے دی صدا
اُٹھا رکھو کوئی فتنہ تو آسمان کے لئے

جو آگئی تو خطا کیا مری طبیعت کی
سزا نکالئے کچھ اپنے پاسبان کے لئے

زمانہ بھر کو ترے بانکپن نے خاک کیا
پکار اُٹھا کہ مٹو ایسے نوجوان کے لئے

کہاں کہاں نہ مٹایا لکھا مقدر کا
جبین بنی تھی ترے سنگ آستان کیلئے

قرار بھی ہے سکون بھی ہے چین بھی ہے مگر
جو پوچھئے تو نہیں ہے دلِ تپان کیلئے

اُٹھاؤ تیغ نزاکت اگر اجازت دے
عدو سے کیوں ہوئے بد میرے امتحان کیلئے

بڑا تھا حوصلہ عہدِ شباب کا ہم کو
بہت خراب ہوئے ایک گلستان کیلئے

کہیں گے چارہ گر کیا ایڑیاں رگڑ کے مرا
بڑی لکھی ہے قضا تیرے نیم جان کے لئے

غضب ہے یار کی محفل میں دل بھی ساتھ آیا
جگہ یہ خوب نہیں میرے رازدان کے لئے

تم اچھے نام بھی اچھا تمہاری یاد اچھی
مرے لئے مرے دل کے لئے زبان کیلئے

ہے وصل و ہجر کا جھگڑا ضیا محبت میں
بکھیڑے آپ نے یہ اپنے سر کہاں کے لئے

کبھی دکھے ہوئے دل سے جو آہ کی ہوتی
پکار چار طرف سے پناہ کی ہوتی

گرا ہے آنکھ سے میری تو خاک میں ملے
کسی پر اتنی کسی نے نگاہ کی ہوتی

وہ کہتے ہیں کہ محبت تمہیں نباہو گے
نباہتے جو یہ صورت نباہ کی ہوتی

اُسی تڑپ کو شبِ وصل ڈھونڈتا ہے دل
وہی خلش ترے تیرِ نگاہ کی ہوتی

ہزار حیف کہ دیکھا گیا نہ ظالم سے
بڑی خوشی مرے حالِ تباہ کی ہوتی

نکال لیجاتے گر ساتھ آرزوؤں کے
دلِ عدو میں اگر ہمنے راہ کی ہوتی

شبِ فراق جو بنتی کسیکے کاجل سے
جگہ تو آنکھون مین اس روسیاہ کی ہوتی

بتاتا کون جو محفل مین ڈھونڈھتے دل ہم
تلاش بھی ترے دزدِ نگاہ کی ہوتی

ستم کشانِ محبت مین تو گنے جاتے
یہ کیا کیا جو کیا ضبط آہ کی ہوتی

شبِ دو ہفتہ کچھ ایسی بُری نہین کٹتی
جو اک شبیہ کسی رشکِ ماہ کی ہوتی

غزل سرا ہو ضیا اور تم خموش رہو
جو واہ نکلی تھی منہ سے تو آہ کی ہوتی

بیٹھنا بزم مین اُس شوخ کی مشکل ہو جائے
درد بھی رہ کے جو پہلو مین کہین دل ہو جائے

تا قیامت نہ پھرے جسکی طرف دل ہو جائے
وہ طبیعت نہین ہر اک پہ جو مائل ہو جائے

اور بیتابیان کیا کہیے شبِ فرقت کی
دیکھنے والا بھی دل تھام کے بسمل ہو جائے

قتل کرنیکی ادائین بھی ہوا کرتی ہین
آپکی طرح کوئی اور تو قاتل ہو جائے

یہ تو مانا کہ وہ انسان ہے کچھ حور نہین
کیا کرین ہاتھ سے بے ہاتھ اگر دل ہو جائے

وصل کا نام سُنا کرتے ہین ہوتا بھی ہے
ہم تو جب جانین کسی دن ہمین حاصل ہو جائے

آدمی زلف کے پھندے سے بچالے دل کو
اس سے بہتر ہے کہ پابندِ سلاسل ہو جائے

یہ عجب لطف ہے جب دیکھیے پردے مین نہین
پھر نیا شوق نئی آنکھ نیا دل ہو جائے

نام جانیکا جو لو طنز سے وہ کہتے ہین
کہین ایسا نہو سونی مری محفل ہو جائے

آدمی آدمی کے بس مین تو ہو جاتا ہے
میرے قابو مین تو کمبخت مرا دل ہو جائے

رنگ لائے جو کہین جوشِ جنون مقتل مین
طوق گردن کا مرے خنجرِ قاتل ہو جائے

دل چرا لیتا پھر الزام یہ اُلٹا دھرتا
کیون کہین دیکھکے ایسا کوئی غافل ہو جائے

ہائے دیکھی نہین جاتی ہے ضیا کی حالت

ہائے کمبخت کی آسان کہین مشکل ہو جائے

ہمارے درد کا پہلو یہی نکلتا ہے — کہ چٹکیون سے کلیجا کوئی مسلتا ہے

کسے ہو دھیان ہم ایسونکے ہنسنے رونے پر — جنون والون کا کچھ یون نہین جی بہلتا ہے

ہوا جو نزع مین دیدار بھی تو ہوش کہان — نکلتی ہی مری حسرت کہ دم نکلتا ہے

بہت سے دل ہین کہ جن کو سنبھال سکتے ہین — یہ دل وہ ہی کہ سنبھالے نہین سنبھلتا ہے

اٹھائے جاتے ہین تعظیم غیر کو سو بار — ہمارا بیٹھنا محفل مین انکو کھلتا ہے

چراغ تک نہین اس اجڑے خانۂ دل مین — وگرنہ شام کو گھر گھر چراغ جلتا ہے

رہین یہ آنکھین سلامت جگر کے گھاؤ کی خیر — کہ آنسوؤن کی جگہ اب لہو نکلتا ہے

مرا جو بس ہو تو آپ اپنی روک تھام کرون — مگر کچھ آئے ہو تو دل سے زور چلتا ہے

بڑا ستم تو یہ ہے اس شخص کی پشیمانی — جو منہ سے کچھ نہین کہتا ہی ہاتھ ملتا ہے

پڑا جو داغ کلیجے مین وہ نہین مٹتا — چبھا جو دل مین وہ کانٹا نہین نکلتا ہے

جب اسکے کوچے مین دیکھا ضیا کو یون کہا
کلیجا ہاتھون سے تھامے ہوئے ٹہلتا ہے

ٹپکے جو چشم تر سے وہ کمبخت یاس ہے — نکلے جو آہ بنکے وہ دل کی بھڑاس ہے

دم پہ وہ بن رہی ہی کہ جینے سے یاس ہے — مرتا ہون مین کہ پھر ترے ملنے کی آس ہے

اب دل کی حسرتون کے نکلنے کی یاس ہے — جو آس ہے وہ ٹوٹنے والی ہی آس ہے

جس بزم مین نہین تری محفل کا رنگ ڈھنگ — رونق وہان ہو لاکھ مگر پھر اداس ہے

تقدیر اپنی اپنی محبت کا کیا قصور — میرے لئے جو شخص ہزارون کو راس ہے

جا کر کسیکی بزم مین ہم ایسے لٹ گئے — کھونیکے واسطے بھی نہین اب حواس ہے

اک آہ سرد کھینچکے کہتا ہے کچھ نہ پوچھ
کسنے تباہ حال کیا کس کا نام لون
جو نہین سایہ اثر ہے کسیکی نگاہ کا
مجھ سے جہان پہ ٹوٹ کے پڑا غم نصیب
یہ سوچکر رکھا ہے قدم کوے عشق مین
اے انقلاب دہر وہ دن کیا ہوئے

جب دل سے پوچھتا ہون تو کیون اداس ہے
اک آشنائے ظلم و وفا ناشناس ہے
ہوش اپنے ہین بجا نہ ٹھکانے حواس ہے
پھر اُس جگہ کو دیکھئے کیسی اداس ہے
مرنا ہی ایک دن ہے تو پھر کیا ہراس ہے
تھا جن دنون گھمنڈ کہ دل میرے پاس ہے

کیونکر کوئی حسین تمھین چاہے اے ضیا
کچھ ایسی شکل ہے نہ کچھ ایسا لباس ہے

جنون عشق کا باعث شباب ہوتا ہے
مزاج یار سے بھی نیرنگیان فلک مین کہان
جو کٹتی ایک سی فرقت کی شب تو پھر کیا تھا
اُمیدوار کو اپنے ۔ اُمید پر تو رکھو
ہزار حیف کہ مین اُسکا آئینہ نہ ہوا
سنبھالتا تو ہون دل کو بہت شب وعدہ

یہ دن بُرے یہ زمانا خراب ہوتا ہے
گھڑی گھڑی مین یہان انقلاب ہوتا ہے
کبھی غشی تو کبھی اضطراب ہوتا ہے
کچھ اُسپہ رحم بھی جسپر عتاب ہوتا ہے
وہ شاید آئینہ سے بیحجاب ہوتا ہے
مگر کچھ آپ ہی آپ اضطراب ہوتا ہے

ضیا کو دیکھکے اللہ ہمکو یاد آیا
کوئی کسی کے لئے یون خراب ہوتا ہے

سوجھی بھی جو ضیا کو تو اپنے مرنے ہی کی
کچھ خاک بھی ہے سر پہ کچھ پاؤن بھی ہین تھکے
وہ غم نصیب ہین نہین سوتا ہے کبھی کسی دن

ایسی تھی جان دہ پھر قاتل سے دوستی کی
اے کاش اُسکو ہوتی یہ شان عاشقی کی
آئی نہ جیتے جی کبھی کوئی گھڑی خوشی کی

پیوندِ خاک کر دو اکبار سب کو صاحب ۔ مٹی میں کیوں ملاؤ تم آرزو کسی کی
ترکِ وطن کی خواہش ہم سے یہ کہہ رہی ہے ۔ تقدیر میں تمہاری ہے موت بیکسی کی
اک عشق میں بہت کچھ ہو سکا نہ اب تک ۔ باز آ گئے ہزاروں لاکھوں نے خودکشی کی
قاصد کا ہنسکے دینا ہم کو نہ راس آیا ۔ برسوں رُلانے والی تحریر تھی کسی کی
مجھ سخت جان سے بھی تنگ آ کے کر رہی ہیں ۔ گردن پہ چل رہی ہیں چھریاں بے بسی کی

کس رنگ نے ضیا یہ صورت تری بنائی
اے بندۂ خدا کچھ کہہ بھی تو اپنے جی کی

کچھ اپنی سدھ نہیں پھر تو ایک عالم ہے ۔ غریب دل نہیں معلوم کس خیال میں ہے
خوشی ہماری کبھی یار کی خوشی نہ ہوئی ۔ ہمیشہ تو بھی گذرنا اسی ملال میں ہے
انہیں تو رحم بھی آیا وہ پوچھتے بھی ہیں ۔ مجھی کو عذر مگر اپنے عرض حال میں ہے
کسی کی بزم میں بیٹھے تھے سر جھکائے ہم ۔ کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کس خیال میں ہے
وہ غم نصیب ہیں آئی ہنسی تو رونے لگا ۔ مری خوشی کو بھی جب دیکھئے ملال میں ہے
شریک کون ہو تیرے غم جدائی کا ۔ جو ایک دل وہ تری حسرتِ وصال میں ہے
دکھا دی زلف کبھی منھ بھی آج کیا ہوگا ۔ کہیں نہیں تو مرا دل ترے خیال میں ہے

ضیا کو دیکھتے پہلے تو آپ رو دیتے
قلق ستایا ہوا اب تو اچھے حال میں ہے

کب ہوش و حواس ہیں ٹھکانے ۔ دل چھین لیا تری ادا نے
ہستی میں ملائی خاک میری ۔ برباد بھی کی نہیں صبا نے
آئے گی سمجھ کبھی تو آخر ۔ سنئے گا ہم ایسوں کے فسانے

ناحق بھی کسیکا دل دُکھانا
کافر یہ کہا ہے کس خدا نے

آنا ہو تو کیون کہو عدو سے
آنیکے ہزار ہین بہانے

بھیجی ہوئی آئی تھی کسی کی
پوچھا نہ مزاج بھی قضا نے

رویا بھی تو اُس سے آگے رو دیا
یہ اور بُرا کیا ضیا نے

ہے ہچکیونکی ڈاک برابر لگی ہوئی
اب کیا بجھائیگی مژہ تر لگی ہوئی

سنوائیے ایخدا وہ کسی کی زبان سے
جو میرے جی سے ہے سر محشر لگی ہوئی

اُٹھ اُٹھکے درد کہتا ہے یہ ضبط آہ سے
سچ کہنا کیسی چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی

ہم اسطرف رہین پس پردہ رہین حضور
دوچار ہوگی آنکھ مقرر لگی ہوئی

اے حسن والے یار اُٹھا بھی نقاب رُخ
پھرون بھیڑ ہے سر محشر لگی ہوئی

وعدہ وہ بھولتے ہین ابھی اُٹھینگے جب جوان
مہندی رہیگی پاؤن مین اکثر لگی ہوئی

محشر پہ ٹھہرے فیصلہ کیون بات بات کا
رکھے اگر نہ اپنا مقدر لگی ہوئی

ہم دل جلونکی خاک جہان ہوگی اُس جگہ
کچھ آگ سی رہیگی برابر لگی ہوئی

کہنے کو بجھ گیا ہے دل اپنا مگر ضیا
کیا جانئے کہ جی سے ہے کیونکر لگی ہوئی

آپکی بزم مین کس طرح یہ دھڑکا جائے
ہم تو آئے ہین طبیعت نہ کہین آجائے

حال اُس دل کا سُنا جائے کہ دیکھا جائے
نہ قرار آئے جسے اور نہ تڑپا جائے

مہربانی بھی پھر بھی یہ ستم ہے کہ ہمین
کچھ ہمی سے ترے یار ہین جو پوچھا جائے

اب نہ سمجھائیے اے حضرت ناصح سمجھے
آپ دنیا مین رہین عشق کا سودا جائے

کس قیامت کا پیامی کو ملا ہی یہ جواب
جان کے اپنی وہ جاتا ہی تو اچھا جائے

جب تڑپنے کا مزہ ہو کہ تڑپنے والا
دیکھتا جائے ہمین اور تڑپتا جائے

فلکِ پیر نے کتنون ہی کا دیکھا ہی شباب
کوئی اتنا بھی جوانی پہ نہ اترا جائے

دل سے ہمراز کا بھی ساتھ نہونا بہتر
جب کوئی جائے حسینون مین تو تنہا جائے

اسکی محفل سے اُٹھے دل سے یہ وعدہ لیکر
اضطراب آگے یہان پھر ہمین پہونچا جائے

کوئی چھپتا ہی چھپانے سے جوانی کا ابھار
آپ کیا کیجئے آنچل ہی جو سرکا جائے

حیف صد حیف کہ سب لوگ ہون سر آنکھون پر
اک صفیاؔ انکی محفل مین نہ پوچھا جائے

دلِ صد چاک کو چھیڑے ہے کوئی بل ڈالے
اسکے زلفون مین کہین اوسنے یہ بل ڈالے

بزم ساقی مین جو لب بند ہے میری طرح
تو لہو منہ سے مےِ ناب کی بوتل ڈالے

عالمِ خواب کے سامان پہ عبث حیرت ہی
کہدو نرگس سے کہ آنکھین ذرا مل ڈالے

وہ سیہ بخت ہون مر جاؤن تو رونے کے لئے
آکے مدفن پہ مرے چھاؤنی بادل ڈالے

دلِ زاہد بھی نگاہون پہ جو چڑھ جائے کہین
خاک آنکھون مین تری چشمِ مکحل ڈالے

طرزِ رفتار قیامت ہے خدا اچھا ہے تو
جان مردون مین ترے پاؤن کی چھاگل ڈالے

کل تو دیکھا تھا صفیا کو کہ چلا جاتا تھا
کفنی پہنے ہوئے کاندھے پہ کمل ڈالے

تاب اتنی کہان ہی کہ لبون پر جگر آئے
دل بیٹھ گیا نالے پہ لیکن خبر آئے

اچھا تو یہی ہے کہ اجل پیشتر آئے
کچھ دیر کے بعد آئے طبیعت اگر آئے

آنکھین جو ہوئین بند دمِ نزع کھلا یہ
وہ نیند غنیمت ہے جو وقت سحر آئے

ایسا ہون سیہ بخت اگر شمع جلاؤن — دن کو بھی مرے گھر مین اندھیرا نظر آئے

محرومیِ تقدیر ہنسا کرتی ہے یعنی — تو مانگے دعا اور فغان مین اثر آئے

اٹھتا ہو جو اُس بزم سے اک چوٹ سی کھا کر — میرا سا کلیجا ہو تو جیتا وہ گھر آئے

آنا مرے قاصد کا مری یاس سے پوچھو — آنے کو ادھر سے تو کبھی نامہ بر آئے

مشکل تو یہ ہو تھاہ نہین عشق کی ملتی — ڈوبا ہوا اس بحر کا شاید ادھر آئے

ہم نے تو تصور مین ضیا طور پہ دیکھا
بیہوش سے کچھ حضرتِ موسیٰ نظر آئے

حالت جو اُسنے پوچھی دلِ غم شناس کی — آہون کے ساتھ کھنچ گئی تصویر یاس کی

وارفتگی نہ پوچھیے اُس شوخ کی جسے — رخصت بھی یاد آئی نہ ہوش و حواس کی

تھا ہمسے غم نصیبون مین رونیکا کیا محل — اے شمع تونے اور بھی محفل اداس کی

امید ہے بھی جو شبِ وعدہ وہ منہ چھپائے — پیشِ نظر جو ہے بھی تو صورت ہے یاس کی

ناصح وہ بیحجاب بہت دیر تک رہا — ایسے مین کسکو ایسی پڑی تھی حواس کی

کچھ ایسی طول تو نہ شبِ ہجر تھی مگر — کمبخت کی ہر ایک گھڑی تھی ہراس کی

کمبخت دل کو ہی بھی تو الفت کا روگ ہے — الفت بھی کس کی تجھ سے وفا نا شناس کی

قاصد بغیر نامہ پڑا ہے لکھا ہوا — مٹی خراب ہوتی ہے مقتول یاس کی

آنکھون کو یون بھی ایک طرح کا سرور ہے — لے لیجیے کہ دیکھیے رنگت گلاس کی

اک بات پر ملا ہے یہ منہ پھیر کر جواب — کچھ خیر تو ہے کیجیے باتین حواس کی

امید آئی بھی تو نہ دل مین ٹھہر سکی — اللہ کیا ڈراؤنی منزل ہے یاس کی

مضمون زبان غیر سے جو ہو گیا ادا — جھوٹی ہوئی وہ بات تھی ہلکے گلاس کی

آخر ضیا گلون کی قبائین ہین چاک کیون
آئی پسند وضع کسی خوش لباس کی

تنہائی فرقت سے جان اب بہت اُکتائی
دل ڈھونڈھتا ہو اپنا اک دوسری تنہائی

اول تو کلی دل کی کھلنے ہی نہین پائی
ایسا بھی ہوا اکثر کھلنا تھا کہ مرجھائی

ہم کو تو شبِ فرقت لینے کو اجل آئی
ہم کسپہ تجھے چھوڑین اے عالمِ تنہائی

گو دردرسیدہ ہو دل پھر بھی بہت خوش ہے
سو چوٹین نہین کھائین اک چوٹ کڑی کھائی

کچھ منتظری اپنی پوچھے جو وہ اے قاصد
کہدینا کہ آنکھون سے رخصت ہوئی بینائی

دنیا سے جدا ہوگا دنیا مین مرا ماتم
پیٹے گی پسِ مردن مجھکو مری تنہائی

اک حسن پرستی مین سو طرح کی خوبی ہے
کیا جانیے کیون پہلے تھوڑی سی بھی رسوائی

سوچا جو مآل اپنا دنیا سے ہوئی نفرت
یعنی تری فرقت مین جینے سے قسم کھائی

آج اشک یہ کہتے ہین دل درد سے واقف ہے
دونون مین خدا جانے کب کی ہے شناسائی

جس سمت گزرتا ہون سب آڑیان آتی ہین
ہے داد طلب تجھسے ظالم مری رسوائی

ملنے جو دمِ آخر احسان کیا لیکن
محشر پہ اٹھا رکھیے اب اپنی مسیحائی

کہہ جائے ضیا جو کچھ کانون سے تقاضا ہے
کمبخت ہے سودائی اور آپ کا سودائی

تا نیم شبی اُن کے جگر تک پہونچے
یا الٰہی یہ دعا اپنی اثر تک پہونچے

رات بڑھتی گئی ہر روز جہان فرقت کی
رفتہ رفتہ وہان گیسو بھی کمر تک پہونچے

گھر سے گھر مین ہی جانا ہے تو پردہ معلوم
اپنے گھر سے جو چلے غیر کے گھر تک پہونچے

شب وعدہ بھی کٹی دل کو یہی سمجھاتے
کیا عجب ہے وہ دغاباز سحر تک پہونچے

ترچھی نظرون کے اشارے بھی غضب ڈھاتے ہین — دل سے گذرے جو یہ پیکان تو جگر تک پہونچے

اُن کو غصہ مین کئی بار سنبھالا مین نے — بال کھل کھل کے کئی بار کمر تک پہونچے

سیکڑون بار پلٹ آنا مناسب سمجھا
سیکڑون بار ضیا یار کے در تک پہونچے

خدا کا ناشنوا ملا ہے دل مجھے — یہ نہ رکھیگا کسی قابل مجھے

بیٹھنا جب چار لوگون مین ہوا — آگئی یاد آپ کی محفل مجھے

تم ہمارے خون ناحق کے گواہ — آنکھین کہتی ہین کہو قاتل مجھے

راستے کی ماندگی کا ہو بھلا — خوب نیند آئی سر منزل مجھے

ورد و تم سے سرمہ و دنبالہ دار — اور یہ آنکھین کرین بسمل مجھے

ایسی پرسش اور ایسی داد ہو — خود پکارے حشر مین قاتل مجھے

تمنے انداز اپنا کچھ سکھلا دیا — یہ جو تڑپاتا ہے درد دل مجھے

زندگی و موت پر تو کچھ نہین — عشق مین دونون ہوئے مشکل مجھے

پھر دکھا دینا اسی انداز سے — وہ ادا جسنے کیا بسمل مجھے

چل ملا اس کو مجھکو چھوڑکر — اب نہین کچھ اعتبار دل مجھے

عیش و آرام اپنا کھویا اے ضیا
کچھ محبت مین ہوا حاصل مجھے

کچھ بھی تاثیر محبت مین اگر ہوتی ہے — کیون نہین یار کو پھر میری خبر ہوتی ہے

کبھی آتی تھی ہنسی شعر پہ ہین — اب تو اپنی بھی اسی طرح بسر ہوتی ہے

محو حسرت دل اٹھ چپ ہے کوئی — نہین بچتی جو محبت کی نظر ہوتی ہے

تم نے اتنا بھی تو پوچھا نہ کسی سے مجھکو
کچھ پسند آگئی شاید انہین بیتابی دل
اُن کو غفلت ہی ہی نالۂ دل کچھ بھی نہین
شب فرقت کی ہر اک پل ہے قیامت کی گھڑی
رُوکے رُکتی نہین کمبخت طبیعت اپنی

حال کیا ہجر مین ہو کیسی بسر ہوتی ہے
آج رہ رہ کے جو اس سمت نظر ہوتی ہے
مین نے مانا کہ فرشتون کو خبر ہوتی ہے
ورنہ ہو نیکو تو باتون مین سحر ہوتی ہے
جس طرف ہوتی ہو بیخوف و خطر ہوتی ہے

نہ تو جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر ضیا
نہ تو موت آتی ہے مجھکو نہ سحر ہوتی ہے

ہائے بگڑی ہوئی تقدیر نہین بنتی ہے
اسکے دیوانون سے حداد بھی تنگ آئے ہین
ہم اُلٹے لگا لے ضبط خموشی کب تک
یون کسیکا تو کلیجا نہین چھلنی ہوتا
لکھنے بیٹھے انہین جب خط تو ہوا اک جھگڑا
مرنیوالون سے شب غم کی مصیبت پوچھو

نہین بنتی کسی تدبیر نہین بنتی ہے
کونسا دن ہے کہ زنجیر نہین بنتی ہے
بے کہے نالۂ شبگیر نہین بنتی ہے
یون کسیکی تو نظر تیر نہین بنتی ہے
دل سے ہمسے دم تحریر نہین بنتی ہے
دم پر ایسی ہے شمشیر نہین بنتی ہے

چپ جو بیٹھون تو وہ کہتے ہین رقیبون سے ضیا
دیکھو ایسی کہین تصویر نہین بنتی ہے

اک تو انکو باوفا سمجھے یہ نادانی ہوئی
ہمنے ہر صورت سے دیکھا کھینچکر تصویر یار
ایسے آنکھون مین وہ دل سے سب ارمان چل بسے
دیکھ لینا شرط ہے آئینہ رو یون کا جمال

دوسرے ارمان دل لیکر پشیمانی ہوئی
جو کھنچی اس شیشۂ دل پہ وہ لاثانی ہوئی
خانۂ آبادی کے شامل خانہ ویرانی ہوئی
جسنے دیکھا قابل دید اسکی حیرانی ہوئی

زلفیں الجھیں اُس طرف اُنکے کہ شانہ سر چڑھے
مجھسے برہم اس طرف میری پریشانی ہوئی

شکوہاے کاتب تقدیر سب سچے ہونگے
اُسکے سنگ در پہ جب دن میری پیشانی ہوئی

آئینہ آگے دھرا رہتا ہے اب آٹھون پہر
تو انہیں منظور آپ اپنی نگہبانی ہوئی

پہلے کیا جانے دیا تھا انکو دل کیا جانکر
اب تو اتنا جانتے ہین ہم کہ نادانی ہوئی

سیکڑون ارمان میرے آکے دل مین رہ گئے
گھر اُسیکا ہو گیا یہ جسکی مہمانی ہوئی

غیر نام قتل سنکر کیا ہنسے کیا کھل پڑے
مرنے والون کے لئے البتہ آسانی ہوئی

موسم گل مین تو اک تار گریبان تک نہین
اور تھے وہ دن کہ جنمین چاک دامانی ہوئی

جائے ایسا غم جہنم مین کہ جس سے غیر خوش
ایک دن کیسے گھر ہماری فاتحہ خوانی ہوئی

دل لگانا بھی ضیا کا اک تعجب کی ہے بات
ایسا عاقل اور اُس سے ایسی نادانی ہوئی

شام شب فراق کیا دل ہی کو پیچ و تاب ہے
وہ بھی تو مضطرب سا ہے دل مین جو اضطراب ہے

دیکھئے کیا ہو طور پر دونون مین چھن رہی ہے خوب
اک مرا اشتیاق ہے ایک ترا حجاب ہے

ہجر کی بات آئی کون دیکھئے اشتہار یان
پہلوی چشم شیرین نیند بھی مست خواب ہے

جلوہ حسن دلفریب دیکھنے پائے تا نہ غیر
پردہ ہماری آنکھ کا غنچہ تر نقاب ہے

رنگ زمانہ کی طرح لیتے ہی دل بدل گئے
آپکا کچھ گلہ نہین شکوۂ انقلاب ہے

آیا کہین قرار اگر ہجر کی رات ہے بھی ہو
ٹھہریگا کونسی جگہ دل مین جو اضطراب ہے

آئے ہو کسکے پاس تم بیٹھے ہوئے ہو دور کیون
مین تو نہین خراب ہون حال مرا خراب ہے

[illegible]
دل جو نہو تو کچھ نہو پاس کا یہ عذاب ہے

آکے وہاں سے نامہ بر سامنے چپ کھڑا رہا
کہنے کو کچھ نہین رہا خط کا یہی جواب ہے

پیر مغان کی خیر ہو چاہئے ایک جام دو ۔ شیخ نہ سمجھے پئے پانی ہے یا شراب ہے

کچھ تو بیان کر ضیا چپ سی لگی ہوئی ہے کیوں
کیسے غم فراق میں حال ترا خراب ہے

تڑپ میرے دل کی مری بیقراری ۔ غرض کیا جو دیکھو بلا سے تمہاری
وہ بیکس ہوں آپ اپنے کو کہتا ہوں ۔ تمھو اب بہت کر چکے آہ و زاری
اٹھا درد فرقت بھی پہلو سے دل سے ۔ کہ دیکھی نہ جائیگی یہ بیقراری
میں ہوں شمع محفل کے دل سے پوچھو ۔ مرا سوز پنہاں مری اشکباری
رہا انتظار عدو اُن کو جس شب ۔ یہاں میرے آنکھوں میں وہ شب گذاری
زمین پر بھی بیٹھو تو کہتے ہیں اٹھو ۔ چلو ہٹئے وہ اپنی یہ خاکساری
تغافل کہاں کا تصور میں اُن کے ۔ ہمیں کچھ نہیں تو خبر کیا ہماری
سر طور موسیٰ کا بیہوش ہونا ۔ سمجھتے تو یہ تھی بڑی ہوشیاری
مجھے دوست احباب سمجھا بجھا کر ۔ کہو تم بھی کچھ سنلوں شاید تمہاری
گئے حال سے جسکو کہتے ہیں مرنا ۔ حقیقت میں وہ زندگی ہے ہماری

ضیا تیرے لاشے پہ کرتی ہے ماتم
تری جامہ زیبی تری وضعداری

متفرقات

بعد مردن ہائے کس کس نے کیا ہے غم مرا ۔ یاس روتی ہے تو حسرت کرتی ہے ماتم مرا

سنتے ہین شب بھر رہی محفل مین شمع اشکبار
ملگیا اُسکو کہان سے دیدۂ پرنم مرا

آہ کر دیکھی نالہ کر دیکھا
ہمنے دونون کو بے اثر دیکھا

مر گیا جب کوئی تو آپ آئے
جیتے جی ہمنے حضور کیا کہنا

سختی ہجر تھین کہدو اُٹھائین کبتک
دل ہے پہلو مین ہمارے کوئی پتھر تو نہین

چین آئیگا نہ کشتۂ حسرت کو حشر تک
جاتا ہون قبر مین دل بسمل لئے ہوئے

ہاتھ خالی جاکے بیٹھے تھے کسی کی بزم مین
لیکن اُٹھے تو اُٹھے درد جگر لیتے ہوئے

چھا گئی اودی گھٹا چرخ پہ بادل آئے
مئے انگور کی ساقی کوئی بوتل آئے

کہ ٹیس جگر مین اُٹھتی ہے اک درد سا دل مین ہوتا ہے
ہم رات کو رویا کرتے ہین جب سارا عالم سوتا ہے

رباعیات

بیشک ہون برا غیر سے اچھا اچھا
دو ہراتے ہو کیون بات مین سمجھا سمجھا
بیٹھون گا کبھی آکے نہ اب پہلو مین
مین صورت دل آج جو بیٹھا بیٹھا

دیگر

الفت کے جتانے کا یہ انجام ہوا
مین پیش عدو قابل دشنام ہوا
بتلا تو سہی بات جو اپنی کھوئی
حاصل تجھے کیا اے دل ناکام ہوا

دیگر

یہ دن تو دشمن کو بھی دکھلائے خدا
افسوس مرا عشق مین کیا حال ہوا
خاموش اپنے کو آپ پاتا ہون ضیا
اُس بت نے بنا رکھا ہے ایک بت گویا

دیگر

پہلو کوئی اُسنے ستم کا چھوڑا
کہہ کہکے کڑی باتین عرض دل توڑا

خاموش ہی رہنے دے نہ چھیڑ اے ہمدم
صدموں نے جگرا پنا ہے پکا چھوڑا

دیگر

پہلو مین رقیبون کو بٹھانا کیسا
غیرون کے لئے پان لگانا کیسا

دیکھا نہین جاتا ہے نظر سے اپنی
آنکھون پہ یہ دیوار اوٹھانا کیسا

دیگر

یارون سے ہین سرگرم ملاقات رہا
احباب کا ممنون عنایات رہا

لیکن نہوا فکر سخن سے غافل
سودائے لب و زلف مین دن رات رہا

دیگر

اک درد اُٹھا کرتا ہے دل مین اکثر
تڑپا تا ہے گھڑیون وہ مجھے بستر پر

دیکھا نہین جاتا ہے تو کہتے ہین طبیب
اس جینے سے کمبخت کا مرنا بہتر

دیگر

ناحق بھی ملاتے ہو عدو کی تصویر
اچھا ہے وہ خود اور ہے اچھی تصویر

سو بات کی اک بات کہے دیتا ہون
جیسا مین سیہ بخت ہون ویسی تصویر

دیگر

ہون رند بلا نوش مگر ہون بے زر
بوتل ہے کوئی پاس نہ کوئی ساغر

ساقی ترے صدقے مین غنیمت جانون
ملجائے کسی طرح اگر چلو بھر

دیگر

چمکے گا اگر کبھی مرے دل کا داغ
بجھ جائیگی شمع لاکھ کرتی ہے دماغ

غیر آگے مرے فروغ کیا پائے ضیا
سورج کے سامنے کہان نور چراغ

دیگر

کچھ مین ہی سمجھتا ہون تمہاری باتین
آئی ہوئی رکھی نہین کیونکر کہون
دھوکا یہ غضب کی ہین پیاری باتین
دل لینے کی پہچان ہین ساری باتین

دیگر

کیا کیا نہین غیرون کے ستم سہتے ہین
کھلواؤ نہ منہ بزم مین بیکار ضیا
بے ظرف ہمارا ہے کہ چپ بیٹھے ہین
تحقیر انہین کی ہے جو کچھ کہتے ہین

دیگر

اللہ بچائے وہ ستمگر تم ہو
ایمان سے کہتا ہون تو قہر تیغ
انسان کی صورت مین ہو پتھر تم ہو
بگڑو گے تو کیا ہے مقدر تم ہو

دیگر

لاتے نہ فرشتے سر محشر مجھکو
دوڑا ہوا آیا ہون بہت پیاسا ہون
مقصود تھا دیدار پیمبر مجھکو
اک جام دو یا ساقی کوثر مجھکو

دیگر

غیرون سے تمہارا ربط مدت کی ہوئی چاہ
اتنا تو تمہین یاد دلاؤن گا ضرور
طوطے کی طرح پھر گئی دونون مین نگاہ
کیا قول کے تم سچے ہو ماشاءاللہ

دیگر

تھنسے ہو رقیبون سے رلاؤ گے مجھے
اس فکر مین ہو بزم سے اٹھوا جا ضیا
کیا خاک اپنی پاس بٹھاؤ گے مجھے
پچھتاؤ گے اک روز مناؤ گے مجھے

دیگر

پوچھو نہ یہ تم عشق مین کیا ہوتا ہے — سب جانتے ہین حال برا ہوتا ہے
چپ چاپ ہی رہنا بہت اچھا ہے ضیا — کچھ اور جو کہتا ہون گلا ہوتا ہے

دیگر

ایسی تو نہ دشمن کی بھی قسمت پھوٹے — ایسا تو سہارا نہ کسیکا ٹوٹے
حالت پہ مری روئے نہ غربت کیونکر — گھر بار چھٹا اپنے پرائے چھوٹے

دیگر

ہے ایک ہی وہ ظلم و ستم کا بانی — وعدے کے مین غضب لائی مجھے نادانی
وہ دن بھی نگوڑے ہین محبت کوابھی — گھل گھل کے ہوا غم سے کلیجا پانی

دیگر

گو آپ سے روزانہ ملاقات رہی — اور آمد و شد بھی مری نرات رہی
مرنا ہے محبت کا نگرمشکل ہے — نبھ جائے تو جانون کہ بڑی بات ہی

ترجیع بند بر شعر جناب داغ دہلوی

کیا کہین وہ جو تیرے فلک نے زمانہ کیا ہے — جتنا سامان ہے اس دہر مین سب ہوکا ہے
اک تماشا سا ہی جو کچھ کہ نظر آتا ہے — منقلب ہستی ہو دنیا کا عجب نقشا ہے

ہائے وہ دن کہ پھری ہین رات نئی
روز شوق نیا روز ملاقات نئی

دل بھر آتا ہے جو یاد آتے ہین اگلے جلسے — کیسے کیسے تھے مکان لوگ تھے کیسے کیسے

مل گئے خاک مین سب خاک کے پیوند ہوئے — ہم بھی مرجائینگے آخر یہی کہتے کہتے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

ہائے وہ باغ جہان سیر کیا کرتے تھے — ہائے وہ شور عنادل جو سنا کرتے تھے
ہائے وہ پھول جنھین توڑ لیا کرتے تھے — ہائے وہ بارہ دری جسمین رہا کرتے تھے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

بادہ خواری مین بسر ہوتی تھی اوقات مدام — ایک سے ایک یہ کہتا تھا چلے جام پہ جام
کچھ غرض صبح سے رکھتے تھے نہ کچھ شام سے کام — اپنی محفل مین تکلف بھی تھا مشکل آرام

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

غم و رنج و الم و یاس کا مذکور نہ تھا — جسکو دل چاہتا تھا آنکھون سے وہ دور نہ تھا
سامنے کونسا ایسا بت مغرور نہ تھا — ناز و انداز مین جو رشک دہ حور نہ تھا

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

حال ایسا ہی کچھ اپنا ہو نہ روئین کیونکر — جان کھوتے ہی ہے جب تو نہ کھوئین کیونکر
ہاتھ دھونا ہی پڑا سب سے نہ دھوئین کیونکر — نیند آتی ہی نہین چین سے سوئین کیونکر

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

کس سے کہئے مے گلرنگ کا ساغر آئے | غم بہلانے کو کہاں ہے کوئی دلبر آئے
شکوۂ چرخ نہ کس طرح زبان پر آئے | آنکھیں کیونکر نہ ہوں لال اشک کیوں بھر آئے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

پہلے سرگرم بیانِ غم پنہاں کب تھے | پہلے خواہانِ علاجِ دلِ سوزاں کب تھے
پہلے گیسو کی طرح ایسے پریشاں کب تھے | پہلے مانند سحر چاک گریباں کب تھے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا اور ملاقات نئی

آجکل حال نمٹیا کا ہے بہت ہی ابتر | در پہ غمگین سا وہ بیٹھا تھا جھکائے ہوئے سر
میں نے پوچھا جو سبب کچھ نہ کہا منہ سے مگر | رو دیا پھوٹ کے یہ داغ کا مطلع پڑھ کر

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

تضمین بند بر شعر حضرت درد مرحوم

دوستو سننے کے قابل ہے حکایت میری | آگئی ایک پریوش پہ طبیعت میری
غم فرقت سے عجب غیر ہے حالت میری | دل میں رہ رہ کے پکار اٹھتی ہے حسرت میری

جی کی جی ہی میں رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی

حوصلہ دل کا نکلتا کبھی ایسا نہوا | لاکھ احباب نے چاہا کبھی ایسا نہوا

لاکھ دم ہونٹوں پہ آیا کبھی ایسا نہوا
ہوتی پوری جو تمنا کبھی ایسا نہوا

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

کوئی صورت نہین ملنے کی جو ملتا ہے ہمے
ہائے پھر کیا تھا سب ارمان بر آتے دل کے
اپنی آغوش تمنا مین اُسے بٹھلاتے
کہتے رو رو کے گذرتے ہین جو ہم پر صدمے

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

سیکڑون بار یہ چاہا کہ مناؤن اُس کو
گر پڑون پاؤن پہ یون راہ پہ لاؤن اُسکو
دل تڑپتا ہوا پہلو مین دکھاؤن اُس کو
کھینچکر ہاتھ کلیجے سے لگاؤن اُس کو

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک دن اُس سے ملاقات نہونے پائی

جان آنکھون مین ہے مرتے نہین ہم کیا کہیے
یاس سینے سے نکلتا نہین دم کیا کہیے
چھیلکے دل سہتے ہین جو رنج و الم کیا کہئے
روز و شب ہجر مین کھاتے ہین جو غم کیا کہیے

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک دن اُس سے ملاقات نہونے پائی

ہائے کیا کیا ہوئے ہم عشق مین رسوا بدنام
سچ کہا کرتے تھے لوگ ہے کہ بُرا اسکا انجام
سو تا راتون کو کیسے کہتے ہین کیسا آرام
بخت خفتہ نے ہمارے ہین کیا نا کام

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

دل جو آیا تو عجب مین نے مصیبت جھیلی
الامان کیسے غضب مین نے مصیبت جھیلی
مختصر یہ ہے کہ سب مین نے مصیبت جھیلی
ہائے جس بات کے سبب مین نے مصیبت جھیلی

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

کبھی عاشق سے نہ کی وعدہ وفائی افسوس
دل مین ایسی کبھی بھولے سے نہ آئی افسوس
حال وہ ہو کہ کرے ساری خدائی افسوس
کہی جاتی نہین قسمت کی بُرائی افسوس

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

دل کو کرڈالا ہے سوز تپ فرقت نے کباب
اشک خونین سے ہین آنکھین عوضِ جام شراب
سخت ناچار ہون کچھ ضبط فغانی نہین تاب
دے دیا صبر و تحمل نے بھی اب صاف جواب

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

ابھی دیکھا جو صبا کو تو عجب حال مین تھا
مین نے پوچھا کہ مزاج اچھا ہے خاموش رہا
پھر یکایک وہ جگر تھام کے بیتاب ہوا
حضرت درد کا مطلع یہ زبان پر لایا

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

تمام

اے مرے دل کی آرزو مری جان
ہر ادا پر تمھاری مین قربان

بھولی صورت پہ جان و دل صدقے ۔ قد و قامت پہ جان و دل صدقے
گیسوئے عنبرین پہ مین قربان ۔ چاند سی اُس جبین پہ مین قربان
تیغ ابرو پہ جان و دل صدقے ۔ چشم جادو پہ جان و دل صدقے
عیش و عشرت تمہین نصیب مدام ۔ ہے گذارش یہ بعد عرض سلام
دلِ پرغم کی داستان سُن لو ۔ تم سے کہتے ہین مہربان سن لو
داغ الفت جلائے دیتا ہے ۔ سوز فرقت جلائے دیتا ہے
شغل آنکھون کو اشکباری کا ۔ مشغلہ مجھکو آہ و زاری کا
روتے کٹتی ہے صبح سے تا شام ۔ بھرے رہتے ہین اشک کے دو جام
اک ہجوم غم جدائی ہے ۔ جان گھبرا کے لب پر آئی ہے
رات کی نیند ہو گئی ہے حرام ۔ خواب آنکھون مین ہو گیا آرام
کچھ جو لکھون مین دل کا گھبرانا ۔ رفتہ رفتہ ہو ایک افسانا
گاہ گھر مین ہون گاہ باہر ہون ۔ کیا بتاؤن کہان ہون کیونکر ہون
پاس اپنے کوئے نہین آتا ۔ دور ہی دور رہتا ہے سایا
حال اپنا سنائین ہم کسکو ۔ تمسا ہمراز پائین ہم کسکو
دل شیدا کی آرزو تم ہو ۔ یہ اگر پھول ہے تو بو تم ہو
چشم مشتاق کی نظر ہو تم ۔ نہین آنکھون مین ہو جدھر ہو تم
تم سے بڑھکر حسین نہین کوئی ۔ خلد مین کیا کہین نہین کوئی
دے ضیا کی خدا تمہین الفت ۔ رفتہ رفتہ ہو غیر سے نفرت

نامہ دیگر

اے مری روح میری راحت جان — اے مداوائے سوزش پنہان
دلربا دلفریب دل آزار — فتنہ گر جنگجو بت عیار
کرتا ہون آپ سے گذارش حال — یعنی کہتا ہون داستان ملال
سنکے کلکتہ آپ کا جانا — ہوگیا مجھکو ایک سکتہ سا
پھر وہن تصویر سان رہا خاموش — اوڑگیا رخ کا رنگ صورت ہوش
کاٹو تو کچھ نہین بدن مین لہو — ڈبڈبا آئے آنکھ مین آنسو
سیر کو جانا چوک پھر کیسا — الٹے ہی پاؤن اپنے گھر پلٹا
گھر پہ پہونچا غرض کسی صورت — اتنے مین غیر ہوگئی حالت
گر پڑا ضعف سے مین بستر پر — پھر تو مطلق رہی نہ اپنی خبر
بدحواسی غضب ہوئی طاری — نہ رہی نام کو بھی خود داری
جسنے پوچھا مزاج کیسا ہے — خاموشی نے کہا کہ اچھا ہے
کئی روز دن یہی رہی حالت — بعد چندے کے پھر ہوئی صحت
مگر اچھا ہوا نہ اچھی طرح — رہا وحشی سا وحشیون کی طرح
بولنا چالنا کسی سے نہین — خواب مین بھی نہ آنا جانا کہین
کچھ جو کھانے کو ملگیا کھایا — نام لب پر نہ بھوکھ کا آیا
ہر گھڑی ہر پہر تمھاری یاد — کیسی یاد اچھی یاد پیاری یاد
اب نئی سنئے واردات ایجان — دل مین اکدن یہ آئی بات ایجان
بیٹھے کبتک اوٹھائیگا رنج — سیر کرنے کو چلئے صاحب گنج
کیسے بیگانے کیسے اپنے لوگ — چھوڑیئے سب کو لیجئے اب جوگ

گھر سے نکلا پہن کے شکل گدا | گیروا لنگی گیروا کرتا
اس گھڑی کا نہ پوچھئے کہرام | خود مین روتا تھا لیکے اپنا نام
دیکھنے کا تھا ہائے وہ عالم | گویا کرتے تھے سب مرا ماتم
میرا اس شکل سے تھا کیا جانا | گھر سے تھا میری لاش کا جانا
دلکو بھاتا نہین ہے طول سخن | آخر الامر پہونچا اسٹیشن
دیکے محصول اور لیکے ٹکٹ | گاڑی آتے ہی چڑھگیا جھٹ پٹ
تھے مسافر ادھر ادھر کے جو اور | میری صورت وہ دیکھتے تھے بغور
اور کہتے تھے ہے یہ بیچارہ | دشت غربت کا شاید آوارہ
پڑگیا ہے کسی مصیبت مین | چھوڑا ہے گھر کسیکی الفت مین
دل لگا بیٹھا ہے کسی سے ضرور | چوٹ کھا بیٹھا ہے جگر ہے چور
اسکا معشوق اس سے چھوٹا ہے | اسپہ کوہ فراق ٹوٹا ہے
مگر افسوس ہے ابھی کمسن | پیر گردون نے کیون دکھائے یہ دن
سب کی سنتا تھا اور مین چپ تھا | لوگ نا آشنا تھے کہتا کیا
اتنے مین پہونچا اپنے منزل پر | اوترا گاڑی سے مین بدیدۂ تر
جانب شہر خاک اوڑاتا چلا | ٹھوکرین آسمان کی کھاتا چلا
دوست احباب گو وہان تھے کثیر | گھر پہ جاتا کسی کے کیا یہ فقیر
کون پہچانتا مری صورت | ہو رہی تھی کچھ اور ہی صورت
کوئی کیا سمجھے اور کیا جانے | اپنا بھید آپ ہی خدا جانے
[illegible] | [illegible]

سوچکر یہ چلا مین آخر کار / دم مین پہونچا قریب تھا بازار

آنکھ اوٹھا کر ادھر اودھر دیکھا / جو کچھ آیا مجھے نظر دیکھا

کہون کس منہ سے تھی سڑک کیا صاف / آئینے سے بھی بڑھکے تھی شفاف

امرا کے جو سیکڑون تھے مکان / ان مین سے ایک ایک رشک جنان

تھین دکانین سجی ہوئی ہر سو / ہر دکان کارخانۂ جادو

دیکھا جس بام کو تھا رشک طور / اور ہر اک حسین تھی غیرت حور

یہ سمان جس گھڑی دکھائی دیا / مین نے اسوقت دل کو تھام لیا

آسمان کی طرف اوٹھاکے نگاہ / رکھ کے سینے پہ ہاتھ کی اک آہ

یاد اپنے وطن کی آنے لگی / چشم حسرت لہو رلانے لگی

دھیان مین تھا جو آپ کا جلوا / غش نہ کھاکر گرا تو کچھ نہوا

نظر آئے تھے جتنے گلرخسار / میری آنکھون مین کھٹکے صورت خار

جس طرح سے گیا تھا پھر آیا / دل کو کوئی حسین نہین بھایا

تھی تصور مین آپ کی تصویر / ڈھونڈھتا تھا مین ایسی ہی تصویر

نہ تھا ملنا نہین ملے ایجان / تم وہان ہوتے تھا یہ غیر امکان

الغرض بعد دو مہینے کے / واپس آیا وطن کو غربت سے

اور رہتا ہون ایک دوست کے ساتھ / اپنے گھر بار سے اٹھایا ہاتھ

جی مین آتا ہے زہر کھاجاؤن / مر کے غم سے نجات پاجاؤن

اک نہ اک دن ضرور یہ ہوگا / صدمہ تھوڑا نہین جدائی کا

[illegible] آگیا تھا الفت سے / ہوا مجبور کچھ طبیعت سے

آپ کے ہاتھ ہے قضا میری | کیا کرے گا کوئی دوا میری
خوف کچھ بھی اگر خدا کا ہے | ڈر اگر پرسشِ جزا کا ہے
تو بہت جلد اسکا لکھئے جواب | ورنہ دنیا سے ہون ہین پابرکاب
آپکے یاد ہین مجھے احسان | بھول جاؤن وہ باتین غیر امکان
آپ نے میرے ساتھ کیا نہ کیا | مین ہون نادم کہ مجھسے کچھ نہوا
وہی باتین تو یاد آتی ہین | اور پہرون مجھے رولاتی ہین
ہائے کیا ہو گیا گھڑی بھر مین | قہقہے تھے چہچہے تھے جس گھر مین
اب اُسی گھر مین ہو کا عالم ہے | دلِ ویران سے کچھ نہین کم ہے
ہائے جس گھر مین مسہری تھی | اب نہین ایک بوریا تک بھی
قدِ آدم تھا آئینہ جس جا | ہے وہ دیوار نقشِ حیرت کا
ہائے جس جا لگی تھین تصویرین | اب وہان کولے کی ہین تحریرین
لوگون سے یہ بیان سنتا ہون | سر شوریدہ اپنا دھنتا ہون
آپکے دم کی روشنی سب تھی | اب نہین اک چراغ نام کو بھی
پھر خدا جلد آپ کو لائے | پھر وہ گھر رشکِ خلد ہو جائے
اسپہ آمین آپ کہئے گا | ہین مسلمان تو چپ نہ رہئے گا

قطعہ

اے نسیمِ سحر مزاج نہ پوچھ | رات بھر کے جگے ہوئے ہین ہم
رات بھی کون یعنی ہجر کی رات | ہمنشین بھی نہ تھا کوئی ہمدم
ہر طرف ایک سان تھا سناٹا | سب کے سب سو رہے تھے ہو کا تھا عالم

اسپہ درد جگر کا بڑھ جانا
کوفت مین جان تھی لبون پر دم

نیند کو ایسی کیا غرض تھی بھلا
آکے ہوتی جو وہ شریک الم

کیا کہون کس طرح کٹی شب بھر
دیکھ لے ہین ہنوز آنکھین نم

زہر ملتا تو کھا کے مر جاتا
زندگی تلخ تھی خدا کی قسم

قطعہ دیگر

حال میرا ہے سننے کے قابل
اک زمانہ وہ تھا کہ لیل و نہار

عیش و عشرت مین کٹتی تھی میری
ہر گھڑی رہتا تھا مین باغ و بہار

روز کپڑے نئے بدلتا تھا
روز جاتا تھا سیر کو بازار

دوست احباب ساتھ ہوتے تھے
ایک سے ایک اُن مین خوش اطوار

آنکھین لڑتی جو تھین حسینون سے
کچھ اشارون مین ہوتا تھا اقرار

یونہین کچھ دیر جب گذرتی تھی
ہنسکے کہتے تھے تب مرے غمخوار

ہونگی نظارہ بازیان کب تک
گھر بھی چلئے گا یا نہین سرکار

گھر پہ سامان عیش رہتا تھا
کشتی مے بھی رہتی تھی طیار

جس گھڑی دور جام چلتا تھا
مجھکو پینے سے ہوتا تھا انکار

قسمین دیکر کوئی پلاتا تھا
ڈھال دیتا تھا کوئی لالہ عذار

شب کو آرام کی تھی یہ صورت
تکیہ بنتا تھا میرا زانوے یار

دیکھا جاتا تھا کب یہ گردون سے
کر گیا اپنی گھات آخر کار

کیسا دور شراب کیسا جام
اب نہ احباب ہین نہ وہ غمخوار

کیسی محفل کہان کا عیش و نشاط
گردش بخت کیا کرون اظہار

کل جو آنکھون پہ رکھتے تھے دم سے
آج آنکھین نہین وہ کرتے چار

کچھ عجب وقت آگیا ہے ضیا
دوست دشمن ہین مجھسے سب بیزار

قطعہ دیگر

میرے محسن نواز فیض رسان
میرے نواب بحر جود و سخا

ہین تری بندہ پروری پہ نثار
جان ذرہ نوازیون پہ فدا

چمکے تیرا وہ نیر اقبال
جس کے آگے ہو آفتاب اندھا

ناز گردون کو اپنے اوج پہ ہے
تیرا رتبہ ہو اس سے بھی اونچا

دھاک ایسی بندھے ریاست کی
ملکون ملکون جلے چراغ ترا

شب عمر عدو کے نحس گھٹے
دن بڑھے تیری زندگانی کا

دامن صبح عیش تجھکو نصیب
چادر شام غم کا منہ کالا

تیری محفل ہو بزم شاہانہ
عیش جمشید ہو ترا جلسا

ہم غریبون کا تو ہی وارث ہے
ہم غلامون کا تو ہی ہے آقا

تیری مشکل ٹلے بہ لطف رسولؐ
تیری بگڑی بنے بہ فضل خدا

بعد آداب خادمانہ کے
اس طرح ہے غلام عرض رسا

کئی روزون سے مجھپہ ہے خفگی
نہین معلوم کیا ہوئی ہے خطا

پھر گئی ہے نگاہ جس دن سے
غم ہے برگشتگی قسمت کا

دیکھنے والے دیکھتے ہی ہین
پھول تو ہون مگر ہون پژمردہ

نام روشن ہے وہ چراغ تو ہون
ہون کسیکا مگر بجھایا ہوا

اچھا اس سے تو کوئی بحث نہین
خیر کچھ ہی سہی قصور مرا

اب معافی کا خواستگار ہون مین — بخشئے بخشئے برائے خدا
حیف صد حیف مین عتاب مین ہون — عید کا دن قریب آپہونچا
کوئی سامان ہوا نہین ابتک — اک تردد ہے چار کپڑون کا
تنگ دستی اگر رہی یونہین — مفلسی کا جو ہے یہی نقشا
کیا عجب ہے کسی سے عید کے دن — قرض لیکر کرون نماز ادا

قصیدہ

ایکے گلشن مین نرالے رنگ سے آئی بہار — بے پئے چلنے لگی باد صبا مستانہ وار
فصل گل سے کہہ رہا ہے جھوم کر ابر کرم — ایک تیرے دور مین ہین میکش و پرہیزگار
طرفہ موسم ہے زمانے نے نئی بدلی ہے رُت — قدرت باری سے نخل سرو بھی لایا ہے بار
سنبل تر یا کسی معشوق کی ہے شام زلف — خوشنما سورج مکھی یا آفتاب روے یار
مستی جوش جوانی کا دکھاتا ہے سمان — سبزہ رنگون کی طرح ہر ایک نخل باردار
رنگ رلیان مچ رہی ہین عاشقون مین نہر پر — سامنے رکھے ہوئے ہین جام کے پہلو مین یار
اپنے اپنے رنگ مین ہر ایک سرمست سرور — گل کو گلچین کا نہ کچھ کھٹکا نہ بلبل بے قرار
سرو کو دکھلا رہے ہین چال اترائی ہوئی — نازکے پُتلے حسین پہنے ہوئے پھولون کے ہار
جو صدا آتی ہے کانون مین وہ ہے دلکش صدا — کوئلون کی کوک سُنئے یا پپیہون کی پکار
بیخودی سی ہے مگر کچھ ایسا اطمینان ہے — بے تکلف شاخ گل پر چہچہے زن ہین ہزار
آنکھون مین پھولی ہے سرسون دیکھکر رنگ چمن — آئینہ حیرت کا ہے نرگس کی چشم انتظار
طبع رنگین نے کہا اپنی کہ ایسے وقت مین — تجھ سا شاعر اور غفلت سے رہے یون ہمکنار

صفحۂ قرطاس پر کلک گہر افشان سے لکھ
مدحت نواب آصف جاہ والا اقتدار

جسکے فیض جود و بخشش سے زمانہ ہے غنی
کر دیا جسکی عنایت نے گدا کو مالدار

آفتاب آسمانِ شوکت و جاہ و جلال
نیر برج خوش اسلوبی و تمکین و وقار

اس طرح وصف سراپا ہو زبانِ کلک پر
جس طرح باتون مین عاشق کھینچدے تصویر یار

رشک سے پیچان خط عارض غیرت سنبل ہے زلف
لب اگر برگ گل تر ہین تو گل سے ہین عذار

چشم نرگس سے بھری آنکھونپہ شوخی سے فدا
قد بالا پر صنوبر لاکھ جانون سے نثار

تیغ ابرو کی وہ برش جس سے ڈرتی ہے اجل
تیر مژگان وہ جو دشمن کا کرے سینہ فگار

نور کا ٹکڑا جبین وہ جسکو دیکھا چاہیے
چاند سے تشبیہ دیتے جو تو ہوتا داغدار

لوٹ حورین ہون جو دیکھین خوش لباسی کی پھبن
سادگی وضع پر صدقے حسینون کا سنگار

کہتی ہے فکر رسا اک اور بھی مطلع لکھو
کیا عجب ممدوح سے تم داد پاؤ بے شمار

مطلع دیگر

سب امیرانِ جہان سے بڑھکے ہے تیرا وقار
تیرا لوہا مانتے ہین جتنے ہین ذی اقتدار

باعثِ فخر زمین ہر اک ترا نقش قدم
سرمۂ چشم فلک ہے تیرے مرکب کا غبار

جس پہ ہو ابر کرم تیرا وہ مالا مال ہو
ہُن برس جائے او وہ ہو جسپر تیرا قہر گذار

وہ ترا رعب ریاست ہے کہ تیرے سامنے
زرد ہو جائین مہ و خورشید بھی بیمار وار

رشک ہے تخت سلیمان کو بساط عیش پر
رنگ محفل پر ترے ہے جشن جمشید ہی نثار

ہمت عالی تری وہ جسکے آگے دہر مین
گو نہین حاتم مگر ہے روح اسکی شرمسار

تیری تعریفین لکھی جائین کہانتک کسقدر
عمر اپنی مختصر اوصاف تیرے بے شمار

...یدہ اس دعا پر ختم کرتا ہے ضیا	جشن شاہانہ ترا قایم رہے لیل و نہار
...ن جپتا رہے جام مئے عیش و نشاط	شاہد عشرت رہے آٹھون پہر زیب کنار
...دشمن جو ہین اُن کو ہاتھ ہی ملتے کٹے	تیری خواہش سے زیادہ دے تجھے پروردگار

ساقی نامہ سال نو

اے ساقی شوخ و شنگ میرے	اے ساقی لالہ رنگ میرے
اے ساقی گلعذار میرے	اے ساقی نوبہار میرے
اے چشم فلک کے تارے ساقی	البیلے انیلے پیارے ساقی
اے غیرتِ آفتاب ساقی	لاثانی و لاجواب ساقی
اے مست نگاہون والے ساقی	سب ساقیون سے نرالے ساقی
آ ناز و ادا کے ساتھ ابھی	لا کشتیٔ مے کہان ہے لا بھی
ہے بزم طرب کا نام تجھ سے	مے تجھ سے ہے اور جام تجھ سے
کھوتا ہے مزہ ترا تغافل	دل ڈھونڈھ رہا ہے ساغر مل
تھوڑی ہی سہی مگر پلا دے	کچھ دل کی لگی ہوئی بجھا دے
کمبخت بہار کا ہے موسم	اور ابر برس رہا ہے کم کم
تھم تھم کے ہوائین چل رہی ہین	چٹکی سے کلیجا مل رہی ہین
ہے رنگ پہ آجکل گلستان	کھل کھل کے مہک رہی ہین کلیان
لالے نہین ہین یہ ساغر مل	آپس مین ہین ایک بلبل و گل
دلکش ہے سماں نرالی رُت ہے	جس چیز کو دیکھئے اچھت ہے

آغاز ہے بیسوین صدی کا
نیرنگ ہے لطف ایزدی کا

اگلی جو عیسوی صدی تھی
اُس نحس پہ ختم ہر بدی تھی

اُس مین ہوئی سرحدی لڑائی
لاکھون کی جان پر بن آئی

کتنی فوجین جو تھین گرامی
کتنے سردار تھے جو نامی

اس جنگ مین جب وہ کام آئے
نیرنگ جہان نے گل کھلائے

سرکار نے میری فتح پائی
آخر دشمن نے منہ کی کھائی

پھر قہر کا آسمان ٹوٹا
طاعون نے آکے سب کو لوٹا

ویران ہوئین بستیان ہزارون
سنسان ہوئے مکان ہزارون

اب فضل خدا ہوا جو ہم پر
بدلا عالم کا رنگ یکسر

مطلوب جو تھا وہ سال آیا
نیک اختر و نیک فال آیا

یہ سال علاج ہر مرض ہے
سو دکھ کی یہ اک دوا غرض ہے

اب خواب خیال ہین وہ صدمے
جو سال گذشتہ نے دیے تھے

ہر سمت خوشی ہے سال نو کی
شادی یہ رچی ہے سال نو کی

ایسے مین تو جدا ہے مجھسے
کیا جانے کیون خفا ہے مجھسے

یہ دن بھی دکھایا ہے افسوس
کس وقت ہوئی ہے یاس افسوس

کیا کیجئے چرخ کی شکایت
احسان ہے تیرا اپنی قسمت

ہو سال نیا تجھے مبارک
تجھ سے ہین ہزار تیرے گاہک

سب بادہ عیش سے ہون مسرور
ہم چاہتے تجھکو ہین مجبور

ہے اپنی دعا یہ صبح گاہی
اس سال کے بعد بھی الہی

میخانہ رہے پری کی صورت
دیکھا تو کرینگے چشم حسرت

قطعات تواریخ

قطعہ تاریخ خمسہ کاملہ مصنفہ خان بہادر جناب مولوی سید خیرات احمد صاحب کیلی گیاوی دام مجدہم

این ہمہ خمسہائے مطبوعہ — ہست سوز و گداز حرف بحرف
سال تاریخ خواستم چو ضیا — دل من گفت خمسہائے شگرف ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب شاہزادہ محمد یٰسین بخت بہادر عرف شاہزادہ مرزا ظہیر الدین صاحب ظہیر دہلوی گورگانی شاگرد حضرت شوق نیموی مدظلہ

یہ دیوان شہزادہ نامدار — ہوا چھپ کے مقبول اہل جہان
ضیا میں نے لکھی یہ تاریخ سال — گلستان اشعار معجز بیان ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ ولادت ماہ سپہر احترام محمد عبد السلام

موسوم باسم تاریخی حفظ الرحمن سلمہ اللہ المنان ۱۳۱۳ھ

تیسوین ۲۳ تھی سے رجب کی — اور پیر کی صبح نور افزا
مولانا شوق نیموی کو — فرزند دوم خدا نے بخشا
لکھا یہ ضیا نے مصرع سال — خورشید بلند نام زیبا ۱۳۱۳ھ

تواریخ تولد عباس علی
۱۹۰۰ء

میرے بھائی وزیر جان صاحب
اُن کا گھر آج ہوگیا روشن
پاکدین پاک دل نکو سیرت
حق نے بخشا جو اک قمر طلعت
مصرع سال اے ضیا لکھو
ماہ برج سعادت و صولت
۱۳۱۸ھ

وله

حق نے مرزا وزیر جان کو
اٹھارہوین تھی مہ رجب کی
بخشا فرزند ماہ تمثال
تھا پیر کا روز صبح اجلال
عباس علی ہے نام اُسکا
بڑھتی رہے اُسکی عمر کی طرح
ہو سایہ حق مین وہ جوان سال
شاخ شجر ریاض اقبال
تاریخ اُسکی ضیا نے لکھی
صبح امید و مہر افضال
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب حاجی حافظ مولوی سید نذر الرحمٰن صاحب المتخلص بہ حفیظ رئیس عظیم آباد

دل سے کیون بھائے نہ ایسا دیوان
خوش جسے دیکھ کے ہو طبع ملول
واہ ہر شعر کا نقطہ نقطہ
چمن حسن بلاغت کا ہے پھول
اسکی تاریخ ضیا نے لکھی
گلستان فصاحت مقبول
۱۳۱۸ھ

قطعۂ تاریخ ترتیبِ دیوان مشفقی جناب شیخ حسین بخش صاحب شررؔ ساکن گیا

ہیں جناب شررؔ جو میرے دوست	نکتہ رس با کمال گو ہیں پر زور
ہو گیا جمع کلیات اُن کا	جس کے مشتاق ہیں سخن گستر
شعر آتش کے سب ہیں پرکالے	نقطہ نقطہ ہے صورتِ اخگر
کیا عجب شعلہ مضامین ہے	خاک ہو دشمنوں کا دل جل کر
اے ضیاؔ لکھ دو مصرعِ تاریخ	ہے یہ جانسوز کلیاتِ شررؔ ۱۸ ۱۳۱۲ھ

تقریظ جناب حافظ عبد الغنی صاحب عظیم آبادی برادرِ نسبتی مصنف مرحوم

اس دیوان کے مصنف مرزا علی رضا متخلص ضیاؔ جناب مرزا علی محمد مرحوم
چھوٹے صاحبزادے شہر عظیم آباد پٹنہ محلہ شاہ کی الی کے رہنے والے تھے۔ کم سنی ہی میں
ان کو شاعری کا شوق ہوا جناب سید عبد السبحان صاحب مائلؔ رئیس کشنگیا خود تلمیذ
حضرت شوقؔ نیموی کے شاگرد ہوئے۔ اور چند سال تک اُن سے اصلاح لیتے رہے۔
جب بعض عوارض کے سبب سے جناب مائلؔ دماغی محنت سے مجبور ہوئے تو مرحوم ضیاؔ اپنے
استاذ الاستاذ مولانا شوقؔ نیموی کو اپنا کلام دکھانے لگے۔ طبیعت ایسی موزون خداداد
پائی تھی کہ بہت جلد ایسی حیرت انگیز ترقی کی کہ اساتذۂ فن بھی قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے
جو شعر کہتے درد آمیز و معانی خیز ہوتا جو غزل لکھتے اُس میں سلاست فصاحت کوٹ کوٹ کے
بھری ہوتی جس بزم مشاعرہ میں شریک ہوتے اپنے کلام کی روشنی سے اُسکو چمکا دیتے
جسکو اپنی غزل سناتے بے چین بنا دیتے۔ پٹنہ اور صاحبگنج گیا کے مشاعروں میں اکثر انکی شرکت ہوتی

لکھنؤ گئے وہاں بھی اپنا رنگ جما دیا۔ ہمیشہ آزادی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ کچھ دنون تک
فقیرانہ وضع اختیار کی گیروا لباس پہنتے رہے۔ شادی بھی نہین ہونے پائی تھی کہ بادِ اجل کا
وہ سخت جھونکا چلا کہ مرحوم کی شمع حیات یکایک گل ہو گئی۔ سارا گھر اندھیرا ہو گیا
۶ محرم سنہ ۱۳۱۹ھ کو ہیضہ کیا اور آٹھوین محرم کو بعد طلوع فجر بیس اکیس برس کے سن مین
انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰ اپنے مکان سے پچھم جانب
ربع میل کے فاصلے پر میر فجو کے مقبرے مین مدفون ہوئے ؎ ملے خاک مین نوجوان
کیسے کیسے ؛ زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے ؛ مرحوم ضیا جیسے خوش فکر و خوش گو تھے
اسی طرح خوش رو خوش وضع جامہ زیب بھی تھے۔ مرحوم کا یہ مقطع جب یاد آتا ہے دل
تڑپا دیتا ہے ؎ ضیا تیرے لاشے پہ کرتی ہے ماتم ؛ تری جامہ زیبی تری ضعداری ؛
مرحوم نے مرنے کے کچھ قبل ایک لاجواب مطلع کہا ہے جو غالباً اُن کی آخری نظم ہے
بیاض پر یا کسی پرچے پر بھی نقل کرنے کا اتفاق نہین ہوا۔ اپنے احباب کو سنایا تھا
جنکے دل مین نقش کالحجر ہو رہا ہے ؎ اک ٹیس جگر مین اُٹھتی ہے اک درد سا دل مین ہوتا ہے
ہم راتون کو رویا کرتے ہین جب سارا عالم سوتا ہے ؛ مرحوم کا کلیات
قدر شناسانِ سخن کی قدر دانی سے چھپکر آج ہدیہ ناظرین ہوتا ہے۔ ؛ ع
رنگ خود بول اُٹھے گا کہ یہ مال اچھا ہے

قطعہ تاریخ طبع

چھپگیا فضل حق سے یہ دیوان ؛ جس سے روشن رہیگا نام ضیا
بیک اُٹھا غنی یہ مصرعِ سال ؛ مطلع نور ہے کلام ضیا ۲۲ ۱۳۰۳

تمت

شکریہ

ہم اون قدردانان سخن و ہمدردان قوم کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس دیوان
[illegible]ع ہونے میں مالی ہمدردی کے ساتھ اعانت فرمائی ہے۔ منشی علی حسن صاحب خوشنویس ساکن شہر پٹنہ
محلہ شاہ کی املی نے اسکی تمام کاپیاں نہایت کم اجرت کتابت پر لکھدیں۔ اور جناب مولوی محمد عبد القا
صاحب مالک احسن المطابع نے چھ جزو تک زر چندہ سے بکفایت تمام اور آخر کے ڈھائی جز
جناب ظہور خان صاحب سوداگر مالک ظہور پریس نے بلا اجرت چھاپ دئے اور حضرات
ذیل نے زر نقد سے مدد فرما کر اپنی قدردانی و ہمدردی کا نمونہ دکھا کر تمام شائقین دیوان ضیا مرحوم
کو ممنون فرمایا۔

جناب نواب سید حافظ احمد رضا خان صاحب سکندر نواز جنگ بہادر رئیس پٹنہ

جناب خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب وکیل گیا

جناب مولوی غلام صمدانی مرحوم متخلص بصمد سررشتہ دار عدالت ججی گیا

جناب سید [illegible] سبحان صاحب [illegible] عظیم آبادی

جناب منشی محمد ظہور احسن صاحب [illegible]

جناب منشی خدا بخش صاحب طالب ملتانی

جناب منشی معز الدین احمد صاحب [illegible] سب انسپکٹر ساکن پورنیہ

جناب منشی امیر الدین احمد صاحب مضطر ساکن پورنیہ

جناب حکیم محمد جان مرحوم عظیم آبادی

جناب مرزا وزیر جان صاحب برادر اعظم مصنف دیوان

الراقم

خادم الحفاظ محمد عبد الغنی ساکن پٹنہ محلہ شاہ کی املی